یادگار سلور جوبلی

جلد جاگیرداران

حصہ اول

مرتبہ

صمصام شیرازی

مطبوعہ

تاج پریس حیدرآباد دکن

ملنے کا پتہ دفتر مشیر عالم جماعتی ۲۰۴۲۶ اندرون [illegible]

قیمت قسم اعلیٰ عہ اور عام عہ علاوہ محصول [illegible]

آگرہ

میوہ اور خاندانی حالات سے

حصہ میں نہیں آئے ہوں تو اُس کے دوسرے

حصہ میں ضرور درج کر کے تفصیلات کیلئے

مخاطب فرمائیے

دفتر مشیر عام جنگی

بمقام ... حیدرآباد دکن

یادگارِ سلورجوبلی

جلد جاگیرداران

حصّۂ اوّل

مُرتّبہ

امیر اعظم

نواب مہدی جنگ بہادر دام اقبالہٗ

خلف

نواب شاہ یار جنگ مرحوم و مغفور

کا

میں تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ نواب صاحب معزز نے ازراہ علم دوستی و معارف پروری

تذکرہ

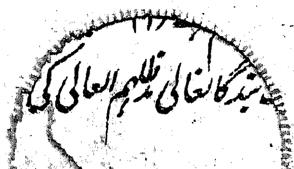
یادگار سلور جوبلی

کو

اپنے نام نامی سے معنون کرنے کی اجازت عطا فرماتے ہوئے ایک کثیر رقم سے دستگیری فرمائی فقط

صمصام شیرازی

سرپرست تذکرہ



نواب مہدی جنگ بہادر



شاہ پرست صمصام شیرازی (سیدالاخبار زادہ)

مولف مشیر عالم جنتری و یادگار سلور جوبلی [بارہ جلدوں میں]

جسکا ایک (یہہ) حصہ پیش ہے

مصنف گلدستہ شیراز ، دفتر عثمانی ، نذر قائم ، شش مراثی ، دفتر راہ نجات ،

تازیانہ عبرت فیشن کی کہانی فیشن ایبل کی زبانی وغیرہ

عرض حال

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی   اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

ہندوستانِ جنت نشان میں حصہ مملکتِ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن بہ نسبت دیگر حصص ہند کے ہر حیثیت میں زیادہ تر بلند ہے۔ ملک زیادہ تر زرعی اور معدنیات کی کان ہے اسکے دو حصے ہیں۔ ایک خالصہ اور دوسرے غیر خالصہ۔

علاقہ خالصہ وہ ہے جس پر براہ راست حکومت کا انتظام ہے اور جسکی مالگزاری خزانہ شاہی میں داخل اور انتظام مملکت میں خرچ ہوتی ہے۔ اسکو علاقہ دیوانی بھی کہتے ہیں اور یہ چار صوبوں پر منقسم ہے (۱) صوبہ اورنگ آباد (۲) صوبہ گلبرگہ (۳) صوبہ ورنگل (۴) صوبہ گلشن آباد میدک۔ انکے انتظام کیلئے اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی کی جانب سے نائب (گورنر) مقرر ہیں جنھیں صوبہ دار کہتے ہیں۔

صوبہ اورنگ آباد میں۔ ضلع اورنگ آباد، بیڑ، پربھنی، ناندیڑ۔ صوبہ گلبرگہ میں۔ ضلع گلبرگہ، رائچور، عثمان آباد، بیدر۔ صوبہ ورنگل میں۔ ضلع ورنگل، کریم نگر، عادل آباد، نظام آباد، نظام ساگر، صوبہ گلشن آباد میدک میں۔ ضلع میدک محبوب نگر، نلگنڈہ، اطراف بلدہ، باغات۔

ضلع تعلقدار کا مستقر ہے اور ہر ضلع میں کئی ایک تعلقات ہیں اور ہر تعلقہ پر تحصیلدار متعین ہیں۔

علاقہ غیر خالصہ غیر خالصہ وہ ہے جو براہ راست حکومت کے زیر انتظام اور جس کی مالگزاری حکومت کو کوئی تعلق نہیں۔ مگر غیر خالصہ علاقہ جات کا انتظام بھی دیوانی علاقہ جات کے مماثل ہے۔

مملکت حیدر آباد دکن کا دو تہائی حصہ خالصہ اور ایک تہائی غیر خالصہ ہے۔ غیر خالصہ کے دو حصے ہیں۔ ایک صرف خاص مبارک جس کے مالک خود اعلحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی جس کا انتظام محکمۂ عالیہ صرفخاص مبارک کے تحت ہے جس کے صدر المہام نواب واراب جنگ بہادر ہیں مگر اس پر ذات حضرت اقدس واعلی کی خاص نگرانی ہے۔

دوسرا حصہ جاگیرات کا ہے جیسیں پائیگاہ اور سمستان بھی شامل ہیں۔ اور ہر جاگیردار و والی سمستان و پائیگاہ اپنے حصہ کا خود انتظام کرتا ہے یہاں بھی انکی جانب سے معتمدین، تعلقداران، تحصیلداران و پیشکاران مقرر و کارفرما ہیں انکو بھی عدالتی و مالی و کوتوالی اختیارات حاصل ہیں۔

کورٹ آف واڈز جاگیرات کی دیکھ بھال اور انکو فنا ہونے سے بچانے کیلئے ایک محکمہ بنام نہاد نظامت کورٹ آف وارڈز قائم ہے جو قدیم سے ہے۔ عہد میمنت مہد میں اس سررشتہ نے بڑی قوت اور وسعت حاصل کی یہ ایک ناظم کے تحت ہے اس محکمہ کے اغراض جاگیرداروں کو وراثت کی نزاع اور قرضہ کی زیر باری سے باز رکھنا ہے چونکہ ہمارے پاس کے جاگیردار قرضداری میں ضرب المثل تھے۔ مگر حضرت اقدس و اعلی نے کمیٹیوں سے کام لیکر ملک کے اس معزز طبقہ کی مالی اور اخلاقی حالت کو [illegible]

جاگیردار کالج طبقۂ جاگیرداران اپنے خدائے حیّ و قیوم کی شکرگزاری کا فریضہ کس طرح ٹھیک ٹھیک ادا کر سکتا ہے کہ اسنے اپنے لطف و کرم سے انھیں ایک ایسا شہریار عطا فرمایا ہے کہ جسقدر وہ اسکی ذات پر ناز کرے کم ہے۔ حضرت اقدس و اعلی نے یہ دیکھ کر طبقہ

سے جاگیرداران کی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہے اور وہ شب و روز لہو و لعب میں تعلیم کے نہ ہونیکی وجہ سے مشغول و مصروف ہیں۔ انکو اپنی جاگیر کے انتظام اور رعایائے جاگیر کی فلاح و بہبودی کا کوئی خیال نہیں۔ جملہ جاگیر کے انتظامات معتمدین اور نائبین کے رحم و کرم پر چھوڑ کر انکو سیاہ و سفید کا مختار بنا دیا تھا اس لئے آیندہ نسلوں کو اس سے باز رکھنے اور اپنی جاگیر کا انتظام عمدہ کرنے اور اپنی جاگیر کی رعایا کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہنیکے لئے یہ کالج قایم فرمایا ہے جو ایک بورڈ کی نگرانی میں ہے جسکے پریسیڈنٹ مرشدزادہ نواب بسالت جاہ بہادر ہیں (ارشاد خسروی بجواب اڈریس جاگیرداران) "یہ شرفا کا ایک ایسا طبقہ ہے کہ حیدرآباد کی ریاست کیساتھ امتیازی حیثیت رکھتا ہے میرا بھی شمار میرے بزرگوں کے اصول یہی رہا ہے کہ حتی الامکان جاگیرات کو برقرار رکھا جائے اور فنا ہونے سے بچایا جائے مگر یہ امر ایک حد تک خود جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے یعنے اگر وہ قرضہ کی زیرباری اور وراثت کی نزاع سے باز رہیں اور اپنی جاگیر کا انتظام عمدہ کریں۔ اور بالخصوص اپنی جاگیر کی رعایا کی فلاح و بہبودی میں کوشاں ہوں تو مجھے امید ہے کہ ریاست کیلئے یہ طبقہ باعث تقویت ثابت ہوگا میں نے صاحبزادہ بسالت جاہ کو انکے کالج کا پریذیڈنٹ بنایا ہے کہ تاکہ میرے خاندان کی اس طبقہ سے وابستگی اور اسکے ساتھ دلچسپی ظاہر ہو"

طبقۂ جاگیرداران دولت عالیہ حیدرآباد کے ساتھ ایک امتیازی خصوصیت رکھتا ہے انکی رگوں میں دوڑتے ہوے خون کا ایک ایک قطرہ خانوادۂ آصفی کے ساتھ جذبات عقیدت و جان سپاری سے معمور ہے۔

چشم بددور سرزمین حیدرآباد نہ صرف معدنیات کی کان ہے بلکہ جاگیرداروں کا بھی مخزن ہے ان جاگیرداروں میں اکثر ایسے ہیں کہ جنکی شہرت قلمرو آصفیہ سے گزر کر وسیع مملکت ہند کے گوشہ گوشہ اور دنیا کے ہر حصہ میں پہنچ چکی ہے اور انمیں بھی بعض ایسے ہیں جو بجائے خود فرد فرید ہیں۔ ہمارے نزدیک ان سب سے پہلے بلحاظ خاندان و شوکت و شان، جمعیت و سپاہ مراتب و جاہ عالیجناب نواب مہدی جنگ بہادر کا نام نامی آتا ہے۔ اس خیال سے نہیں کہ آپ ہمارے سرپرست و معاون ہیں بلکہ تواریخ دکن شاہد ہیں کہ آپکے اجداد ملک کی بہبودی و ترقی، مالک کی خوشنودی کیلئے اپنی عزیز جانوں کو بڑے بڑے خطرناک مہموں میں ڈالکر کارہائے نمایاں انجام دئیے ہیں آپ بھی اپنے آبا و اجداد کے خیرخواہ ملک اور جان نثار مالک ہیں آپکی ذات جامع حسنات نعمات سے ہے سرد گرہ بد آتش نیاز دو دکن"

الحاصل مجھ کو اوائل عمر ہی سے تواریخ کے مطالعہ کا شوق اور میرا یہ ذوق ہمیشہ مفید نتایج کا متلاشی رہا ہے چنانچہ میں نے اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ مشاہیر دکن کے حالات کی ترتیب میں صرف کر دیا اور اب تک کئی ایک مشاہیر کے حالات کی وساطت سے ہندوستان

کے رسالوں، سالناموں اور اخباروں کے ذریعہ خود کو پبلک سے روشناس کرا چکا۔

چند سال سے مجھے یہ خیال ہوا کہ میں اپنے ملک کے مشاہیر کے حالات کو یکجا کر کے جامع طور پر کتابی شکل میں لاؤں اور میرا یہ ارادہ میرے لئے فرض ہو کر کسی زرین موقع کا متلاشی رہا۔

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ زرین موقع میرے آقائے مجازی سلطان غازی اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے جشن سلور جوبلی مبارک کا آپہنچا۔ اور میں نے اپنے ارادہ کی تکمیل کیلئے کمر ہمت باندھ لی اور اپنی اس تالیف کو "یادگار سلور جوبلی" کے نام سے موسوم کر کے اپنے ملک کے مشاہیر سے پبلک کو روشناس کرنیکا بیڑہ اٹھایا۔

لیکن یہ کوئی معمولی کام تو تھا نہیں کہ جو بغیر کسی محنت و مشقت برداشت کرنیکے چشم زدن میں انجام پاجاتا اسلئے مہینوں بلکہ برسوں صاحبان تذکرہ کے در دولت پر جبہ سائی کرنی اور انھیں اپنے خاندانی حالات کا مختصر سا خاکہ بحوالہ تاریخ معتبرہ دینے اور تصویر کھینچوانے پر آمادہ کرنا پڑا اور اس تگ و دو میں جن مصارف کثیر اور رقم خطیر کا بار مجھ پر عائد ہوا ہے اور جن جن مشکلات سے مجھ کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ ایک تو جاگیردار صاحبان سے سابقہ دوسرے ملک کا ہر خواندہ و ناخواندہ تذکرہ نویسی کے حیلہ سے جلب منفعت کا خواہاں جسکی وجہ میری مشکلات میں اور اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک تو وقت کی کمی دوسرے صاحبان تذکرہ کی کم التفاتی مجھ کو اپنے ارادہ میں کامل طور پر کامیاب ہونے نہ دیا۔ پھر بھی عالیجناب نواب مہدی جنگ بہادر سے فیاض و دستگیر امیر کی سرپرستی میں اس تذکرہ کو پبلک کے ملاحظہ میں پیش کرنیکا شرف حاصل کر رہا ہوں اور آخر میں نواب صاحب ممدوح کا تہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہی کے وجود ذی جود سے یہ تذکرہ عالم وجود میں آیا۔ اگر آپ بروقت تذکرہ کی سرپرستی نہ فرماتے اور الطاف و عنایات کریمانہ سے دریغ فرماتے تو مجھ کو اتنی بھی امید نہیں تھی کہ تذکرہ ہذا اس قدر کامیابی کے ساتھ بھی پبلک کی خدمت میں پیش کر سکتا ؏ اجرش دہ خدائی کہ کردہ است یاوری

شاہ پرست صمصام شیرازی (السید خیازادہ)

مولف شیر عالم جنتری یادگار سلور جوبلی مصنف گلدستہ شیراز، دفتر عثمانی، تذکرۂ قائم، تذکرۂ جنت نشین مراثی اور تذکرۂ نجات، تازیانۂ عبرت فیشن کی کہانی فیشن ایبل کی زبانی وغیرہم

ناشر

دفتر شیر عالم جنتری

۴۴۶ - اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

اُمرائے عظّام

بابِ اوّل



نواب سالار جنگ بہادر



نواب مختارالملک سر سالارجنگ اول مرحوم

امیرِ اعظم

نواب سالار جنگ بہادر

آپ حیدرآباد دکن کے اُن قدیم امرائے ذیشان سے ہیں جن کی ذاتِ عالی پر نہ صرف مملکتِ دکن بجا طور پر فخر کر سکتی ہے بلکہ سرکارِ عظمت مدار کو بھی آپ پر ناز ہے آپ کی عظمت کے آگے کوئی دنیاوی عظمت اور بزرگی مرتبہ نہیں رکھتی ہے۔ مدبری، اولوالعزمی، شگفتہ مزاجی، سیر چشمی، دریا دلی، مستقل مزاجی، خوش خلقی اور امورِ انتظامی میں اپنے دادا نواب تراب علیخاں مرحوم سالار جنگ اول (جن کا نام نامی وزرائے عالم کی فہرست میں زرین حروف سے لکھا ہوا ہے) کے قدم بقدم ہیں۔ آپ کا سلسلۂ خاندان اشرف الانبیاء رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبِ خاص حضرت شیخ اویس قرنیؒ سے ملتا ہے آپ تک پنتیسویں (۳۵) پشت ہے حضرت اویس قرنیؒ کی دسویں پشت میں اویس ثانی گزرے۔ جو مدینہ منورہ میں اوقاف کے متولی تھے جو اپنے فرزند شیخ محمد علی کو ہمراہ لے کر وارد ہندوستان ہوئے۔ اور علی عادل شاہ کے زمانہ میں بیجاپور میں آکر سکونت اختیار کی۔ شیخ محمد علی نے ملا احمد (مدار المہام دربار عادل شاہی) کی دختر سے شادی کی بعد ازاں دبیر سلطنت بیجاپور مقرر ہوئے۔ ملا احمد کی دختر سے آپ کو دو فرزند ایک شیخ محمد باقر اور دوسرے شیخ محمد حمید ہوئے

شیخ محمد باقر

آپ شیخ محمد علی کے فرزند اکبر اور

اویس ثانی کے پوتے تھے۔ آپ نے بیجاپوری امیر علیخاں
کی ہمشیر سے شادی کی بعد ازاں عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفےٰ
خان وزیر بیجاپور کی بدسلوکیوں سے برداشتہ خاطر ہوکر
سلطنت مغلیہ میں حاضر ہوئے۔ جہاں آپ کو دو ہزار
پیادہ پانسو سوار کی افسری اور شاہ جہاں آباد اور کشمیر
کی دیوانی کا خلعت عطا ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد آپ نے
بوساطت اسد خاں اپنا تبادلہ دیوانی تلنگ کن نظام شاہی
پر کرایا اور دکن میں وارد ہوئے۔ بوجہ پیرانہ سالی آپ
نے نوکری سے دست بردار ہوکر اورنگ آباد میں سکونت
اختیار کی اور وہیں ۱۱۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ علوم
معقول و منقول میں فاضل جید اور عالم متبحر تھے۔ تلخیص المرام
فی علم الکلام و روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار آپ کے مشہور
تالیفات سے ہیں آپ کے فرزند شیخ محمد تقی تھے۔

شیخ محمد تقی

آپ شیخ محمد باقر کے فرزند اور شیخ
محمد علی کے پوتے تھے آپ کو بعہد عالمگیر ا
اورنگ زیب تین ہزار پیادوں کی افسری اور بہادر شاہ
کے زمانہ میں پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوار کی افسری
عطا ہوئی اور شاہ فرخ سیر کے عہد میں دربار کے معزز
ارا کین میں شامل ہوئے۔ جب دکن پر حضرت مغفرت
مآب آصف جاہ اول کا تسلط ہوا تو آپ تمام قلعہ جات
کی فوج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے آپ کی وفات ۱۱۴۵ھ
کی اواخر میں ہوئی آپ کے فرزند شمس الدین محمد حیدر تھے

شمس الدین محمد حیدر

آپ شیخ محمد تقی کے فرزند
اور شیخ محمد باقر کے پوتے
تھے آپ ۱۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اورنگ زیب نے
آپ کو عہد طفولیت ہی میں سو پیادوں کی افسری پر مامور
فرمایا۔ جب آپ جوان ہوئے تو نواب آصف جاہ اول
مغفرت مآب کے حضور میں لائے گئے اور یہاں آپ
کو دو سو سواروں کی افسری اور فیل خانہ کی نگرانی عطا
ہوئی۔ بعد تین سو پیادوں کی افسری زیادہ کی گئی۔ جب
آصف جاہ بہادر دہلی تشریف لے گئے تھے تو آپ
عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے تھے نادر شاہ کے حملے کے
بعد آپ کی افسری پانچسو کی ہوئی اور حیدر یار خان خطاب
مرحمت ہوا آصف جاہ بہادر کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا
کہ جب شہنشاہ کے دربار میں جاتے تو آپ ہمیشہ ہمراہ رہتے
رفتہ رفتہ آپ کو پندرہ سو پیادے اور پانچسو سوار کی
افسری عطا ہوئی اور امیر الممالک صلابت جنگ بہادر
کے عہد میں پانچ ہزار پیادے چار ہزار سوار خلعت۔

پالکی۔ نشان۔ نوبت منیر الدولہ اور شیر جنگ خطاب مرحمت ہوا اور مصاحب آصف جاہ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں سات ہزار پیادے سات ہزار سوار اور منیر الملک کے خطاب سے سرفرازی ہوئی اور منتظم اعلیٰ امور خانگی زاں بعد دیوان سلطنت دکن مقرر ہوئے۔ چنانچہ آپ کے کارناموں سے تاریخیں بھری پڑی ہیں پھر بوجہ پیرانہ سالی گوشہ نشینی اختیار فرما کر اورنگ آباد میں سکونت پذیر ہوئے لیکن نواب میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی مغفرت مآب نے اورنگ آباد کی نظامت آپ کے تفویض فرمائی۔

آپ اواخر ۱۱۸۹ھ میں بعمر ۸۷ سال راہی خلد بریں ہوئے آپ کے دو فرزند (۱) صفدر خاں (۲) تقی یار خاں تھے

صفدر خاں

آپ شمس الدین محمد حیدر (حیدر یار خاں) کے خلف اکبر اور شیخ محمد تقی کے پوتے درگاہ قلی خاں مؤتمن الدولہ خان دوران سالار جنگ مرحوم کے داماد تھے آپ ۱۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے آپ کو ۱۱۳۵ھ میں بعہد نظام علیخاں بہادر دو سو کی منصب اور داروغہ فیل خانہ کا عہدہ اور مظفر جنگ بہادر کے زمانہ میں تین ہزار پیادہ اور چند سو سواروں کی افسری عطا ہوئی اور خطاب خانی سے سرفرازی پائے۔ امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد میں اورنگ آباد کے کوتوال مقرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ تین ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار نوبت و نشان سے عزت پائی اور ۱۱۷۲ھ میں غیور جنگ اور اشجع الدولہ کا خطاب پالکی اور آخر الامر منصب پنجہزاری ۵۰۰۰ تین ہزار سوار اور اشجع الملک اور ۸ ر صفر ۱۲۰۵ھ میں خان خاناں کا خطاب عطا ہوا اور دیوانی صوبجات دکن پر مفتخر ہوئے۔ ۱۴ ر شعبان ۱۲۰۵ھ میں بمقام بنگال وفات پائی آپ کے چار فرزند محمد تقی خان مرحوم حسن رضا خان مرحوم بدیع الزماں خان مرحوم اور چھوٹے امین الملک مرحوم تھے۔

بدیع الزماں خان

آپ صفدر خاں کے خلف سوم اور شمس الدین محمد حیدر (حیدر یار خاں) کے پوتے تھے۔ آپ ۱۱۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بعہد حضرت غفراں مآب آپ کو خطاب ملکی و منصب پنج ہزاری اور سہ ہزار سوار علم و نقارہ۔ نشان و نوبت عماری و پالکی جھالردار اور خدمت بخشی گیری بادشاہی عطا ہوئی۔ اور آپ نے میر ابو القاسم میر عالم مرحوم و مغفور کی چھوٹی صاحبزادی سے شادی کی اور بعد انتقال میر عالم مرحوم و مغفور (مدار المہام وقت) آپ

دیوانی کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔ اور بعہد ناصر الدولہ بہادر آپ کو خطاب امیر الامرائی عطا ہوا۔ آخر کار ۲۷ ر شعبان ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی آپ کے چار فرزند صفدر علی خاں۔ محمد علی خان عالم علیخان اور (۴) اکرام الدولہ تھے

محمد علیخاں

آپ بدیع الزماں خاں کے خلف دوم اور صفدر خاں کے پوتے تھے آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے آپ کی شادی سید کاظم علیخاں مختار الدولہ (جداعلی نواب شہاب جنگ مرحوم ومغفور سابق وزیر کوتوالی وتعمیرات عامہ سرکار عالی) کی صاحبزادی سے ۱۲۴۰ھ میں ہوئی جن کے بطن سے اشرف لوزرا نواب تراب علیخاں بہادر مرحوم ومغفور سر سالار جنگ اول مختار الملک جی۔ سی۔ یس۔ آئی پیدا ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۲۴۴ھ میں نواب تراب علیخاں مرحوم کی نہایت کمسنی میں ہوا۔

نواب تراب علیخان بہادر سالارجنگ اولی

آپ نواب محمد علیخاں کے اکلوتے بیٹے اور بدیع الزماں خاں کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھم ۲۲ جنوری ۱۸۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نواب محمد علیخاں کا انتقال آپ کی نہایت کمسنی میں ہوا تھا۔ اور چونکہ آپ کے عم بزرگوار نواب عالم علیخاں مرحوم سراج الملک لاولد تھے اس لئے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔

تعلیم وتربیت

آپ کی تعلیم وتربیت پرورش و نگہداشت آپکے چچا نواب عالم علیخاں سراج الملک مرحوم نے اپنی نگرانی میں مثل فرزند صلبی کے (جو ایک ایسے خاندانی امیر کے شایان شان تھی) فرمائی آپ کی انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو تعلیم نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ نیزہ بازی شہسواری اور دوسرے ورزشی کھیل میں بھی مشق کرایا گیا۔ غرض اُس زمانہ کے موافق جو جو چیزیں ضروری سمجھی گئی انکی تکمیل کرائی گئی۔

خدمات وخطابات

آپ بعہد وزارت عم خود نواب سراج الملک مرحوم ۱۲۶۱ھ میں تلنگانہ میں کھمم کے تعلقدار مقرر ہوئے اور جب نواب سراج الملک مرحوم نے آپ کو تیز فہم پایا تو اپنا مشیر قرار دیکر اکثر پیچیدہ معاملات میں آپ سے صلاح لیا کرتے تھے۔ نواب سراج الملک مرحوم کے انتقال کے پانچویں روز یعنے ۲۱ ر شعبان ۱۲۶۹ھ کو پیشگاہ سلطانی



نواب عماد السلطنة سالار جنگ ثانی مرحوم



نواب منیر الملک مرحوم

ناصر الدولہ آصف جاہ رابع مغفرت منزل ؒ سے ایک
عام دربار میں جہاں صاحب عالیشان بہادر کرنل ٹوپی
موجود تھے خلعت وزارت عطا ہوا۔

سب سے پہلے عربوں اور پٹھانوں کی قوت جو تمام
ریاست میں بڑھی ہوئی تھی اور جن کے قبضہ میں متعدد
تعلقات چلے گئے تھے آپ نے بڑی زبردست پالیسی
سے ان تعلقات کو اون کے قبضہ سے نکال لیا اور
انھیں ایام میں بلاکسی دھوم دھام اور تکلف کے آپ
نے نواب فخر الملک مرحوم اولی کی صاحبزادی سے
شادی کی ۱۸۵۶ء میں آپ نے بردہ فروشی کی ممانعت
قرار دی اور ۱۸۵۸ء میں اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی
میں قحط سالی نمایاں ہوئی جس کا آپ نے نہایت خوش
اسلوبی سے اندفاع فرمایا تھا کہ ہندوستان میں غدر شروع
ہوا اور یہ ایسا غدر تھا کہ سلطنت برطانیہ کے قدم متزلزل
تھے۔ اگر حیدرآباد کے باشندے اوس غدر میں حصہ لیتے
تو ضرور گورنمنٹ انگریزی کے قدم ملک ہند سے اکھڑ
گئے تھے مگر آپ نے دکن میں عام اعلان کر دیا کہ اگر
کوئی شخص انگریزوں کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کریگا
تو وہ گولی سے مار دیا جائیگا۔ اس سے آپ کی دور اندیشی
اور خیال امن عامہ کا صحیح پتہ چلتا ہے آپ کا یہ حکم
موثر اور آیندہ کے واسطے مفید ثابت ہوا۔ انگلستان
کی حکومت اور رعایا ہر دو آپ کے ممنون و مشکور ہیں
کیونکہ آپ نے ایسے نازک وقت میں اپنے حسن انتظام
اور اپنی مدبرانہ پالیسی سے انگریزوں کے ڈگمگاتے ہوے
قدموں کو ملک ہند میں جمائے رکھا۔ اور جب دہلی باغیوں
کے قبضہ میں پھر انگریزوں کے ہاتھ آئی تو گورنمنٹ انگریزی
نے آپ کی اس وفاداری کا تہہ دل سے شکریہ ادا فرمایا
اور کرنل ڈیوڈسن نے اپنی ایک اسپیچ میں آپ کی تعریف
و توصیف میں بہت کچھ بیان کیا ہم ذیل میں اس کی
اسپیچ کے صرف دو جملے ناظرین کرام کے تفنن طبع کی
خاطر نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ: ”حضور نظام کے
مدار المہام نے جس استقلال و آمادگی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ
کو مدد دی وہ حیطہ تعریف سے باہر ہے۔ اب تک کسی
دیوان ریاست نے گورنمنٹ انگریزی سے ایسی صداقت
و گرمی کے ساتھ برتاو نہیں کیا جیسے کہ سر سالار جنگ نے
کیا ہے۔“

۱۸۵۹ء میں آپ پر کسی شریر نے گولی چلائی جب
کہ آپ صاحب عالیشان رزیڈنٹ وقت کے ہمراہ تھے

لیکن اتفاق سے بال بال بچ گئے۔ مجرم گرفتار ہوا اور بعد تحقیقات موت کے گھاٹ اتارا گیا ۱۸۶۰ء میں اضلاع دہاراسیو۔ رائچور اور نلدرگ آپ کے قبضہ میں دئے گئے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ حضور نظام نے بہت سے اور قیمتی تحائف سے آپ کو مفتخر فرمایا ۱۸۶۱ء میں آپ کو خدمات غدر کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ کی طرف سے قیمتی تحائف اور حضور ملکہ معظمہ (کوئین وکٹوریہ) کی طرف سے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ (یعنے گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا خطاب عطا ہوا۔ اور اس اعزاز کو حضور نظام نے بدست خاص آپ کو مرحمت فرمایا۔ ۱۸۶۶ء میں آپ کے معزول کرنے کے لئے ایک سازش کی گئی مگر ناکام رہی ۱۸۶۷ء میں حضور نظام نے اپنے اور آپ کے مابین ایک ایلچی مقرر فرمایا جو آپ کا جانی دشمن تھا۔ اسی بنا پر آپ نے درخواست استعفاء پیش کی جو منظور نہ ہوئی اور بہت جلد صلح ہو گئی ۱۸۶۹ء میں دوبارہ ایک پاگل نے آپ پر پے در پے دو فیر کئے مگر حسن اتفاق سے آپ بچ گئے اسی سال نواب میر افضل الدولہ بہادر (مغفرت مآب) راہی ملک جاودانی ہوئے اور نواب

میر محبوب علیخاں بہادر (غفران مکان) جن کی عمر ۲½ سال کی تھی سریرآرائے سلطنت ہوئے لیکن سلطنت کے کاروبار اور دیکھ بھال آپ کرتے تھے واقعی آپ نے جس جانفشانی، مستعدی، دانشمندی، خیر خواہی اور ایمانداری سے سلطنت عالیہ دکن کے کاروبار کو انجام دیا وہ ہمیشہ کے لئے یادگار رہیں اور رہیں گے اسی سال آپ حضور وائیسرائے کے مہمان ہو کر کلکتہ تشریف لے گئے ۱۸۷۲ء میں آپ لارڈ نارتھ بروک کے دربار منعقدہ واقع بمبئی میں بحیثیت مہمان شریک ہوئے اور ۱۸۷۵ء میں آپ دوبارہ کلکتہ تشریف لے گئے اور حضور وائیسرائے کے مہمان رہے۔ اوسی سال حضور پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) وارد ہندوستان ہوئے تو آپ حضور نظام کی جانب سے وکالتاً ان کے خیر مقدم کے لئے بمبئی تشریف لے گئے حضور پرنس آف ویلز نے آپ کو ایک تلوار (قبضہ نقرئی جس پر جواہرات جڑے ہوئے تھے) اور ایک طلائی انگشتری اور ایک میڈل تحفۃً عطا فرمایا زاں بعد آپ اسٹار آف انڈیا کے چیپٹر میں شریک ہونے کے لئے بار سوم کلکتہ تشریف لے گئے اسی

سال ڈیوک آف سوٹیزرلینڈ جو پرنس کے ہمراہیوں
میں تھے حیدرآباد آئے اور بوقت رخصت آپ کو
اصرار کے ساتھ انگلینڈ آنے اور اپنے پاس رہنے
کے لئے مجبور کیا جسے آپ نے قبول فرمایا۔ چنانچہ
اسی سال یعنے ۲ اپریل ۱۸۷۵ء کو آپ معہ اسٹاف
یورپ روانہ ہوئے ۵ مئی کو سرزمین اطالیہ میں
داخل ہوئے یہاں پر آپ نے وکٹر ایمانیول شاہ اٹلی اور
پاپائے اعظم (جنھوں نے دکن کے رومن کیتھولک گرجوں
کی سرپرستی کا شکریہ ادا کیا تھا) سے ملاقات فرمائی۔ بعد
ازاں فلارنس وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے پیرس میں داخل
ہوئے اور یہاں پر آپ نے گرانڈ ہوٹل میں قیام فرمایا
تھا۔ اس ہوٹل کے زینہ سے آپ کا پاؤں پھسل جس سے
آپ کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے آپ
چند دنوں تک وہیں مقیم رہے۔ جب قدرے افاقہ
ہوا تو انگلینڈ روانہ ہوئے اور فوکسٹون کے بندر پر پہنچکر
انگلستان وارد ہوئے جہاں آپ کو ایک آرام کرسی پر
بٹھا کر اتارا گیا۔ بندرگاہ پر عمائدین و روساء سرزمین
و امرائے انگلستان کا ایک کثیر ہجوم آپ کے استقبال
کے لئے موجود تھا۔ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ
نہایت پرتپاک استقبال کیا گیا۔ استقبالیوں میں ڈیوک
آف سوتھرلینڈ اور مارکوئس آف ٹویڈ سڈل قابل
ذکر ہیں اسی وقت فوکسٹون کے میر نے ایک اڈریس
خیر مقدم پڑھا۔ آپ کے داخلہ یورپ کے موقع پر
انگلستان کے ایک مشہور اخبار نویس نے اپنے جریدہ
میں یوں لکھا تھا کہ "آج ہمارے مہمان سر سالار جنگ ہیں
جنھوں نے ہند کو محض انگلینڈ کے لئے بچایا جب کہ
دہلی ہاتھ سے جا چکی اور ہماری طاقت نہایت نازک
حالت میں تھی"۔ ۷ جون کو حضور پرنس آف ویلز نے آپ
کو ایک شاندار ڈنر پارٹی دی جس میں بڑے بڑے امرا
مدبر اور ہندوستان کے لائق وائسرائے بھی شریک
تھے۔ ۲۱ جون کو آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈی
سی۔ ایل (ڈاکٹر آف سیول لا) کی ڈگری عطا ہوئی۔ ۳۱
جولائی کو مارکوئس آف سالسبری نے آپ کو اپنے ہمرا
ونڈسر کیسل میں لے گئے جہاں آپ کی ملاقات حضور ملکہ
معظمہ (کوئین وکٹوریہ) سے کرائی گئی۔ اسی شب آپ
کو حضور ملکہ معظمہ نے اپنے ڈنر میں شرکت کی عزت
بخشی جس میں شہزادی بیٹرس، فرنس لیوپولڈ۔
مارکوئس آف سالسبری اور ان کی بیوی اور دیگر

معززین بھی شریک تھے اور اس شب کو آپ نے
ونڈسر کیسل میں استراحت فرمائی ۵ جولائی کو شاہی
ہال میں معہ کپتان کلارک اور نواب نظام یار جنگ خان
خانان مرحوم شرکت فرمائی ۶ جولائی کو لارڈ اور لیڈی
سالسبری نے آپ کو مدعو کیا، ۷ جولائی کو آپ نے حضور
پرنس آف ویلز کو ایک شاندار ڈنر دیا۔ اس کے بعد بطریقہ
مشرقی ایک دربار منعقد کر کے ان کی (پرنس آف ویلز)
خدمت میں ایکسو اشرفی بطور نذرانہ پیش فرمائی مینچسٹر اور
لیورپول والوں نے بھی آپ کو مدعو کیا لیکن بوجہ ناسازی
طبیعت آپ نے انکی دعوت منظور نہ فرمائی۔ ۲۲،۲۳
جولائی کو آپ نے وہاں کے رؤسا اور امرا کو ایک
شاندار ڈنر پارٹی دی جس میں تمام ڈیوک، والیسرائے
سفیران دول اور آرچ بشپ آف کنٹربری شریک تھے
یورپ میں کامل دو ماہ تک قیام کے بعد آپ ۳۱
جولائی کو وہاں سے روانہ ہوئے اور واپسی میں پیرس
(فرانس کا دارالخلافہ) کے مشہور مقامات ملاحظہ فرماتے
ہوئے براہ برنڈسی ۸ اگسٹ کو جہاز میں سوار ہو کر ۲۴
اگسٹ کو بمبئی اور دوسرے روز یعنے ۲۵ اگسٹ کو
وارد حیدرآباد ہوئے ۱۸۷۶ء میں حضور نظام کے ساتھ
دربار قیصری میں شرکت فرمائی ۱۸۸۲ء کے موسم گرما میں
بہت سے امور سلطنت اور حضور نظام کی سیاحت
یورپ کے متعلق حضور وائسرائے سے مشورہ کرنے
کے لئے شملہ تشریف لے گئے جہاں آپ کے شایان
شان عزت و توقیر ہوئی۔ جنوری ۱۸۸۳ء میں آپ نے
حضور نظام کے ہمراہ اضلاع رائچور، گلبرگہ اور اورنگ آباد
کا دورہ فرمایا اور واپسی پر حضور نظام کی روانگی یورپ
کے انتظامات میں مصروف ہوئے تھے کہ یکایک ۷
فبروری ۱۸۸۳ء کو شب کے دو بجے کالرہ کا حملہ ہوا گو
خفیف سا حملہ تھا لیکن ۸ فبروری کو صبح کے آٹھ
بجے وبا کا دوبارہ آپ پر سخت حملہ ہوا جس سے نقاہت
بڑھ گئی۔ شہر بھر میں آپ کی بیماری کی خبر مشتہر ہوگئی۔
سینکڑوں رؤسا اور امرا آپ کی عیادت کے لئے
آپ کے محل پر آ موجود ہوئے مگر افسوس صد افسوس
کہ ملک دکن تو کیا بلکہ سارے ہندوستان کا ایک
عظیم الشان مدبر گورنمنٹ عالیہ آصفیہ اور گورنمنٹ
انگریزی کا سچا بہی خواہ چھپن برس کی عمر میں اکتیس سال
تک ریاست کی قابل قدر خدمات انجام دینے کے
بعد ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ مطابق ۸ فبروری ۱۸۸۳ء

کے ساڑھے سات بجے شام کو انتقال کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

اظہار رنج اعلیحضرت مرحوم (غفراں مکان) کے دلپر آپکے انتقال کرجانے سے بیحد اثر ہوا اور آپ بیحد روئے ۹ کی صبح کو رزیڈینسی سکندرآباد اور بلارم سے آپ کے ماتم میں عزاداری کی توپیں چھوٹنے لگیں ملک دکن بلکہ تمامی ہندوستان میں آپکے انتقال کرجانیکا ماتم برپا تھا جب جنازہ اٹھایا گیا تو آپ کے جنازہ کے ساتھ بہت بڑا اژدہام تھا اعلیحضرت مرحوم (غفراں مکان) زار و قطار روتے ہوئے جنازہ کے ہمراہ تھے۔ دایرۂ میر مومن میں (جہاں آپ کا ٹھرواڑہ ہے) ساڑے دس بجے آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ اِس وقت چادر گھاٹ سے اعزازی توپیں سر ہوئیں اور فوج نے بھی سلامی دی آپ کی تعزیت میں نواب عزیز جنگ مرحوم ولا کا ایک تاریخی قطعہ درج ذیل کیا جاتا ہے جس کا ہر مصرعہ درد انگیز، جگر خراش اور دل سوز ہے۔

قطعۂ تاریخ وفات

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک
آنکہ در ملک دکن میبی ز عدلش آب و رنگ
حامی خلق خدا شیرازہ بندِ مملکت
ماہر ہر کار۔ عالی فہم نقّاد و زرنگ
خوش زبان شیریں بیان عذب اللسان شکر مقال
آنکہ از حسنِ بیان آورد دل ہا را بہ چنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد
داد او بیداد را بردا شت چوں از آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر
کافتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آں قدح بشکست و آں ساقی نماند اندر جہاں
آسمان زد شیشۂ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دو تا در ماتمش پشت فلک شکل کماں
زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا فغان و نالہ نیر خیز و ز دل ہا متصل
اندرونِ سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ
ملک ہند از رحلتش تنہا نباشد تالہ کش

در عزا دار یست روم و شام با چین و فرنگ

اے ولا آئیں کن زاشک و آہ و فریاد و فغان

صبر کن زنہار یا تقدیر نیروانی بجنگ

در قضائے حضرت باری نباید دخل کرد

کاندرین رہ تنگری اندیشہ را با پائے لنگ

ثبت کن سال وفاتش بر سرلوح مزار

فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ ۱۳۰۱ھ

خصائل

آپ روشن خیال۔ مستقل مزاج۔ عالی دماغ۔ مدبر۔ فیاض۔ نیک نفس حلیم الطبع دیانت دار اور دانشمند دار المہام گزرے ہیں آپ مملکت آصفیہ اور برٹش گورنمنٹ کے سچے بہی خواہ اور وفادار دوست تھے آپ کے حیرت انگیز کارنامے اور قابل قدر خدمات سے تمام تاریخیں بھری پڑی ہیں اور آپ کا نام گرامی وزرائے عالم کی لسٹ میں سب سے پہلے اور آب زر سے لکھا ہوا ہے اور آپ کا نیک نام تا قیامت باقی رہیگا۔

آپ کی مدبری۔ اولوالعزمی۔ لیاقت۔ ہوشیاری وغیرہ کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے درحقیقت جب سے کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی ہے آپ جیسا اعلے درجہ کا عقلمند۔ ہندوستان میں کبھی نہیں ہوا اگرچہ آپ کو مختار الملک شجاع الدولہ۔ سر سالار جنگ وغیرہ خطاب عطا ہوئے مگر یہ خطابات یا کوئی دنیاوی عزت آپ کی عظمت کے آگے کچھ رتبہ نہیں رکھتی ہے۔

اولاد

آپ اپنی یادگار دو صاحبزادیاں۔ بڑی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ نواب مکرم الدولہ بہادر مرحوم ومغفور خلف قیصر الدولہ مرحوم ومغفور سے (آپ کے حین حیات میں) اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ جو نواب بہرام الدولہ مرحوم خلف نواب سطوت جنگ مرحوم سے (نواب لائق علیخاں عماد السلطنت سالار جنگ ثانی مرحوم کے عہد میں) بیاہی گئیں تھیں اور دو صاحبزادے نواب لائق علیخاں مرحوم ومغفور اور نواب سعادت علیخاں مرحوم ومغفور چھوڑ گئے تھے۔

نواب لائق علیخاں مرحوم سالار جنگ ثانی

آپ نواب تراب علیخاں مرحوم ومغفور کے خلف اکبر اور نواب محمد علیخاں مرحوم ومغفور کے پوتے تھے آپ کی ولادت

سنہ ۱۲۷۶ھ میں ہوئی آپ نے اپنے والد کی نگرانی میں
نہایت اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم و تربیت حاصل فرمائی جب
مدرسہ عالیہ کا قیام ہوا تو آپ اس میں شریک ہوئے
بعد تکمیل فارسی وغیرہ سنہ ۱۲۹۰ھ میں انگلینڈ روانہ ہوئے
جہاں انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت پیدا کی آپ
اردو فارسی۔ عربی۔ ترکی اور انگریزی وغیرہ میں کامل
استعداد رکھتے تھے۔ فنون سپہ گری میں آپ کو اچھی
مشق تھی سنہ ۱۲۹۱ھ میں خطاب خانی و بہادری سے
سرفرازی پائی جب سنہ ۱۳۰۰ھ میں آپ کے والد ماجد
کا انتقال ہوا تو ایک کونسل آف ایجنسی حسب منظوری
گورنر جنرل قرار پائی جس کے میر مجلس خود حضرت غفران
مکاںؒ اور آپ سکرٹری تھے اور مہاراجہ نریندر پرشاد
آپکے شریک مدار المہام ہوئے اوائل سنہ ۱۳۰۱ھ میں آپ
حضرت غفران مکاںؒ کے ساتھ کلکتہ کی سیاحت
فرمائی۔ بعد معاودت اسی سال سنہ ۱۳۰۱ھ میں جب لارڈ
رپن گورنر جنرل ہند حیدرآباد تشریف لاکر حضرت
غفران مکاںؒ کے مسند نشینی کی رسم مبارک ادا فرمائی
اوسی مبارک دن میں آپ نے موروثی عہدہ جلیلہ
دیوانی سے سرفرازی پائے اور خطاب سالار جنگ
منیر الدولہ ہفت رقم جواہر خلعت خاصہ سے مباہی
و مفتخر ہوئے جب کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد ہوا
تو آپ اس کونسل کے معزز رکن بنائے گئے بعد ازاں
جب حضرت غفران مکاںؒ نے شکار کی غرض سے
ابراہیم پٹن و میلوارم کا قصد فرمایا تو آپ بھی ہمرکاب
تھے اسی سال سنہ ۱۳۰۱ھ میں جشن نوروز کے موقع پر
مختار الملک خطاب ہفت ہزاری منصب۔ چار ہزار
سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار عطا ہوا بعد ازاں
عماد السلطنت کے معزز خطاب سے مفتخر ہوئے۔
سنہ ۱۳۰۲ھ میں حضرت غفران مکاںؒ کے ہمراہ بنگلوری کا
سفر فرمایا۔ بہر حال آپ حضرت غفران مکاںؒ کے
ہمرکاب سیر و سفر میں شریک، خلوت و جلوت میں
باریاب رہتے تھے اور نوازشات سلطانی آپ
پر بے حد مبذول تھیں مگر بعض مفسدوں کی فتنہ پردازی
سے مابین شاہ و وزیر کچھ ایسی سوء مزاجی واقع ہوئی
کہ آپ کو مستعفی ہونا پڑا۔ ۲۴ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۴ھ
کو حضرت غفران مکاںؒ نے حسب ذیل فرمان نافذ فرمایا
"عماد السلطنت نے بوجہ ضلالت مزاجی مدار المہامی
سے استعفا پیش کیا ہے لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر

خود اعلیحضرت بذات مبارک ریاست کا کام ملاحظہ فرمائیں گے۔ آخر الامر ۲ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ میں سر آسمانجاہ مرحوم وزارت کی معزز خدمت سے سرفرازی پائے اور آپ راہی سلطنت مصر و شام وغیرہ ہوئے آپ نے چارسال تک موروثی خدمت دیوانی کو نہایت قابلیت و تدبّر و لیاقت سے باحسن الوجوہ انجام دیا چنانچہ آپ کی عام تقریرات سے ظاہر ہے کہ آپ میں انتظام مملکت کی بہترین انتظامی قابلیت تھی۔ اگر آپ کو مدارالمہامی کے گرانقدر خدمت انجام دینے کا اور چند دنوں کے لئے موقع ملتا تو خود مادر گیتی چلا اٹھتی کہ اب تک میں نے ایسا وزیر باتدبیر پیدا نہیں کیا باین ہمہ نہایت کمسنی اور قلیل عہد وزارت میں آپ نے اپنی لیاقت کے وہ جوہر دکھائے کہ بوزرجمہر جیسے وزیر خردمند کی دانش اور تدبر کو ماند کر دیا۔

حضرت غفران مکان کی نوازشیں آپ کے حال پر بے انتہا مبذول تھیں اور امید تھی کہ آپ عہدہ جلیلہ وزارت پر دوبارہ جلوہ افروز ہوں گے لیکن آپ امراض متضادہ میں مبتلا ہو گئے آخر ۱۳۰۶ھ میں راہی دارالبقا ہوئے۔

افسوس خردمند خلایق نہ رہا
صد حیف کمال فن کا شایق نہ رہا
کہتی ہے یہ شمع رو کے ای اہل فن
اس بزم میں سب سے یہ لایق نہ رہا

آپ کے اچانک عالم جوانی میں انتقال کر جانے سے اہل شہر، عزیز و اقارب کو دلی صدمہ ہوا حضرت غفران مکان کو بھی اپنے سچے خیرخواہ اور وفادار مدارالمہام سالار جنگ اعظم کے جوان فرزند اور اپنے بہی خواہ وزیر کی اچانک موت سے کمال دلی صدمہ ہوا نیز آپ کے حقیقی بھائی نواب سعادت علیخاں مرحوم منیر الملک کو اپنے بڑے بھائی کے یوں انتقال کر جانے سے سخت صدمہ ہوا اور اس غم سے وہ مرض دق میں مبتلا ہو گئے۔ (آپ (نواب لایق علیخاں مرحوم) نہایت وجیہہ، خوش وضع، جوان، قوی ہیکل، طویل القامت، لایق و فایق، مدبّر، سخی، شجیع، فیاض اور سیرچشم نواب تھے۔

شادی اور اولاد

آپ نے آقا سید ابوالحسن مرحوم ابن آقا سید عبداللہ الحسینی کی دختر نوابہ زینب بیگم صاحبہ مرحومہ سے شادی کی جو نواب

منصور الدولہ کرار جنگ ثانی کی نواسی ہوتی تھیں جن
سے ایک لائق و فائق فخر روزگار فرزند نواب یوسف
علیخاں بہادر سالار جنگ ثالث پیدا ہوئے جو اس
وقت خاندان کے چشم و چراغ اور یادگار ہیں۔

نواب سعادت علیخاں مرحوم

آپ نواب تراب علیخاں مختار الملک
سر سالار جنگ اول کے فرزند اصغر اور نواب
محمد علیخاں مرحوم کے پوتے اور نواب لائق علیخاں
سالار جنگ ثانی کے برادر خورد تھے ۱۲۸۰ھ میں پیدا
ہوئے آپ نے اولاً خانگی طور پر اردو، عربی، فارسی
اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی آپ اپنے خاندان
کے ایک تعلیم یافتہ، لائق ممبر تھے۔ انگریزی، اردو
فارسی اور عربی میں آپ کو اچھی مہارت حاصل تھی
اپنے والد بزرگوار کے حین حیات ۱۲۹۱ھ میں خطاب
خانی و بہادری سے سرفرازی پائے۔ ۱۳۰۱ھ میں جب
آپ کے بڑے بھائی نواب لائق علیخاں عماد السلطنت
مختار الملک سالار جنگ ثانی کو خطاب، منصب،
خلعت، اور وزارت سرفراز ہوئی تو آپ بھی خطاب
غیور جنگ، شجاع الدولہ، خلعت و جواہرات سے
مباہی و مفتخر ہوئے۔ اور خدمت معین المہامی مال و
فوج سے سرفرازی پائے اور اسی سال ۱۳۰۱ھ بتقریب
جشن نوروز منیر الملک خطاب منصب ہفت ہزاری،
چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفراز
ہوئے آپ کی جوانی حضرت غفراں مکان کی مصاحبت
و رفاقت میں گزری۔ ہمیشہ خلوت اور جلوت میں اپنے
بڑے بھائی کی طرح باریاب اور شکار وغیرہ کے موقع
پر ہمراہ رکاب رہتے تھے نوازشات سلطانی آپ پر
بیحد مبذول رہیں افسوس کہ عالم جوانی میں اپنے بڑے
بھائی کے انتقال کے چھ ماہ بعد بگزاشت ایک صبیہ
کریم النساء بیگم ۱۳۰۷ھ میں روانہ عالم جاودانی ہوئے افسوس
کہ وہ صاحبزادی بھی جو آپ کی یادگار تھیں آپ کے بعد
عین عنفوان شباب میں راہی خلد بریں ہوئیں آپ
انتہا درجہ کے خلیق، ہوشیار، لائق، ذہین، فہیم
شگفتہ مزاج نواب تھے چہرہ سے امارت عیاں تھی
نہایت وجیہہ اور جامہ زیب تھے۔

نواب یوسف علیخاں بہادر

آپ نواب لائق علیخاں مرحوم
و مغفور کے اکلوتے فرزند نواب سعادت علیخاں

مرحوم ومغفور کے بھتیجے اور نواب تراب علیخاں مرحوم
ومغفور کے پوتے ہیں آپ اس سالار جنگی خاندان عالی
شان وخانوادہ درگاہ قلی خاں کے چشم وچراغ۔ یادگار
اور وارث ہیں۔

ولادت آپ کی ولادت یوم جمعہ ۱۴ ؍شوال المکرم
سنہ ۱۳۰۶ھ ۱۴ ؍جون ۱۸۸۹ء مطابق ۱۶ ؍
امرداد ۱۲۹۸ف میں ہوئی آپ کی ولادت کو ابھی ایک
مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے
اٹھ گیا اور ایک سال کے اندر ہی آپ اپنے عم نامدار
(نواب منیر الملک) کے سایہ سے بھی محروم ہوگئے ممکن
تھا کہ ان حادثات جانکاہ کے باعث آپ کی تعلیم و
تربیت میں خلل واقع ہو لیکن حضرت غفران مکان نے
آپ کی تعلیم وتربیت کی جانب خاص توجہ مبذول
فرمائی۔ اور آپ کے جاگیرات کا معقول انتظام فرمایا
جب آپ نے گھر کی تربیت سے فراغت حاصل فرمائی
تو مدرسہ عالیہ میں داخل کئے گئے جہاں آپ اپنی عمر
کے سولہ خوشگوار سال تعلیمی مشاغل میں بسر فرمائے اپنے
اخلاق سے آپ نے نہ صرف اپنے ہم مدرسہ طلباء
کو گرویدہ بنا لیا تھا بلکہ اپنے اساتذہ کو بھی اس قدر
مسرور کیا تھا کہ مسٹر سٹن پرنسپل نظام کالج آپ کی
طالب علمانہ خوبیوں کا ہمیشہ اعتراف کرتے رہے
اس عرصہ میں بتوجہات شاہانہ حضرت غفران مکان
کی پیشگاہ سے ۷ ؍جمادی الاول ۱۳۲۵ھ کو آپ اپنے
خاندان کے تاریخی خطاب "خان وبہادری وسالار
جنگ" ومنصب دوہزاری وپانصدی ویک ہزار وپانصد
سوار وعلم ونقارہ سے مفتخر وممتاز فرمائے گئے سال
مذکور کی چہارم شوال کو وائسرائے کشور ہند تشریف
فرمائے حیدرآباد ہوئے تو آپ کو پہلی پہل مراسم
پذیرائی میں شرکت کی عزت حاصل ہوئی۔

آپ نے تعلیم سے فراغت حاصل فرمائی تو
حضرت غفران مکان کے ارشاد خاص پر آپ کی
جاگیرات کے کاغذات آپ کے اجلاس پر پیش
ہونے لگے اور اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ
کا عہد میمنت مہد شروع ہوا تو وسط ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۳۳۰ھ میں آپ کے اسٹیٹ سے سرکاری نگرانی
برخاست فرما کر آپ کو کامل اقتدارات مرحمت فرمائے
با اختیار ہونے پر آپ نے اپنی جاگیر کے کم وبیش تمام
بڑے بڑے مقامات میں دورہ فرما کر اپنی رعایا ر

کی حالت بچشم خود ملاحظہ فرمائی اور نہ صرف اپنی آمدنی کی توفیر کی جانب توجہ مبذول کی بلکہ باشندگان جاگیر کی صلاح و فلاح میں بھی اُس وقت سے عملی دلچسپی کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔

۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ کو بارگاہ خسروی سے منصب وزارت پر آپ کو سرفرازی عطا ہوئی اور اس مسرت خیز موقع پر خلعت و جواہر گراں بہا سے مفتخر فرمائے گئے۔ آپ کے خیر خواہاں نے اس موقع پر اپنی خوش وقتی کا اظہار کیا اس کی کیفیت اُس زمانہ کے جرائد سے بخوبی واضح ہوتی ہے آپ نے کم و بیش ڈھائی سال تک مدارالمہام کی حیثیت سے مہمات ملک کو انجام دیا اور رعایا کو اپنی طرز حکومت سے خوش رکھا آپ کے عہد وزارت میں کئی قدیم محکمہ جات کی اصلاح ہوئی اور کئی جدید محکمہ قایم کئے گئے اہل ملک کی تعلیم کی جانب اس وزارت کے دوران میں خصوصیت کے ساتھ توجہ کی گئی اور وسایل آبپاشی و آبرسانی کو وسعت دی گئی ۹ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ کو آپ نے استعفا پیش کر کے اپنے منصب سے سبکدوشی حاصل فرمائی۔ سبکدوش ہو کر آپ خاموش نہیں بیٹھے آپ کو اپنے ملک کی تعلیم و تہذیب اور صنعت و حرفت کی جانب بدو شعور ہی سے میلان تھا چنانچہ جب کبھی موقع آیا آپ نے مناسب وقت و ذاتی امداد سے دریغ نہیں فرمایا مدرستہ العلوم علی گڑھ کے لئے آپ کے جد امجد نے بارہ سو روپیہ سالانہ اپنی جاگیر سے مقرر فرمائے تھے جن کو اپنی اسٹیٹ کی عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد آپ نے بھی جاری رکھا۔ جامع اسلامیہ (مسلم یونیورسٹی) علی گڑھ کی تحریک حیدرآباد پہنچی تو آپ نے جیب خاص سے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرما کر اس کو تقویت پہونچائی لیکن ہمارے لئے یہ امر اس سے بھی زیادہ موجب اطمینان ہے کہ نواب سالار جنگ بہادر اپنے اعزہ و متوسلین کی تعلیم و تربیت کی جانب متوجہ ہیں اور متعدد ہونہار طلبا کو نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کے اندر آپ نے وظائف مرحمت فرمائے ہیں بلکہ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بغرض تعلیم اپنے خرچ سے روانہ فرما چکے ہیں تعلیم و تہذیب کا یہ شوق آپ کو اپنے جد نامدار سے ورثہ میں ملا ہے اور ہماری دعا

دعا ہے کہ اس میں مزید فراوانی ہو صنعت و حرفت
اور تجارت کی ترقی ہمیشہ سالار جنگ کے پیش نظر
رہتی تھی ملک کے قدیم ترین کارخانے اس محسن ملک
مدبّر اعظم کے مساعی جمیلہ کی یادگار ہیں اپنے گھر کے
ان روایات سے اثر پذیر ہو کر آپ نے بھی خصوصیت
کیساتھ اس جانب توجہ فرمائی اور مملکت آصفیہ کے
کئی کارخانوں کی سرپرستی فرما کر ان کے قیام و بقا کی
صورت پیدا کر دی جس طرح پارچہ بافی، روغن برار ی
سیمنٹ وغیرہ کے کارخانے آپ کی سرپرستی سے
محروم نہیں ہیں آپ کو مختلف حصص ہند میں جا کر
وہاں کی ترقیوں کے دیکھنے کا موقع ملا ہے چنانچہ آپ
غرّہ رمضان ۱۳۳۸ھ کو بار اول عازم یورپ ہوئے
اور اپنے سفر کا بڑا حصّہ انگلستان بلکہ لندن میں گزارا
تقریباً نو مہینے ولائت میں رہکر جو نادرات آپ اپنے
ساتھ لائے ان میں کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا
جو اب آپ کے مشہور کتب خانہ کا ایک ضروری حصّہ
بن چکا ہے۔

۱۳۴۸ھ میں آپ نے عراق عرب و مصر و
شام و بیروت و بیت المقدس اور ایران کا سفر
فرمایا اور زیارت ائمہ علیہم السلام سے مشرف ہوئے
۱۳۵۳ھ میں ہاتھ کے علاج کی غرض سے
آپ تشریف لے گئے اور بصحت و عافیت مراجعت
فرمائے حیدرآباد دکن ہوئے اس موقع پر تاریخی قطعہ
من مولف حسب ذیل ہے۔

یوسف والا بصحت جلوہ گر شد در دکن
مقدمش یارب مبارک باد بہر اہل وطن
نور عینین عماد السلطنۃ سالار جنگ
منبع جود و سخاوت معدن فہم و فطن
عاشق آل نبیؐ و حاتم ثانی سخی
دستگیر بیکساں اندر غم و رنج و محن
تا ابد آباد باد اخانہ سالار جنگ
شاد و سرسبز ش بداری دائما یا ذو المنن
مقدمش را سال در ہجری چہ خوش صمصام گفت
یوسف رونق فزوز آمد ز یورپ در دکن

۱۳۵۵ھ میں آپ پھر یورپ تشریف لے گئے (۱۳۵۲ھ)
اور چھ ماہ وہاں رہ کر بصحت و عافیت مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اس موقع پر بھی مولف نے تاریخی قطعہ
کہا تھا جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

امیر ابن امیر آمد وزیر ابن وزیر آمد
صحیح و سالم و خوش یوسف باز از فرنگ آمد
چہ خوش صمصام شیرازی بہ ہجری سال آں گفت
زیور پے دردکن والا شکوہ سالار جنگ آمد

صدمے

۱۸ ر صفر ۱۳۵۵ھ کو آپ کی عمۂ محترمہ علیا حضرت نور النساء بیگم صاحبہ مرحومہ بنت نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول محل نواب مکرم الدولہ مرحوم نے انتقال کیا اس وقت آپ اوٹی میں بوجہ موسم گرما تشریف فرما تھے تار کے ذریعہ آپ کو خرابی حالت کی اطلاع دیگئی آپ اطلاع پاتے ہی ذریعہ اسپیشل ٹرین وارد حیدرآباد ہوئے آپ کو اس وفات حسرت آیات سے دلی صدمہ ہوا اس غم کے موقع پر بطور تعزیت مولف تذکرہ نے جو تاریخی قطعہ کہا تھا وہ درج ذیل ہے :-

کنیز حقیقی خیر النساء — عزادار شاہنشہ کربلا
جہاں از کجا دیدہ بود زنی — بہ زہد و ورع ہمچو نور النساء
انیس یتیم و معین فقیر — خجستہ طبیعت زنِ پارسا
کریمۂ اویس وخت مختار ملک — شہیر زمانہ بجود و سخا
برفت آہ فخر زناں جہان — ز دار فنا سوئے دار البقا
خورند آنچہ غم از برایش کم است — صدا می دہند اہل ارض و سما
الٰہی ورا غرق رحمت بکن — بجاہ محمد نبی مصطفیٰ
بدہ صبر پس ماندگان ورا — بحق حسین شہید جفا
سنہ رحلتش گفت صمصام زار
ز دار جہاں رفتہ نور النساء
۱۳۵۵ھ

ابھی اپنی پھوپی کا غم گئے ایک سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ۱۳ ر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ کو آپ کی والدۂ مہربان کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا جس کا آپ کو دلی صدمہ ہوا اس سانحہ جانگداز کے موقع پر جو تاریخی قطعہ بطور تعزیت مؤلف تذکرہ نے کہا تھا وہ بھی درج ذیل ہے

وادرلیقا خانم مرحوم عماد السلطنت
مادر سالار جنگ سوئمین واحسترا
بی بی خوش اعتقاد و خانم ذی مرتبت
حور خصلت، نیک سیرت، باصفا و باخدا
یوم شنبہ سوم اردی بہشت وقت سحر
کرد رحلت از جہاں آں عاشق آل عبا
غرق رحمت کن ورا یا رب برائے پنجتن
صبر دہ پس ماندگانش راز بہر مصطفیٰ

باد ل گریاں سال رحلتش صمصام گفت

رفت زینب بیگم از دار فنا سوئے بقا ۱۳۴۵ھ

شوق

آپ کو اخبارات و رسائل اور کتب بینی کا نہایت شوق ہے چنانچہ آپ صدہا رسائل اور اخبارات کے سرپرست ہیں آپ کو کتابوں کے جمع کرنیکا بیحد شغف ہے چنانچہ بھاری بھاری قیمت کی کتابیں جو نادر اور کمیاب ہوں خرید فرماکر اپنے کتب خانہ کو زینت دیتے ہیں۔ آج آپ کے عالیشان کتب خانہ کا ثانی تمامی ہندوستان میں نہیں آپ کے کتب خانہ میں انگریزی، فرانسیسی، لاطینی، عبرانی، اردو فارسی، عربی، اور انگریزی قلمی، قدیم نادر کتابیں موجود ہیں۔ شکار نیزہ بازی شہسواری، پولو، کرکٹ، ہاکی فٹ بال سے بھی آپ کو دلچسپی رہی۔ خصوصاً پولو میں آپ کو اچھی خاصی مشق حاصل ہے۔ چنانچہ آپ کی پولو ٹیم موسوم بہ سالار جنگ پولو ٹیم اپنی نمایاں کامیابیوں کی وجہ سے تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے۔

جاگیرات

آپ کی کمسنی کی وجہ سے آپ کی جائداد و املاک زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ کورٹ) رہی اور خاص طور پر معتمد صاحب سرکار عالی (صیغہ مالگزاری) اس اسٹیٹ کی نگرانی کرتے تھے کورٹ کے زمانہ میں اسٹیٹ کے کاروبار للتا پرشاد انجہانی بحیثیت ناظم انجام دیتے تھے اس وقت آپ کے اسٹیٹ کے ناظم و معتمد مولوی میر عسکری علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ نواب کمال یار جنگ بہادر ہیں جو لائق، کاروان صاحب فہم و فراست، منتظم اور امین ہونیکے علاوہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے معتمد علیہ ہیں۔ آپ کے جاگیرات کا رقبہ (۱۴۸۰) مربع میل ہے یعنے ریاست پٹیالہ کے برابر۔ اجنٹہ کی کانیں اور غار بھی آپ ہی کی جاگیر میں ہیں۔ آپ کی جاگیر کی آبادی دو لاکھ اور کئی ہزار ہے جس میں دس عدالتیں اور تین جیل ہیں جاگیر کی آمدنی سترہ لاکھ سے زیادہ ہے۔

اعزازات

۱۹۱۱ء میں آپ حضرت اقدس و اعلیٰ کے ہمراہ دربار کارونیشن دہلی میں تشریف لے گئے ۲ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کو ظل اللہ کی طرف سے حضور لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ وایسرائے کشور ہندوستان کا استقبال فرمایا۔ یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ نے آپ کے ہاں دو بجے

لنچ کی دعوت قبول فرمائی جس میں کئی سو معزز مہمان شریک تھے۔ حضرت اقدس والا نے بھی اپنی شرکت سے آپ کی عزت افزائی فرمائی۔ حضور وائسرائے ولیڈی ہارڈنگ نے نقروی چوکٹوں میں جڑی ہوئی اپنی تصویر آپ کو تحفتاً دی۔

خصائل آپ کے الطاف وعنایات اکثر علماء فقہا۔ شعراء ادبا۔ فضلائ۔ غربا۔ فقرا سائرین اور زائرین کے حال پر مبذول اور آپ کے در دولت سے اکثر اشخاص فیضیاب اور مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ سخاوت کو آپ پر ناز ہے۔ کیوں نہ ہو آپ نواب تراب علیخاں سر سالار جنگ اولی مرحوم کے چشم وچراغ اور نواب لائق علیخاں عماد السلطنت مرحوم ومغفور حاتم وقت کے صاحبزادہ ہیں آپ فطرتی طور پر وجیہہ، شجیع، خوبصورت، جامہ زیب، نیک نفس، صاف باطن اتحاد ومحبت میں یکتا۔ شگفتہ مزاج۔ بذلہ سنج۔ فیاض طبیعت۔ سیر چشم۔ دریادل۔ سلیم الطبع۔ علم دوست۔ لائق۔ ہوشیار۔ بادل۔ غریب پرور اور اخلاق ومروت میں بے مثل ونظیر نواب ہیں آپ کے چہرہ سے علم وذہانت بردباری ومتانت تیز فہمی وذکاوت اور مدبری وشجاعت پائی جاتی ہے آپ کی ذات عالی فرید عصر ہے۔

۱۴ ر شوال ۱۳۵۳ھ میں آپ کی سالگرہ کی تقریب کے موقع پر مولف تذکرہ نے حسب ذیل قطعہ تاریخی لکھا تھا۔

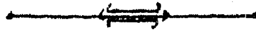
ہر شاخ گل پہ نغمہ سرا یوں ہزار ہے
باغ جہاں میں آمد فصل بہار ہے
شوال کے مہینے میں بدر تمام نے
دی تھی صدا کہ آمد یوسف وقار ہے
اب کی گرہ کی سال کی تقریب میں بہار
لائی بنا کے ساتھ زر وگل کے ہار ہے
کیا تابناک ہے رخ پر نور یوسفی
مہ گرد اتو مہر درخشاں نثار ہے
چشم وچراغ ہے یہی مختار ملک کا
ذی جاہ وذی جلال ہے ذی اقتدار ہے
ذرہ کو آفتاب کرے دست فیض سے
حاصل انھیں بفضل خدا اختیار ہے
نوشیروان کا عدل ہے کیا ان کے سامنے
جود وسخائے حاتم سطے شرمسار ہے

روشن ہے آفتاب سا ساری جہاں پر
ممنون ان کی دولت عظمت مدار ہے
ملک دکن میں یوسف علی خاں کی شان کا
کوئی امیر ہے نہ کوئی ذی وقار ہے

اقبال و عمر ان کی الٰہی دو چند ہو
اہل ولا کے لب پہ یہ لیل و نہار ہے
سرسبز و شاد و خرم آباد یہ رہیں
خواہش ہماری تجھ سے یہی کردگار ہے

صمصام سال جشن گرہ کا برائے نذر
لکھ۔ آج خوب سالگرہ پر بہار ہے

۱۳۵۳ھ



امیر عظم

مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت

حسب و نسب آپ کا سلسلۂ خاندان ہندوستان کے مشہور و معزز راجہ ٹوڈرمل (وزیر مالگزاری شہنشاہ اکبر) سے ملتا ہے۔ راجہ ٹوڈرمل کی نسل میں مہاراجہ چندو لال دکن کے وہ مشہور و فیاض مدار المہام گزرے ہیں جنھوں نے گورنمنٹ انگریزی اور سلطنت آصفیہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کی بنا ڈالی۔ ان کے پوتے مہاراجہ نارائن پرشاد نرندر بہادر نظام ناصر الدولہ غفران منزل کے پیشکار تھے۔ آپ مہاراجہ نارائن پرشاد نرندر بہادر کے نواسے اور راجہ ہری کشن بہادر کے بیٹے ہیں راجہ نارائن پرشاد نرندر بہادر کو کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ انکی جائداد و املاک کے جائز وارث اور مالک ہوئے اور سنہ ۱۳۱۰ھ میں آپ اپنے موروثی خدمت پیشکاری پر بہ مشاہرہ چھ ہزار روپیہ سکہ حالی ممتاز ہوئے ؎

فدائی ہوں تمکو اگر قدیمی ہوں میں اس ور کا
مرا یہ سلسلہ ملتا ہے چندو لال شاد ان سے

ولادت و تعلیم آپ کی ولادت سنہ ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ اور آپ اپنے نانا مہاراجہ نارائن پرشاد نرندر بہادر کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی

عربی، فارسی کی تعلیم خاص طور پر اور انگریزی کی تحصیل و تکمیل مدرسہ عالیہ میں فرمائی اس کے علاوہ اردو تلنگی مرہٹی میں اچھی خاصی قابلیت اور فن خوشنویسی اور علم طب میں بھی لیاقت تامہ رکھتے ہیں۔ بہت سی کتابیں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ آپ کی تصنیف سے موجود ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہر انصاف پسند آپ کے اعلےٰ درجہ کے لائق ہونیکا مقر ہو سکتا ہے آپ گو کھتری النسل ہندو ہیں مگر ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں محبت و عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مسلمان کے بزرگان دین کی بیحد عزت و حرمت و عظمت کرتے ہیں۔ آپ کا مشرب بالکل صوفیانہ ہے چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:-

آزادی خیال نے صوفی بنا دیا
پہلے جہاں میں شاد اسیر قیود تھا

محقق اور صوفی ہوں مرا ہے صلح کل مشرب
مجھے مطلب نہیں اے یار کچھ بھی کفر و ایماں سے

اے شاد مرے مذہب مشرب پہ صد افسوس دونو ہوئے مایوس
ہے شیخ جو ناشاد تو شاکی ہے برہمن رہتے ہیں بدظن

خدمات و خطابات

بہ عہد وزارت نواب تراب علیخاں مرحوم و مغفور (سالار جنگ اول) آپ نے خطاب "راجہ بہادر" ۱۳۱۱ھ میں (بتقریب جشن سالگرہ مبارک) خطاب راجہ راجایان مہاراجہ بہادر اور ۱۳۲۰ھ میں (بتقریب دربار عید الضحیٰ) معزز خطاب **یمین السلطنۃ** سے سرفرازی پائی۔

منجانب گورنمنٹ آف انڈیا ۱۳۲۰ھ میں بتقریب دربار دہلی آپ کو کے، سی، آئی، ای کا خطاب اور ۱۳۲۷ھ میں جی، سی، آئی، ای کا خطاب عطا ہوا اور ۱۳۲۰ھ میں آپ غفراں مکان اعلحضرت نواب میر محبوب علیخاں آصف جاہ سادس آصف کے ہمراہ دربار دہلی میں تشریف لے گئے تھے۔ اور لارڈ ہارڈنگ (سابق وایسرائے ہند) نے آپ کے ہاں ملاقات بازدید کے لئے آکر چارنوشی فرمانے سے عزت افزائی فرمائی تھی۔

۱۳۱۰ھ میں آپ پیشکاری کے منصب پر فائز اور ہفت ہزاری منصب پنج ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار اور چھ عدد جواہر سے مفتخر ہوئے آپ کو اپنے نانا راجہ نارائن پرشاد نندر بہادر سے

خواجہ عظمت اسد خاں (۵) خواجہ حشمت اسد خاں

شاعری آپ کو اوائل عمر ہی سے مذاق شاعری ہے۔ اور آپ کا مذاق اعلیٰ پیمانہ پر ہے آپ ہر قسم کے کلام پر قادر ہیں۔ شاعری میں آپ کو غفراں مکاں اعلیحضرت مرحوم کی شاگردی کا شرف حاصل ہے خود فرماتے ہیں۔

غلام شاہ ہوں شاگرد آصف ہوں بحمد اللہ

خدا کا شکر ہے ای شاد لطف لایزالی ہے

اس میں شک نہیں کہ دکن میں ہزاروں نامور شاعر ہوئے اور اب بھی موجود ہیں لیکن رفیع الخیالی اور باریک بینی کے امتیاز سے آپ کا کلام قابل تحسین و آفریں ہے۔ کلام آپ کا بہت پاکیزہ اور مضمون خیز ہوتا ہے۔ کوئی شعر لطف زبان اور فصاحت و بلاغت سے خالی نہیں آپ دکن کے اُن مایہ ناز شعرا میں سے ہیں جن کی ذات عالی پر اردو فارسی کی شاعری بجا طور پر فخر کر سکتی ہے آپ کی طبیعت۔ سلاست زباں اور اسلوب بیان کی سادگی ناظرین کرام کو ان کے کلام میں پائی جائیگی۔

سب سے پہلے میں آپ کے اوس قصیدہ کے چند شعر ذیل میں درج کرتا ہوں جس کو آپ نے ۲۹ ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ میں اعلیحضرت غفراں مکاں کی رونق افروزی بلدہ از سفر کلکتہ کے موقع پر پیش فرما کر اظہار مسرت فرمایا تھا۔

قصیدہ

قدوم شاہ تجھے ای دکن مبارک ہو
یہ سرفرازی فخر زمن مبارک ہو

چہک کے کہتی ہے گلشن میں عندلیب چمن
دکن کو شاہ مجھے یہ چمن مبارک ہو

اودھر بسنت کی آمد ادھر ہے آمد شہ
بہار باغ کو شہ کو دکن مبارک ہو

مدد ہو پنجتن و چار یار کی دائم
حضور آپ کو یہ نورتن مبارک ہو

عنایت شہ آصف ہو شاد کو حاصل
حضور کو کرم ذوالمنن مبارک ہو

اعلیحضرت مرحوم غفراں مکاں کی چھتیسویں سالگرہ کے موقع پر حضرت شاہ مدظلہ کا حسب ذیل قطعہ جو قابل تحسین و آفریں ہے درج ذیل ہے۔



راجہ چندولعل آنجہانی



راجه نرهندر پرشاد آنجهانی

ہے دعا جتنے کہ ہیں سالگرہ کے اعداد
اون پہ اک صفر سے ہر سالگرہ ہو افزود
رہے با فتح و ظفر تا بقیامت اے شاد
یہ محبوب علیخان بہادر خوشنود

آپ کے کلام میں شستگی برجستگی بے تکلفی لطافت فصاحت اور بلاغت پائی جاتی ہے خصوصاً غزلیات میں چونکہ شاعری میں غزل گوئی سب سے مشکل ہے۔ کیونکہ طبیعت کو اس میں قایم رکھنا پڑتا ہے۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ پیشہ ور شاعروں کی طرح آپ کے یہاں بھرتی کے شعر نام کو نہیں۔ آپکے اشعار زبان حال سے کہتے ہیں کہ ہمارا لکھنے والا در اصل ایک حساس ہستی ایک محبت کا متوالا اور ایک پر جوش عاشق ہے آپ نے عشق و محبت کے جن جذبات پر نہایت جوش اور ولولے کیساتھ اشعار لکھے ہیں وہ یقیناً اردو فارسی غزل گویوں میں اعلیٰ جگہ حاصل کئے ہیں۔ آپ کی چند غزلیں جو مجھے دستیاب ہو سکیں اون میں سے ایک بطور نمونہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

غزل اردو

لطف اب آئے بنیگی انجمن آرائی کا
ذرہ ذرہ میں ہے جلوہ تری یکتائی کا

دیکھنے سے تن رنجور میں جان آتی ہے
زندگی نام ہے ای جاں تری زیبائی کا

تیرے جلوہ نے کیا دونوں جہاں کو روشن
حوصلہ بڑھنے لگا چشم تماشائی کا

عشق نے زلف کے مشہور کیا سودائی
بول بالا ہے جہاں میں ترے سودائی کا

چشمک برق فسونگر ہے کہ اے حسن ازل
باغ عالم میں ہے چرچا تری رعنائی کا

منحصر دیر پہ کعبہ پہ نہیں کچھ دیدار
حوصلہ چاہیئے ہے چشم تماشائی کا

چشم بد دور ترا حسن بھی ہے اک اعجاز
کر تکدر ہے یہاں آئینہ بینائی کا

لے ذرا اس کی خبر بہر خدا او ظالم
ان دنوں حال برا ہے ترے شیدائی کا

بندگی ہوگئی مقبول ملی دل کی مراد
مل چکا شاد صلہ مجھ کو جبیں سائی کا

غزل فارسی

بیار بادہ کہ تسکین شود دل مارا
کہ درد عشق تو خون می کند تمنّا را
شکایت تو نیاریم بر زبان یارا
چنیں نہ حوصلہ داریم نہ چنیں یارا
بیار جام و بدہ رند بادہ پیما را
مباد ایں کہ کشد فکر ایں جہان آرا
نگہ زدیدن تو باز پس نمی گردد
بیا کہ باز بہ بینیم روئے زیبا را
مریض عشقم و بیماریم غم عشق است
خبر کنید ز دردمن آن مسیحا را
صفائی خاطر ما ہیچ کس نمی داند
نہ دیدہ است کس آئینہ مصفّا را
بساط صحبت احباب زندگان برخاست
کسی نماند کہ تسکین دہد دل مارا
بدہ اجازتم ای دوست تا طواف کنم
چو کعبہ دانم و این آستان والا را
صبا گرفت رہ گلستان و پس در دشت
پیام من کہ رساند غزال رعنا را
بپائے تخت وکن آنچہ رونق ست ای شاد
نصیب شد نہ سمرقند و نہ بخارا را

آپ کے بعض کلام میں تلمیحات قرآنی بعض میں پند و نصائح اور بعض میں حکماء کے قول کا انتخاب پایا جاتا ہے آپ کا بعض چیدہ کلام ذیل میں نقل کرتا ہوں جس کے دیکھنے سے ناظرین کرام کو آپ کی لیاقت و قابلیت اور آپ کے بلند خیالات کا اندازہ ہوگا۔

انکساری

خاک کا پتلا بنایا ہے مجھے اللہ نے
خاکساری کیوں نہ شیوہ ہو کہ ہوں میں خاکسار

صبر و استقلال

غم نہ کھا تاریخ کے ہے بعد راحت بھی ضرور
صبر کرنا شاد گزریگی بڑے آرام سے
ہندو مسلما نکی ایک جہتی اور اتفاق
کیا مسلمان کیسے ہندو سب کا مالک ایک ہے

کوئی کہتا ہے خدا لب پہ کسی کے رام ہے

نعمت ہے اک خدا کی ایسا ملاپ دل کا
کیا لطف آئے گا پھر اس دل کو بے دعا میں

بے ثباتی دنیا

ذرا دیکھ بلبل مٹائے خزاں نے
گل و گلشن و آشیاں کیسے کیسے
نہ بانگ درا ہے نہ نقش قدم ہے
یہاں لٹ گئے کارواں کیسے کیسے

جز فنائی ہو تو جینم در زمین و آسمان
درمیان آسیا افتادہ ہیچو دانہ ام

اہل وطن کی لاپروائی پر اپنا اسف

عیش و عشرت کے جو سامان میسر آئے
علم کو چھوڑ دیا جتنے تھے فن بھول گئے
غیر کے ہو رہے اپنا اسے سمجھا افسوس
اور اپنے کو تم اے مشفق من بھول گئے
خوگر کنج قفس ہائے اسیری نے کیا
اک زمانہ ہوا گل گشت چمن بھول گئے
تازہ مے ہے نئی محفل ہے نیا ساقی ہے
اب تو وہ صحبت یاراں کہن بھول گئے
عاشقی کے ہوئے چرچے جو تمہارے اے شاد
لوگ افسانۂ لیلی و دمن بھول گئے

حب وطن

جس میں اثر نہیں کچھ وہ ہے فغاں ہماری
خوں نابہ ریز آنکھیں ہے رائگاں ہماری
مانے ہوئے تھا شاہی سارا جہاں ہماری
سمجھے ہوئے تھا عزت ہندوستاں ہماری
بے نام و بے نشاں ہیں گم کردہ کارواں ہیں
پوچھو نہ حالت دل اہل جہاں ہماری
مغرب کی وادیوں میں پڑتے تھے ہم نمازیں
تارا کی گھاٹیوں میں گونجی اذاں ہماری
خیبر کے پتھروں میں گاڑا ہے ہم نے نیزہ
بدر و احد میں چمکی تیغ و سناں ہماری
کفار کے سروں پر چمکی ہماری تیغیں
سینے میں دشمنوں کے ڈوبی سناں ہماری
ہم آٹھ سو برس تک فرمانروا رہے ہیں
دیکھی ہے شان تو نے ہندوستاں ہماری

شاہ پرستی

ہزاروں گلستاں میں غنچے کھلے ہیں
مگر ہے عنادل سے زینت چمن کی
مرے پیر و مرشد رہیں دائم آباد
ہے آصف سے ای شاد رونق کسی کی

زینہ ہے حقیقت کا جو ہے عشق مجاز
انجام اگر وہ ہے تو یہ ہے آغاز
اس واسطے ہے عشق مجھے آصف سے
محمود وہ محبوب ہے میں اوس کا ایاز

ایک محبوب تھا غمخوار ہمارا ای شاد
اب تو دنیا میں نہیں پوچھنے والا کوئی

منقبت

آپ کو خواجۂ اجمیری حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے ولی عقیدت ہے اور آپ حضرت موصوف سے اظہار عقیدت یوں فرماتے ہیں۔

یہ مہر و الفتش یارب ولم بیچارہ تر بادا
بہ عشق خواجۂ ہند الولی آزارہ تر بادا
بہ راہ عشق آن ہند الولی ای شاد ہر دم گو
الٰہی این دل آوارہ ام آوارہ تر بادا

سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی منقبت میں آپ نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ ہزاروں غزلیں موجود ہیں جن کے ہر شعر سے محبت ٹپکتی ہے۔ آپ کے دل میں دریائے محبت محبوب خداوند دو عالم جوش زن ہے آپ نے لنگر آسمان و زمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی منقبت میں اظہار عقیدت یوں فرمایا ہے۔

اڑا کر ساتھ لیجانا یہ مشت خاک میری بھی
صبا کوئے نجف میں ہو کبھی تیرا اگر جانا
بس ای مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے میری
نہیں ممکن کبھی اب مجھ سے یہ در چھوڑ کر جانا
فقیری فخر ہے میرا غلام شاہ یزداں ہوں
سپاہی زادہ ہوں ممکن نہیں دشمن سے ڈر جانا
مگر امداد کا طالب ہوں یا ابن ابی طالب
مرا شیوہ نہیں ہے عرض کر کے پھر مکر جانا
تمہیں سے آج تک مانگا تمہیں سے پھر بھی مانگونگا
تمہیں کو عمر بھر سمجھا تمہیں کو عمر بھر جانا

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات

اور کربلائے معلّی کی سرزمین کی وقعت و حرمت کا اظہار
اپنے ایک سلام میں یوں فرماتے ہیں۔

سلام

فنا کہتے ہیں کس کو؟ موت سے پہلے ہی مرجانا
بقا ہے نام کس کا اپنی ہستی سے گزر جانا

جو روکا راہ میں حر نے تو شہ عباسؑ سے بولے
برے بھائی نہ غصہ میں کہیں حد سے گزر جانا

کہا اہل حرم نے دیکھ کے یوں اکبرؑ کے لاشے پر
جوان ہوئیگا شاید نام رکھا تم نے مرجانا

بقا میں تھا فنا کا مرتبہ حاصل شہیدوں کو
وہاں اس پر عمل تھا موت سے پہلے ہی مرجانا

نہ لیتے کام گر سبط نبیؐ صبر و تحمل سے
لعینوں کا نگاہ خشم سے آساں تھا مرجانا

کہا شہ نے بہن سے کام ہے امت کی بخشش کا
سر دربار میر شام بہنا ننگے سر جانا

دکھائی جنگ میں صورت ادھر جا پہنچے کوثر پر
یہ اصغرؑ کی بھی رفتار ادھر آنا ادھر جانا

یہاں کا زندہ رہنا موت سے بدتر سمجھتا ہوں
حیات جاوداں ہے کربلا میں جا کے مرجانا

خیال اتنا رہے اے شاد برپا جب قیامت
غم سبط نبیؐ میں پیش داور نوحہ گر جانا

مرثیہ گوئی

آپ کو مرثیہ گوئی میں بھی کمال حاصل ہے اور
آپ کے اس کلام میں استادانہ رنگ پایا جاتا ہے
آپ کے مراثی سے فصاحت بیان اور
سلاست زباں اور لطافت کلام کا پتہ چلتا ہے آپ
کے ایک مرثیہ کا ایک بند ناظرین کرام کے تفنن طبع کی
خاطر ذیل میں درج کرتا ہوں۔

شہادت امام حسینؑ

حق کو دیا نہ ہاتھ سے سر اپنا دیدیا
راہ خدا میں جان کو اپنی فدا کیا
درگاہ حق میں شیوہ تھا تسلیم اور رضا
راضی رسول ان سے تھے خوشنود کبریا
وصف حسینؑ کوئی کرے کیا مجال ہے
اس جا زبان ناطقہ خلق لال ہے

التجا از جناب باری

اپنے خدا سے دل سے دعا مانگ تو یہ شاد
بہر حسینؑ و شبیر خدا دل کی دے مراد

کر ذو الفقار قہر سے اعدا کا انسداد

اولاد شاد رشاد ہے عمر ہو دراز

ایمان پر ہو خاتمہ دنیا میں آبرو

دل میں ہو عشق تیرا رہے تیری آرزو

خصائل حمیدہ

آپ علم دوست، فیاض، باذل، غربا نواز، ہمدرد، شرفا پرور، وجیہ، لائق، ہوشیار، صوفی، خلیق، نیک طینت اور پابند قول و فعل ہیں۔ آپ کے چہرے سے فراست ہوشیاری صاف نمایاں ہے۔ آپ کے بزم میں اکثر شرفا، علماء، فقہا، شعراء، حکماء اور مشائخ کا مجمع رہتا ہے اور آپ کے در دولت سے اکثر مرثیہ خوان اور قوال فیضیاب اور مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ سخاوت کو آپ پر ناز ہے۔ کیوں نہ ہو آپ مہاراجہ چندو لعل حاتم وقت کے نواسے ہیں۔ انھیں خصائل حمیدہ کی وجہ سے مملکت دکن تو کیا بلکہ سارے ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی آپ کی اچھی خاصی شہرت ہے۔ دس سال دس روز تک صدارت عظمیٰ کے اہم خدمات انجام دینے کے بعد آپ بوجہ پیرانہ سالی صدارت عظمیٰ سے مستعفی ہوئے۔

امیر اعظم

نواب کمال یار جنگ بہادر

امیر اعظم

نواب کمال یار جنگ بہادر

حسب و نسب

اس رفیع الشان خاندان کا سلسلۂ نسب حضرت ضامنؑ ثامن امام رضائے غریب علیہ السلام تک پہونچتا ہے
اس خاندان کے اکثر اراکین ایک زمانہ میں محافظ روضۂ امام ہشتم شاہ خراسان علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناءؑ تھے۔ اس خاندان کی ابتداء میر یحییٰ مرحوم اور میر ابوالقاسم مرحوم سے ہے جو عبیداللہ خلف محمد سلطان والی تاتار (توران) کے ہمراہیوں میں تھے۔ چنانچہ میر یحییٰ مرحوم حکومت خراسان اور روضۂ مطہرۂ معصوم دہم امام ہشتم حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی کلید داری سے سرفراز تھے۔ اس خاندان کے بعض معزز ارکان اکبر و اورنگ زیب وغیرہ شاہان مغلیہ کی گرانمایہ خدمات مثل دیوانی، بخشی و وقایع نگاری و صوبہ داری بجالا کے مناصب جلیلہ و جاگیرات بیش قرار پاتے رہے۔ جب نظام الملک نواب میر قمر الدین علیخاں بہادر آصفجاہ اول فرمانروائے مملکت دکن ہوئے تو اس خاندان کے متعلق صوبہ داری برار و دکن و نیابت حضرت مغفرت مآب تھی۔ بہ عہد اورنگ زیب میر حسن امانت خاں مرحوم (جو اس خاندان سے تھے) گجرات کی صوبہ داری اور قلعہ سورت کی حکومت پر مامور تھے۔ میر عبدالرزاق

خوافی المخاطب بہ شاہ نواز خان صمصام جنگ صمصام الدولہ مرحوم (مولف مآثر الامرا) جو ایک زمانہ دراز تک ناصر جنگ شہید نواب میر احمد علیخاں نظام الدولہ مرحوم و مغفور کے وزیر اعظم اور جملہ ملکی و مالی امورات دکن پر قابض و مسلط اور جن کی فراست و دانائی کے ڈنکے بجے ہوے تھے آخر ۳ رمضان ۱۱۷۱ھ میں فرانسیسیوں کے ہاتھ قتل ہوئے۔ (یہ بزرگوار بھی اسی عالیشان خاندان کے بزرگوں سے ہیں) غرض کہ مملکت دکن میں یہی ایک عظیم القدر قدیم الخاندان خاندان ہے۔ جس کے تمام معزز ارکان اپنی ذاتی شجاعت، دلیری، لیاقت و دولت سے ایسے کارہائے نمایاں انجام دئے کہ جس کے باعث ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے ہے۔ ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ جو اعزاز و اکرام اس ریاست ابد پائدار میں اس خاندان کو حاصل ہیں وہ دوسروں کو کم ہیں۔ اس مختصر تذکرہ میں ہم نواب میر کاظم علی خاں بہادر مرحوم و مغفور سے اس خاندان کے حالات درج کرتے ہیں جس خاندان کے چشم و چراغ اور وارث صحیح ہمارے معزز صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام نامی اس تذکرہ کا عنوان قرار پایا ہے۔

نواب میر کاظم علیخان بہادر مرحوم و مغفور

آپ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اولاً آپ ٹیپو سلطان مرحوم والی میسور کی سرکار میں ملازم تھے بعد ازاں بہ ترک ملازمت حیدرآباد تشریف لائے اور یہاں بوجہ ہم جدی ہمشیرہ میر عالم بہادر سابق مدار المہام مرحوم و مغفور سے شادی کی۔ اور ایک مدت تک نہایت فارغ البالی سے بسر فرمائی۔ آپ اپنے بعد دو فرزند چھوڑ گئے۔ اول نواب میر عسکر علیخاں بہادر مرحوم و مغفور اور دوم نواب میر عباس علیخاں بہادر مرحوم و مغفور۔

نواب میر عباس علیخان بہادر مرحوم و مغفور

آپ نواب میر کاظم علیخاں بہادر مرحوم و مغفور کے فرزند دوم اور نواب میر ابو القاسم میر عالم بہادر مرحوم و مغفور سابق مدار المہام کے برادر ہم جدی تھے۔ بہ عہد نواب میر نظام علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ ثانی غفراں مآب آپ کو جاگیرات اور خطاب جنگی (نظام یار جنگ) عطا ہوا۔ اور نواب سکندر جاہ میر اکبر علیخاں بہادر آصف جاہ ثالث مغفرت منزل کے عہد

میں آپ کو حسام الملک کا خطاب ملا۔ اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار وعلم و نقارہ و نوبت و نشان سے سرفراز ہوئے۔ مفسدہ پنڈاروں کے فرو کرنیکے لئے پندرہ ہزار سوار و پیادہ اور بعضے امرا و روسا و منصبدار و عہدہ داران آپ کے سپرد ہوئے۔ آپ ان سب کو ہمراہ لے کر پنڈاروں کے دفعیہ کے لئے ممالک غربی دکن روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہونچکر اپنی موروثی شجاعت اور فراست ذاتی سے اس انبوہ کثیر مفسدہ کو (جس کا استیصال محال سمجھا جاتا تھا) سرحد نظام سرکار سے نکال کر اور اس کا اچھی طرح انسداد فرما کر مورد تحسین و آفریں ہوئے۔ نواب ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخاں بہادر آصفجاہ رابع (غفراں منزل) کے عنایت و الطاف آپ کے حال پر زمانہ مرشدزادگی سے مبذول تھے اس لئے خطاب حسام الدولہ خانخاناں اور منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار سے مفتخر ہوئے دو ہزار فوج رکھنے کے لئے تقریباً دس لاکھ روپیہ محاصل کے دیوانی تعلقات اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر ذات کے لئے عطا ہوئی۔ اکثر آپ کے ہمراہ دو ہزار کی جمعیت رہتی تھی۔ بہرحال آپنے کمال خوش وضعی اور وجاہت سے زندگی فرمائی۔

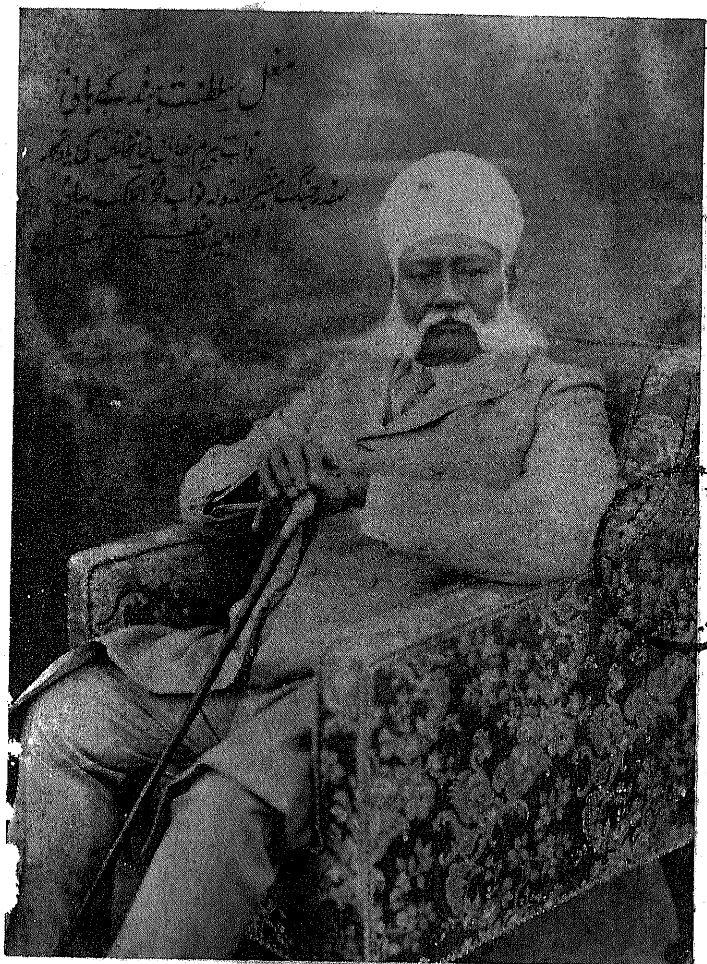
صاحب تاریخ گلزار آصفیہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نہایت خوش وضع، وجیہہ، خلیق و شفیق، راست گو سچی بات کو پسند کرنے والے۔ بہادر اور سخی نواب تھے دوستوں اور نوکروں سے اون کے حسب حیثیت سلوک فرماتے تھے۔ ہشتاد سالہ ہونے پر بھی دربارداری اور حضوری بارگاہ سلطانی برابر جاری تھی۔ چند روز بصارت میں فرق آگیا تھا لیکن علاج سے بصارت اچھی ہوگئی آخر سنہ ۱۲۵۶ھ میں بعمر ہشتاد سالگی داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی روضہ رضواں ہوئے۔ آپ دنیا میں تین اولاد چھوڑ گئے۔ صاحبزادہ نواب میر غلام حسین خاں بہادر فخر الملک اول مرحوم و مغفور جو آپ کے بعد منصب جاگیر اور آبائی اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ دوم صاحبزادی اشرف النسا بیگم مرحومہ و مغفورہ جو نواب میر اکبر علیخاں بہادر مرحوم و مغفور رفعت الملک سے بیاہی گئیں۔ سوم صاحبزادی فخر النسا بیگم صاحبہ مرحومہ۔

نواب میر غلام حسین خاں بہادر مرحوم و مغفور

آپ نواب میر عباس علیخاں مرحوم و مغفور کے اکلوتے خلف الصدق اور نواب میر کاظم علیخاں بہادر مرحوم و مغفور کے پوتے



نواب غازی جنگ بہادر



نواب فخرالملک ثانی مرحوم

ہوتے تھے۔ آپ ۱۲۳۲ھ میں رونق افروز جہاں ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کے زیر سایہ عاطفت کمال نازو نعم سے پرورش پائے۔ پانچویں سال میں تسمیہ خوانی کے رسومات (جو واقعی نہایت تکلف سے انجام پائے تھے جو ہم یہاں بخوف طوالت فروگزاشت کرتے ہیں) ادا کئے گئے اس کے بعد آپ عدیم المثال ادیبوں اور باکمال استادوں کے زیر نگرانی علم کی تحصیل کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم و فنون مروجہ میں مہارت تامہ حاصل کرلی۔ اور اپنے ماموں نواب میر عباس علیخاں بہادر اعتصام الملک مرحوم و مغفور کی شاگردی کرکے خط نسخ میں استادی کے مرتبہ کو پہونچ گئے آپ بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار آبائی اعزاز و مناصب و جاگیر سے سرفراز اور خطاب صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک بہادر سے ممتاز ہوئے آپ جمیع علوم متداولہ سے ... معقول و منقول کے ماہر تھے (جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہو چکا) آپ نے بڑی لیاقت اور خیر خواہی سے تمام امورات مالی و ملکی کو انجام دیئے اور مورد عنایات شاہی رہے۔ آخر ۱۹ جمادی الاول ۱۲۷۸ھ کو آپ نے بہ عارضہ ضیق النفس انتقال فرمایا۔ آپ انتہا درجہ کے سخی اور نہایت شجیع سردار تھے۔ علم و مروت میں فرد فرید زہد و تقویٰ میں وحید عصر اور فن تاریخ میں مورخ کامل تھے۔ آپ چھ لاکھ کی جاگیر آبائی اور رسالہ جمعیت ہمراہی ذات اور علم و نقارہ وغیرہ مراتب عالیہ سے معزز تھے۔ آپ کا بیاہ زہرا بیگم صاحبہ مرحومہ دختر بلند اختر نواب میر کاظم علیخاں بہادر مختار الدولہ مرحوم و مغفور سے ہوا۔ آپ کو حق جل شانہ نے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں سرفراز فرمائیں (۱) صاحبزادی عزیز النساء بیگم صاحبہ عرف دلہن پاشاہ مرحومہ و مغفورہ (۲) صاحبزادی حیدری بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ (۳) صاحبزادی حسینی بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ (۴) صاحبزادہ نواب میر اسد علیخاں بہادر حسام الملک نظام یار جنگ خان خانان مرحوم و مغفور۔ اور (۴) نواب میر سرفراز حسین خاں مرحوم صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک تھے

صاحبزادی نواب عزیز النساء بیگم صاحبہ عرف دلہن پاشاہ مرحومہ و مغفورہ

آپ اپنے پدر بزرگوار نواب میر غلام حسین خاں بہادر فخر الملک اول مرحوم و مغفور کے حین حیات

میں ۱۲۶۹ھ میں نواب تراب علیخاں بہادر مختار الملک
سالار جنگ اول سابق مدارالمہام سے بیاہی گئیں تھیں
(اس کا ذکر نواب یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ
ثالث کے تذکرہ میں بھی اجمالی طور پر درج کیا گیا
ہے) کرچکے ہے آپ کے بطن سے شرافت و نجابت کے
دو گوہرِ بے بہا بحرِ عدم سے عالمِ وجود میں آئے۔ اول
بڑی صاحبزادی علیا مخدرہ نوابہ نور النساء بیگم صاحبہ مرحومہ
اور دوم چھوٹی صاحبزادی علیا حضرتہ نواب سلطان بخش بیگم
صاحبہ مدظلہا ہیں۔ حضرت دولہن پاشاہ مرحومہ و مغفورہ
۸ر شعبان ۱۳۲۶ھ روز چہار شنبہ کو راہی ملک بقا ہوئیں۔

جنابہ بڑی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ ۱۲۷۲ھ
میں پیدا ہوئیں اور آپ اپنے والد بزرگوار نواب
مختار الملک مرحوم و مغفور کے حین حیات میں نواب
میر پرورش علیخاں حسام جنگ مکرم الدولہ مرحوم و مغفور
سے ۱۲۹۵ھ میں بیاہی گئیں ۱۲۹۶ھ میں نواب
مکرم الدولہ مرحوم و مغفور صدر المہامی مال کی خدمت سے
علحدگی اختیار کر کے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ آپ اپنے
شوہر کے حین حیات سے جاگیرات کے انتظام کو نہایت
عمدگی سے انجام دیتی رہیں۔ ۲۶ر شعبان ۱۳۲۳ھ کو
آپ کے شوہر نے انتقال فرمایا۔ اور جاگیرات بالکلیہ
آپ کے سپرد ہوئے۔ آپ علم دوست، غرباء پرور،
شرفا نواز، دریا دل، نجستہ طبیعت، نیک سیرت،
فرشتہ خصلت، بذل و سخاوت میں یکتائے روزگار
پابند وضع قدیم و شرع محمدیؐ، زاہدہ، متقیہ اور نہایت
پرہیزگار بی بی تھیں۔ خیرات و حسنات کے کام دل سے
فرماتی تھیں۔ ہزاروں روپیہ سالانہ حجاج اور زائرین کربلائے
معلی و نجف اشرف کو دیا کرتی تھیں۔ آپ کے در دولت
سے جب تک زندہ رہیں کوئی محروم نہیں گیا۔ مگر
افسوس کہ آپ دولتِ اولاد سے محروم تھیں اور
اپنی یادگار دنیا میں باقی رکھنے کے لئے آپ اپنے
ہمشیرہ زادہ خورد نواب میر زین العابدین خان
ساجد یار جنگ بہادر فرزند اصغر نواب بہرام الدولہ مرحوم
و مغفور کو فرزندی میں لیا تھا۔ بالآخر ۱۶ر صفر ۱۳۵۴ھ
کو آپ اس دار فنا سے طرف عالم بقا رحلت فرمائیں

جنابہ چھوٹی صاحبزادی صاحبہ مدظلہا ۱۳۰۳ھ
میں بعہد نواب میر لائق علی خاں مرحوم و مغفور نواب
میر داور علیخاں بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم و مغفور
سے بیاہی گئیں۔ آپ کو حق جل شانہ نے دو صاحبزادے

اور دو صاحبزادیاں سرفراز فرمایا۔ صاحبزادہ اول یعنی نواب میر تراب علی خاں تراب یار جنگ بہادر ہیں جو بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار ۱۳۵۱ھ میں قابض جاگیر و اعزاز آبائی ہوئے۔ نواب صاحب موصوف مددگاری معتمدی مال سرکار عالی کے خدمت عالیہ پر ممتاز ہیں صاحبزادہ دوم نواب میر زین العابدین خاں ساجد یار جنگ بہادر ہیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا۔ اول الذکر صاحبزادہ نواب تراب یار جنگ بہادر کو ایک فرزند مسمی نواب میر عباس علیخاں بہادر اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ اور موخر الذکر صاحبزادہ نواب ساجد یار جنگ بہادر کو کئی صاحبزادہ اور صاحبزادیاں ہیں۔ آپ کے دو صاحب زادے نواب محمد پادشاہ اور نواب علی پادشاہ اس وقت نوبل کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

صاحبزادی نواب زبیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ

آپ کا ازدواج نواب امداد جنگ مرحوم و مغفور صاحبزادہ نواب شہریار الملک مرحوم و مغفور سے ہوا مگر افسوس کہ آپ بے برگ و ثمر راہی گلشن خلد بریں ہوئیں۔

صاحبزادی نواب حسینی بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ

آپ نواب میر بہادر علیخاں سطوت جنگ مرحوم و مغفور سے بیاہی گئیں۔ آپ کے بطن سے ۸ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ میں نواب میر داور علیخاں بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم و مغفور پیدا ہوئے۔ آپ ۱۲۸۳ھ کے ماہ ذیحجہ کی ۲۸ کو راہی ملک بقا ہوئیں۔ نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم کو نواب سر سالار جنگ مختار الملک اول مرحوم کی دامادی کا شرف حاصل تھا۔ آخر آپ نے بھی ۱۳۵۱ھ میں انتقال فرمایا۔

نواب میر اسد علیخاں مرحوم و مغفور

آپ نواب میر غلام حسین خاں مرحوم و مغفور کے خلف اکبر اور نواب میر عباس علیخاں مرحوم و مغفور کے پوتے ہوتے تھے۔

ولادت و تعلیم و تربیت

آپ کی ولادت بلدہ میں بروز جمعہ ۷ جمادی الاول ۱۲۷۱ھ میں واقع ہوئی قطعہ تاریخ ولادت از نتائج طبع سید تفضل حسین صاحب مرحوم عطا ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو ناظرین کرام کے لئے لطف سے خالی نہ ہوگا۔

قطعۂ تاریخ

بہ فخر الملک ایزد داد فخر العصر فرزندی
بلی فرزند فخر الملک فخر العصری باید
عطا چوں ہست این مولود با اقبال و باشوکت
اگر تاریخ ہم گویند "فخر العصری" باید ۱۲۷۱ھ

اور نیر اعظم سے بھی آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۷۱ھ نکلتی ہے ۱۲۷۶ھ میں آپ کے والد بزرگوار کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ اس وقت آپ بہت کم سن تھے اس لئے آپ کے بہنوئی نواب سالار جنگ مختار الملک مرحوم و مغفور نے اپنی نگرانی میں خاص طور پر قابل اساتذہ سے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تعلیم گھر پر دلوائی اور آپ نے اپنے شوق سے سواری اسپ، نشانہ اندازی اور دیگر مردانہ کھیلوں میں مہارت تامہ حاصل کی جس کا نظیر ہندوستان میں نایاب تھا۔ فنون سپہ گری میں آپ کو ایک خاص ملکہ حاصل تھا علاوہ ازیں فن خوشنویسی سے آپ کو خاصی دلچسپی تھی۔ اور اس فن میں آپ خود کو حد کمال تک پہونچائے تھے اور اس کی مشق قایم رکھنے کے لئے دم آخر تک ہر روز قبل نماز ظہر بلا ناغہ آیات قرآن کریم تحریر فرمایا کرتے تھے۔ بہت سارے قطعات وغیرہ آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوے اکثر دیکھنے میں آئے جس کو دیکھ کر ہر انصاف پسند آپ کے اعلیٰ درجہ کے خوشنویس ہونیکا مقر ہو سکتا ہے۔ غرض آپ کے لکھے ہوے قطعات وغیرہ کو اہل کمال نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

خدمات و خطابات

۱۹؍ جمادی الاول ۱۲۷۸ھ میں آپ کو شال عزا سرفراز ہوا ۱۲۷۹ھ میں آپ کو پیشگاہ نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکاں سے خطاب خانی، بہادری اور جنگی عطا ہوا۔ ۴؍ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں آپ نواب مختار الملک مرحوم و مغفور کے ہمراہ کلکتہ تشریف لے گئے یہ آپ کے کلکتہ کا پہلا سفر تھا۔ ۵؍ محرم ۱۲۸۷ھ کو کلکتہ سے واپس بلدہ ہوئے۔ ۱۰؍ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ کو کلکتہ دوبارہ تشریف لے گئے اور ۷؍ ذیحجہ ۱۲۹۱ھ کو واپس آئے۔ اسی سال جاگیر کے کاروبار آپ کے سپرد ہوے۔ اور آپ نے جاگیر کا کام آغاز فرمایا۔ ۱۲۹۲ھ میں بمعیت سید فضل حسن مرحوم حضور پرنس آف ویلز کے استقبال کے لئے آپ بار سوم کلکتہ تشریف لے گئے۔ ۷؍ محرم ۱۲۹۳ھ کو نواب مختار الملک مرحوم و مغفور

متاثر ہو کر لکھا ہے۔ پیشہ ور شاعروں کی طرح آپ کے
ہاں بھرتی کے شعر نام کو نہیں۔ آپ کے اشعار زبان
حال سے کہتے ہیں کہ ہمارا لکھنے والا در اصل ایک حساس
ہستی محبت کا متوالا اور پر جوش عاشق ہے۔ آپ نے عشق و
محبت کے جن جذبات پر نہایت جوش اور ولولے کے
ساتھ اشعار لکھے ہیں وہ یقیناً بزم شعر میں اعلیٰ جگہ حاصل
کئے ہیں آپ علم عروض کے ایک جید عالم تھے اور
علم عروض میں آپ کو یکتائے زمانہ کہا جاتا تو بیجا نہ ہوتا
آپ کا دیوان زیر ترتیب ہے۔ اُمید ہے کہ بہت
جلد زیور طبع سے آراستہ ہو جائے۔

شوق

آپ کو خطاطی سے بیحد دلچسپی تھی اور اس
فن میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لئے
آپ نے بیحد محنت کی۔ حق تو یہ ہے کہ آپ کو ہر فن اور
ہر علم سے دلچسپی تھی۔ فن تصویر کشی سے بھی آپ کو بیحد
دلچسپی تھی۔ اور اس فن میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔
مگر ہر امر میں شریعت کو مقدم رکھتے تھے۔ ایران اور
ہندوستان کے صاحب کمال، ماہر فن خوشنویس کے وصلی اور
مشق کے جمع کرنے کا آپ کو بیحد شوق تھا۔ شاید ہی ایسا
کوئی صاحب کمال ہوگا جس کی وصلی یا مشق آپ کے
پاس موجود نہ ہو۔ کاغذ کشمیری، قلم واسطی سیاہی کا نسخہ جو
آپ کے پاس لایا اور جو قیمت مانگی آپ نے ادا کر دی
غرض کہ آپ پرانے نوشتوں کے بڑے قدرداں تھے
یہ سن کر ہر انصاف پسند آپ کے قدرداں ہونے کا مقر
ہو سکتا ہے کہ آپ نے میر عماد مرحوم کا ایک مرقع نواب
مظفر الدین خاں امیر یار جنگ مرحوم سے سات ہزار
روپیہ کو خرید فرمایا چونکہ یہ مرقع اس قابل تھا کہ بارگاہ جہاں
پناہی میں گزرانا جائے پس آپ نے اس کی تین نقلیں کیں
ایک اعلیحضرت کے ملاحظہ میں گزران دی گئی۔ دوسری
نقل مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر دام اقبالہ بانقابہم کی
خدمت میں روانہ کر دی گئی۔ اور تیسری نقل اپنے فرزند
کے لئے لکھی۔ آپ کو اخبارات و رسائل اور کتب بینی
کا نہایت شوق تھا۔ چنانچہ آپ صدہا رسائل اور اخبار
کے سرپرست اور معاون تھے۔ چند سال قبل آپ نے
روزنامچہ اثنا عشری لاہور کی ایک گراں قدر رقم سے
اعانت فرما کر قدردانی بھی فرمائی تھی۔

آپ نے کوہ شریف کی تقدیس میں فی البدیہہ
حسب ذیل رباعی لکھی تھی۔

رُباعی

ایں کوہ شریف در دکن چوں نجف است
از پنجۂ مرتضیٰ علیؑ ذی شرف است
ہر کس کہ زیارتش باخلاص کند
داخل بہ بہشت و از سقر بر طرف است

رباعی صدر سے آپ کے فارسی کلام کا پتہ چلتا ہے ۔ الغرض یہ رباعی اسی وقت آپ نے سناو الملک سلطان العلماء آقا سید علی شوستری طوبیٰ طاب ثراہ کے پاس بلکا جگری روانہ کی جس کو دیکھ کر علامہ مرحوم نے بڑی تعریف کی اور رباعی پر صاد کردیا۔ رباعی پر صاد دیکھکے آپ بیحد خوش ہوئے۔ اسی وقت عمدہ کاغذ کی وصلی پر جلی قلم سے تحریر فرماکر فریم میں نصب کرکے کوہ شریف پر چڑھانیکے لئے روانہ فرمایا۔

ورزش کا آپ کو بیحد شوق تھا۔ سنا گیا ہے کہ اکثر دوپہر کے خاصے سے پہلے مگدر کی جوڑی ہلا کے تھوڑے سے وقفہ کے بعد خاصہ نوش فرمایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کی قوت جسمانی بہت اچھی تھی۔ شکار، نیزہ بازی، بنوٹ اور شہسواری کا بیحد شوق تھا۔ میلوں آپ گھوڑے پر سوار چلے جاتے تھے اور بڑے نام آپ کو تھکن نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ ان فنون میں اپنے آپ ہی نظیر تھے۔ آپ نہایت جامہ زیب تھے جو لباس پہنتے تھے انکے جسم پر موزوں واقع ہوجاتا تھا آپ بڑے پابند شریعت تھے۔ عالیجناب مولانا مولوی سید ابوالحسن صاحب عرف میرن صاحب قبلہ مدظلہ سے عقیدت رکھتے تھے اور قبلہ موصوف سے عندالضرورت مسائل دینی دریافت فرمایا کرتے تھے۔

اس سے قبل ہم تحریر کرچکے کہ آپ سنہ ۱۳۰ میں زیارت مقامات مقدسہ سے فائز ہوچکے۔ اور گزشتہ چند سالوں سے بار دوم زیارت کربلائے معلیٰ کا نیک ارادہ کئے ہوئے تھے۔ مگر افسوس صد افسوس ۳ رجمادی الثانی ۱۳۵۲ھ روز یکشنبہ صبح کے آٹھ بجے ریاست دکن کا یہ جلیل القدر، ہردلعزیز امیر غربا و فقرا کا دستگیر، سلطنت آصفیہ کا سچا بہی خواہ ایک مدت تک ریاست کے گرانمایہ خدمات انجام دینیکے بعد (۸۱) سال کے سن میں اپنی دیوڑھی واقع روبروئے زنانی پھاٹک میں داعی اجل کو لبیک کہا

اظہار رنج

آپ کے انتقال پر ملال کی خبر گوش گزار سمع ہمایونی ہوتے ہی سواری مبارک

شاہانہ بہجت افروز دیوڑھی مرحوم ہوئی اور میت کے چہرہ کو ملاحظہ فرما کر اُس وقت کے موجودہ دو ہزار اشخاص کے مجمع میں تقریباً (۲۰) منٹ تک موثر تقریر فرمائی۔ اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا ایک ایک لفظ حاضرین کے دلوں میں پیوست ہو رہا تھا۔ حاضرین یا تو چیخیں مار کر رو رہے تھے یا سکتہ و محویت میں تھے۔ مراجعت فرمائی کے وقت نواب صاحب مرحوم کے اکلوتے چاہتے بیٹے نواب میر کمال الدین حسین خاں بہادر المخاطب بہ کمال یار جنگ بہادر کو جو اس درد انگیز وقت پر جو کمال حزن و ملال میں گریہ کناں تھے شاہانہ تسلی و تشفی سے مفتخر فرمایا گیا۔

شہر کے شعراء عظام سخنوران کرام نے آپ کے وفات حسرت آیات پر قطعات تاریخ کہہ کر اظہار رنج فرمایا۔ اگر ہم ان سب کو درج کریں تو باعث طوالت ہوگا۔ لہذا جناب مولوی میر قاسم علی صاحب جعفری کے دو قطعات تاریخی پر اکتفا کرتے ہیں جو اس صدمہ عظیم کی یادگار قائم رکھنے کے لئے تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔

قطعۂ تاریخی

کردہ سرکار آصفی رحلت
رفت پیش چہاردہ معصوم
سنہ اش گفت جعفری منقوط
خانخانان بہادر مرحوم
۱۳۵۲ھ

نوٹ:۔ آصفی نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور کا تخلص تھا جیسا کہ اوپر اس کا ذکر کر چکے۔ تاریخ منقوط کہی گئی ہے حروف منقوط مصرعہ "خانخانان بہادر مرحوم" میں خ + ن + خ + ن + ن + ب
۶۰۰ + ۵۰ + ۶۰۰ + ۵۰ + ۵۰ + ۲
ہیں۔ ان سب کے اعداد بحساب ابجد جمع کئے جائیں تو ۱۳۵۲ ہوتے ہیں۔ اور یہ سال آپ کے وفات حسرت آیات کا سنہ ہجری ہے۔ واقعی جعفری صاحب نے خوب تاریخ کہی ہے اور درحقیقت قابل داد ہے

ایضاً

مہ آبان کی انیس اور صبح روز یکشنبہ
جناب آصفی پہونچے حضور مصطفےٰ[۱۴] و آل
جو کوئی تم سے ۲ صفر ہوا اس سے جعفری فوراً
(ہوئے اب داخل جنت حسام الملک) کہدو سال

۱۳ ۴۲ ق

ایضاً از مولف

خان خانان حاتم ثانی سخی

وہ حسام الملک فرزند علےؑ

جانب ملک بقا دنیا سے آہ

چل بسا کیا عاشق آل نبیؐ

سجمہ میں سال ای ہمصام لکھ

داخل خلد بریں ہوا آصفی

۱۳۵۲ ھ

تجہیز و تکفین

شام کے چھ بجے بعد فراہمی سامان تجہیز و تکفین (جو آپ جیسے امیر کبیر کے شایان شان ہو) اور بعد غسل و کفن نماز جنازہ حضرت مولانا مولوی سید بندہ حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مرحوم ہی کی دیوڑھی میں پڑھائی۔ نماز میں مومنین کی ایک کثیر جماعت شریک تھی ۸ بجے کے قریب جنازہ نہایت تزک و احتشام سے سونپنے کی غرض سے دائرہ میر مومن صاحبؒ جہاں مرحوم کا ٹھرواڑا ہے روانہ ہوا ذات شاہانہ بندگان عالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ مرحوم کے ڈیوڑھی کے روبرو دفتر بندوبست علاقہ صرفخاص مبارک کے بالاخانہ پر برآمد تھے جس کے سامنے سے جنازہ روانہ ہوا۔ جنازہ کے آگے آگے مرحوم کے اسٹیٹ کے جمعیت کا بیانڈ، پیدل اور سوارہ فوج تھی۔ ایک موٹر لاری میں رقم بطور خیرات اور دوسری لاری میں روٹی تقسیم ہو رہی تھی جس کی صحیح مقدار تو معلوم نہیں مگر بظاہر ہر دو اشیاء کافی مقدار میں تقسیم ہوئے۔ تشیع جنازہ میں مومنین و مسلمین متوسلین مرحوم کی جاگیر کی رعایا اور عام پبلک کثیر تعداد سے شریک تھی۔ مرحوم کی دیوڑھی سے دائرہ میر مومنؒ تک سڑکوں پر دو رویہ خلقت کا اژدحام تھا۔ مرحوم کے برادر خورد نواب میر سرفراز حسین خاں بہادر صفدر جنگ فخر الملک مرحوم و مغفور اور مرحوم کے اکلوتے چہیتے صاحبزادہ نواب میر کمال الدین حسین خاں بہادر کمال یار جنگؒ بہادر میت کے ہمراہ تھے ان دونوں بزرگواروں کو مرحوم کے انتقال کر جانیکا بڑا صدمہ تھا۔ میت کے ساتھ ریاست کے امراء، رؤساء اور حکام عالیمقام کا مجمع تھا جن میں نواب سالار جنگ بہادر، نواب اصغر نواز جنگ بہادر، نواب تراب یار جنگ بہادر، نواب غازی جنگ بہادر، نواب فخر جنگ بہادر، نواب رئیس جنگ بہادر، نواب رئیس یار جنگؒ بہادر وغیرہم

قابل ذکر ہیں ریاست کی جانب سے کوتوالی کا ایک دستہ متعین تھا جو نواب سلطان یار جنگ بہادر کے زیر کمانڈ ہمراہ جنازہ اور دائرہ میر مومنؒ میں مصروف انتظام تھا۔ شام کے سات بجے جنازہ دائرہ پہونچا جہاں مرحوم کے ٹھہرواڑہیں سونپنے کا انتظام عمل میں لایا جارہا تھا۔ یہاں پر نہ کر کرونیا نامناسب نہ ہوگا کہ مرحوم ہر دلعزیز ہونیکی وجہ سے دائرہ میر مومنؒ قریب قریب عوام الناس سے پُر تھا ۷½ بجے ہز اکسلنسی راجہ راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ پیشکار سابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی دام اقبالہ کی تشریف آوری ہوئی نصف ساعت تک اظہار تاسف مرحوم کے برادر خورد نواب فخر الملک بہادر مرحوم سے فرما کر مراجعت فرما ہوئے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد نواب فخر الملک مرحوم کی سواری بھی روانہ ہوئی۔ صندوق امانت اس عرصہ میں اینٹوں کی چار دیواری سے محفوظ کر دیا گیا مولانا عبدالرسول صاحب قبلہ عرف منے آقا مدظلہ نے تلقین کی تلاوت کی بعد فاتحہ خوانی مومنین و مسلمین کا مجمع چھٹنے لگا۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے

آپ کے اکلوتے چھیتے صاحبزادے نواب کمال یار جنگ بہادر دام اقبالہ نے نہایت فراخدلی سے غربا و مساکین میں ایک کثیر رقم تقسیم کروائی۔ ہم اپنے پروردگار سے متمنی ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان مرحوم خصوصاً عالیجناب مستغنی عن الالقاب نواب کمال یار جنگ بہادر دام اقبالہ کو صبر جمیل عطا فرمائے بجاہ محمدؐ و آل محمدؐ۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

ذرا دیکھ بلبل مٹائے خزاں نے
گل و گلشن و آشیاں کیسے کیسے
نہ بانگ درا ہے نہ نقش قدم ہے
یہاں لٹ گئے کارواں کیسے کیسے

(سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر شاد مدظلہ)

صفات ستودہ و اخلاق حمیدہ

آپ اُن ذیشان امرائے عالی قدر سے تھے جن کی اولو العزمی، علو ہمتی، شان و شوکت تزک و احتشام، جمعیت و سپاہ تعلقات و جاگیرات میں اپنے آپ ہی نظیر اور نہایت نیک سیرت فرشتہ خصلت خوش طبیعت، عاقل اور فرزانہ روزگار تھے۔ نواب مختار الملک اولی سر سالار جنگ مرحوم و مغفور کے بعد

آپ کی دانشمندی، سیر چشمی، دریادلی، غربا پروری، شرفا
نوازی، شجاعت وسخاوت، ذہانت وذکاوت کو کوئی
نہیں پہونچ سکتا۔ آپ کے چہرے سے جلالت امیرانہ
واطوار شجاعانہ ہویدا اور شان امارت ومدبری عیاں
تھی۔ آپ قدیم وضع اور صوم وصلواۃ کے پابند تھے
خیرات وحسنات کے کام دل وجان سے کرتے تھے
کثیر رقم حجاج، زواران کربلائے معلی نجف اشرف، کاظمین
سامرہ اور مشہد مقدس کو دیا کرتے تھے۔ امور خیر کے سوا
بہت سے کام آپ نے ایسے کئے ہیں جن کا فیض خلق
پر جاری وساری ہے۔ اور خدائے بزرگ وبرتر کے
مخلوق کے نزدیک ان کی زبان پر آپ کا نام ابدالآباد
تک جاری رہے گا۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

غرض کہ آپ کی سخاوت، رحمدلی، پرہیزگاری
اور ایمانداری کا ہر شخص مقر ہے۔ آپ کی داد ودہش
اور کشادہ دستی ایسی تھی کہ کوئی سائل آپ کی زندگی
بھر میں آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

ازدواج

۱۲۸۷ھ میں آپ کی شادی خاتون حجلہ
شرافت ونجابت مرحومہ ومغفورہ نواب
دیدار النسا بیگم صاحبہ دختر نیک اختر نواب نیر الملک
اشجع الدولہ بہادر مرحوم ومغفور سے ہوئی تھی۔ جن کے
بطن سے نواب بضاعت حسین خاں سہام الدولہ شجاع
الملک مرحوم ومغفور ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بی بی
(والدہ مرحوم شجاع الملک) ۱۳۱۱ھ کو راہی ملک عدم ہوئیں
اور ۲۳ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو آپ کا اور نواب نیر جنگ
مرحوم ومغفور کا جنازہ ذریعہ فتح علی کربلائے معلی روانہ کیا
گیا۔

۱۳۱۱ھ میں آپ کی دوسری شادی عروس
حجلۂ عفت وعصمت مرحومہ ومغفورہ نواب خیر النسا بیگم صاحبہ
صبیہ نواب ذوالفقار جنگ مرحوم ومغفور خلف نواب
اشجع الدولہ مرحوم سے ہوئی جن کے بطن سے ۱۳۱۲ھ
میں نواب میر کمال الدین حسین خاں بہادر کمال یار جنگ
جیسے عالی حوصلہ امیر اور ۱۳۱۳ھ میں بڑی صاحبزادی
سکندر جہاں بیگم صاحبہ اور ۱۳۲۸ھ میں صاحبزادی
خورشید جہاں طالع یار بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں
(۱۳۱۱ھ میں آپ نے احمد النسا خانم سے نکاح فرمایا)

اولاد

آپ کو دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں حق تعالیٰ نے دیں۔ بڑے صاحبزادے نواب شجاع الملک مرحوم ومغفور (از بطن دیدار النسا بیگم صاحبہ مرحومہ بنت نواب منیر الملک اشجع الدولہ مرحوم ومغفور) دوسرے صاحبزادے نواب کمال یار جنگ بہادر کمال الدین حسین خان (از بطن خیر النسا بیگم صاحبہ مرحومہ بنت نواب ذوالفقار جنگ مرحوم ومغفور خلف نواب اشجع الدولہ مرحوم ومغفور ہیں) بڑی صاحبزادی نواب سکندر جہاں بیگم صاحبہ ۔ ۲۴ محرم ۱۳۱۳ھ کو پیدا ہوئیں اور غرہ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کو عالیجناب نواب میر مہدی علیخاں بہادر المخاطب مہدی جنگ بہادر دام اقبالہ خلف نواب شاہیار جنگ مرحوم ومغفور سے بیاہی گئیں (آپ نواب کمال یار جنگ بہادر دام اقبالہ کی حقیقی بہن ہیں) چھوٹی صاحبزادی نواب خورشید جہاں طالع یار بیگم صاحبہ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ کو پیدا ہوئیں آپ ۱۳۲۵ھ میں نواب سید مہدی حسین خاں صاحب رئیس پٹنہ سے بیاہی گئیں۔ (آپ نواب کمال یار جنگ بہادر دام اقبالہ کی حقیقی بہن ہیں)

صاحبزادہ نواب میر بضاعت حسین خاں مرحوم ومغفور

آپ نواب میر اسد علیخاں مرحوم ومغفور کے خلف اکبر، نواب میر غلام حسین خاں مرحوم ومغفور کے پوتے اور نواب میر سرفراز حسین خاں فخر الملک ثانی مرحوم ومغفور کے بڑے داماد ہوتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ شوال ۱۲۸۸ھ کو ہوئی آپ کے ولادت کا سنہ ارشد بلگرامی کے حسب ذیل قطعہ سے ہویدا ہے۔

قطعہ تاریخ

نواب نام آور سید اسد علیخاں
فرزند داد خالق اقبال مند اورا
شد از برائے سالش رقم ز راز ارشد
ای کردگار عالم عمرش چو نوح بادا
۸۸ ۱۲ ھ

اور اس مصرعہ سے بھی سال ولادت آشکار ہے۔

مہر تابندہ شد ز برج اسد

آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے والد مرحوم ومغفور کے نگرانی اور کوشش سے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کیساتھ گھر پر ہوئی۔ بعد ازاں آپ مدرسہ اعزہ

(یہ وہ مدرسہ ہے جو شہر کے اشراف اور اعیان کے
صاحبزادوں اور مرشد زادوں کے لئے قائم کیا گیا ہے)
شریک ہو کر انگریزی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی جس کے باعث
آپ پرلے درجے کے لائق اردو، فارسی، عربی، اور
انگریزی میں مانے جاتے تھے۔ تجربہ حاصل کرنے کے لئے
آپ ملک روم مصر کربلائے معلےٰ وغیرہ کی سیر و سیاحت و
زیارت کے لئے بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ کو بلدہ
سے روانہ ہو کر ۲۰ محرم ۱۳۲۵ھ کو بلدہ واپس ہوئے۔

۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک شاہنواز
خاں فتح یار جنگ منصب دو ہزاری و ایک ہزار سوار و علم
سے سرفرازی ہوئی۔ اور ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ
مبارک خطاب سہام الدولہ شجاع الملک منصب سہ ہزاری
پانصدی و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے منتخر ہوئے۔

آپ کی شادی ۲۹ شعبان ۱۳۱۳ھ کو نواب
فخر الملک ثانی کی بڑی صاحبزادی نواب صفدر
النساء بیگم صاحبہ سے ہوئی جنکے بطن سے چار فرزند
نواب میر وزارت حسین خان بہادر ہیں ایک تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی
صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ جو اس وقت بقید
حیات ہیں (۱) نواب میر کاظم حسین خاں بہادر (۲)
نواب سید محمد جعفر خاں بہادر (۳) نواب میر وزارت
حسین خان بہادر آپ کے ایک داماد نواب میر کاظم علیخاں
بہادر دوم تعلقدار ضلع ورنگل خلف
نواب ابو الحسن خاں المخاطب حسام الدولہ شوکت جنگ بہادر
ہیں۔

آپ جوان قبول صورت۔ وجیہہ۔ متناسب الاعضاء
خوش ترکیب تھے۔ آپ کے چہرہ سے فراست اور امارت
عیاں تھی۔ افسوس کہ آپ عین عالم شباب میں اپنے
ضعیف باپ کو اپنا داغ دے گئے انا للہ وانا
الیہ راجعون۔

نواب میر کمال الدین حسین خاں کمال یار جنگ بہادر

آپ نواب میر اسد علیخاں (خان خانان) مرحوم و مغفور کے خلف الصدق
نواب میر غلام حسین خان فخر الملک اولیٰ مرحوم و مغفور کے
پوتے، نواب میر محمد علیخاں ذوالفقار جنگ مرحوم و مغفور
کے نواسے اور نواب میر سرفراز حسین خاں المخاطب بہ
فخر الملک ثانی مرحوم کے بھتیجے و نیز داماد ہوتے ہیں
آپ عظیم الشان خاندان خان خانی کے چشم و چراغ یادگار
اور وارث صحیح ہیں۔

آپ اس خاندان کے معزز رکن ہیں جس خاندان کے اراکین نے
ملک و مالک کی بہی خواہی کے لئے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے

ولادت و تعلیم و تربیت

آپ کی ولادت باسعادت یوم
شنبہ ۱۲ صفر ۱۳۱۲ھ دو بجے
دن کے نیک ساعت میں واقع ہوئی۔ آپ کے ولادت
کی تاریخ جو کہی گئی تھی وہ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے جو
لطف سے خالی نہیں۔

قطعہ

بفضل رب اکرم خان خانان یافت فرزندی
بحق آل احمد عمر طبعی یافت اولادش
چو فخر العصر بہر سال مولودش بود اشہر
بگو بہر پسر "فخر المعاصر" سال میلادش

۱۳۱۲ھ

بہ عمر پنج سالگی آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ نواب
صاحب مرحوم نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ
فرمائی اولاً بطور خانگی لائق استادوں سے آپ نے گھر پر
اردو۔ فارسی۔ عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی آپ
علوم مشرقی و مغربی میں لیاقت تامہ رکھتے ہیں آپ کی
تحریر و تقریر اردو فارسی اور انگریزی نہایت شستہ اور
دلچسپ ہوتی ہے۔ جس کو سن کر ہر انصاف پسند آپ کے
اعلیٰ درجہ کے لائق ہونیکا مقر ہوسکتا ہے۔ بوجہ ذہانت
آپ کا زمانہ تعلیمی بہت اچھا گزرا۔ الحاصل آپ کی اچھی
قابلیت ہے۔

شکار۔ نیزہ بازی۔ شہسواری اور دیگر مردانہ
کھیلوں میں بھی آپ کو مشق کرائی گئی۔ ان کھیلوں میں آپ
کو خاص دلچسپی ہونیکے علاوہ مہارت تامہ حاصل ہے اور
شاعری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ کمال تخلص فرماتے ہیں

جاگیرات

آپ نے اپنے والد مرحوم و مغفور کے
حین حیات میں اُن کے پیرانہ سالی
کی وجہ سے جائداد و املاک و جاگیرات کے کاروبار خود
دیکھتے تھے۔ اپنے والد مرحوم کے بعد بھی حسب سابق جاگیرات
کی نگرانی فرماتے رہے بالآخر حسب فرمان خسروی مدظلہ
العالی مترشدہ ۵ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ آپ کی وراثت منظور
ہوئی۔ اس موقع پر رعایائے جاگیر نے جشن مسند نشینی منعقد
کرکے آپ کی خوشنودی حاصل کی۔ مولوی میر قاسم علی صاحب
جعفری نے جو قطعات تاریخ اس تقریب کے موقع پر پیش
کئے انھیں ناظرین کرام کے تفنن طبع کی خاطر درج
ذیل کرتے ہیں۔

قطعۂ تاریخ

شدہ چوں جانشین خان خاناں
کمال الدین خاں نواب اعظم
برائے تہنیت از راہ اخلاص
سر تسلیم کردہ جعفری خم
بتقریب ہمایوں و مبارک
شدہ مسند نشین سرکار گفتم
۱۳۵۴ھ

ولہ در سنہ فصلی

باپ کی مسند مبارک ہو بحکم شہریار
شکر خدا ہیں جلوہ گر آج کمال یار جنگ
با دل شاد جعفری مصرع سال فصلی کہہ
ہوگئے وارث پدر آج کمال یار جنگ
۱۳۴۴ ف

چنانچہ آپ کے حسن تدبیر سے جاگیر کے کاروبار نہایت عمدہ پیمانہ پر چل رہے ہیں۔ آپ کے جاگیرات اضلاع سرکار عالی میدک، محبوب نگر، میدک، ورنگل، کریم نگر تعلقات سرکار عالی و گیر پرگی سندی پیٹھ، کلب گوڑ، مدرہ، سلطان آباد میں واقع ہیں۔
آپ کے جاگیر کی آمدنی [illegible] سالانہ ہے۔ اور آبادی (۸۰۶۵۹) ہے جس میں (۵) عدالتیں (۵) جیل (۲۱) مدارس (۷) شفاخانے ہیں۔ آپ کے جاگیر کی آمدنی سنہ ۱۳۴۱ف میں صرف چار لاکھ پچاس ہزار چھ سو پچیس دو آنے چھ پائی کی تھی مگر اب تیس ہزار زیادہ ہوگئی ہے۔ آپ ان جاگیرداروں میں ہیں جنھیں فوجی عدالتی اور کوتوالی وغیرہ کے اختیارات حاصل ہیں۔

جس کسی محفل کو حضرت اقدس و اعلیٰ اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشتے ہیں وہاں آپ ہی کو زیادہ مخاطبت کا شرف حاصل ہوتا ہے آپ اپنے مالک کے سچے جان نثار اور وفادار ہیں۔ ملک و مالک کی بہی خواہی کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے الطاف آپ کے شامل حال ہیں۔ چنانچہ جشن افتتاح سوہن برج آپ کو ہمرکاب باسعادت رہنے کا شرف حاصل رہا اثنائے راہ میں آپ کا سیلون حضرت اقدس اعلیٰ نے اپنے اسپیشل میں بلوا کر آپ کی عزت افزائی فرمائی اور بوقت مراجعت ۳۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ کو اپنی جاگیر موضع مرزا پلی میں ملازمان حضور پرنور بندگان عالی جائے نوشی سے ازراہ مراحم خسروانہ

عزت افزائی فرمائی حسب فرمان خسروی سفر کلکتہ ۱۳۵۵ھ میں آپ ہمرکاب باسعادت رہے جہاں ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر، گورنر بنگال، مہاراجہ ٹیگور کی دعوتوں میں (جو حضرت اقدس و اعلیٰ کے اعزاز میں ترتیب پائی تھیں) آپ بھی شریک رہے اور واپسی پر ہندوستان کے بڑے بڑے اور مشہور و معروف مقامات کی سیر و سیاحت فرمائی۔

خدمات و خطابات

ابتداء میں آپ کی ختم تعلیم کے بعد آپ کے پدر بزرگوار حضرت نواب خان خاناں مرحوم و مغفور نے اپنی جاگیرات کے کام سے واقف کرانا شروع فرمایا اور بعد وقفیت آپ اسٹیٹ کی معتمدی کے ذمہ دارانہ خدمات انجام دیتے رہے جب آپ کے والد مرحوم مطمئن ہوئے تو بندگانعالی سے آپ کو ریاست ابد پائیدار کے کاموں سے واقف کرانے کی نسبت معروضہ کیا جس پر شرف منظوری عطا ہوئی اور آپ نے بحیثیت شریک معتمد عدالت العالیہ۔ مددگار معتمد امور عامہ و منصرم رجسٹریشن و اسٹامپ اس ریاست کے کاموں کو انجام دیا اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد جب اپنی آبائی جاگیرات کی نگہداشت کے فرائض آپ کے ذمہ ہوئے تو اس سلسلہ سے علیحدگی اختیار فرمائی اور فی الوقت اسی میں مشغول ہیں رفاہی کاموں میں جو رعایا اسٹیٹ سے متعلق ہیں آپ کا انہاک رعایا کے مالی مشکلات میں ارتقاعی دلچسپی اپنی آپ مثال ہے رعایا کی آئندہ نسلوں کے فلاح و بہبود کے لئے آپ نے مدارس قائم کئے اور رعایا کی عزیز جانوں کی حفاظت کے لئے اس ذمہ داری کے لحاظ سے جو بہ حیثیت عطا آپ پر عائد کی گئی ہے دواخانہ جات قائم فرمایا ہے اور ہمیشہ رعایا کے پریشانیوں کے معلوم کرنے کے لئے بنفس نفیس مواضعات جاگیری کا دورہ فرمایا کرتے ہیں اور اُن کی مصیبتوں کو رفع کرنے کی سعی فرماتے ہیں۔

۱۳۵۱ھ میں آپ کو سلطان العلوم نے (کمال یار جنگ) کا خطاب بھی عطا فرمایا ہے۔

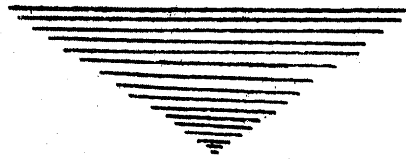
اخلاق حمیدہ

آپ پابند اوضاع امیرانہ، خوش وضع، لئیق و خلیق، ہوشیار، مہذب وجیہہ، جامہ زیب، عالی حوصلہ امیر ہیں شان و شوکت، تزک و احتشام، جمعیت و سپاہ میں اپنے آپ نظیر ہیں۔ آپ میں قابلیت اور انتظام امور سلطنت کا اچھا مادہ ہے۔ آپ بذلہ سنج، سلیم الطبع، سیر چشم، دریادل شریف پرور، کرم گستر، عاقبت اندیش، خوش اعتقاد،

الوالعزم، عالی ہمت امیر ہیں۔ غربا پروری، نجبا نوازی، عدل گستری، رحمدلی، تیز فہمی، مستقل مزاجی اور تدبری میں الولد سر لابیہ کے مصداق اپنے پدر بزرگوار حضرت نواب خانخاناں مرحوم و مغفور کے قدم بہ قدم ہیں آپ کے چہرہ سے علم و ذہانت، بردباری و متانت، تیز فہمی و ذکاوت، مدبری و شجاعت زہد و اتقا اور جوانمردانہ رعب عیاں ہے اگر ہم یہ کہیں کہ آپ کی ذات عالی فرید عصر ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ چونکہ الطاف خسروانہ ہمیشہ سے اس قدیم خاندان پر مبذول حال رہے ہم یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے معزز صاحب

تذکرہ "خانخاناں" اور دیگر معزز اور ممتاز خطابوں سے

بہت جلد مفتخر فرمائے جائیں گے



شجرۂ نسب

نواب میر کاظم علیخاں مرحوم

نواب میر عباس علیخاں مرحوم

- صاحبزادی فخر النساء بیگم صاحبہ مرحومہ
- نواب میر غلام حسین خاں مرحوم فخر الملک اول

نواب میر غلام حسین خاں مرحوم فخر الملک اول:

- محل نواب اختیار الملک سالار جنگ مرحوم
- محل نواب سطوت جنگ مرحوم
- نواب میر اسد علیخاں خانخاناں نظام یار جنگ مرحوم و مغفور
- نواب فخر الملک ثانی مرحوم
- محل نواب امداد جنگ مرحوم

نواب میر اسد علیخاں خانخاناں نظام یار جنگ مرحوم و مغفور:

- نواب شجاع الملک مرحوم و مغفور
- نواب کمال یار جنگ بہادر
- محل نواب مہدی جنگ بہادر
- محل نواب سید مہدی حسین صاحب مرحومہ

نواب شجاع الملک مرحوم و مغفور:

- نواب میر کاظم حسین خاں بہادر
- نواب سید محمد جعفر صاحب بہادر
- نواب میر زیارت حسین خاں بہادر
- محل نواب محمد کاظم علیخاں بہادر

امیر اعظم

نواب غازی جنگ بہادر

آپ حیدرآباد دکن کے ان امرائے عظام سے ہیں جن کی شان و شوکت مسلم ہے اور جنھیں فوجی، عدالتی اور کوتوالی وغیرہ کے اختیارات حاصل ہیں۔ آپ کے خاندانی حالات تفصیل سے آپ کے ابن عم نواب کمان یار جنگ بہادر کے حالات میں درج ہو چکے ہیں۔ یہاں ہم نواب میر سرفراز حسین خاں صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم سے آپ کے تذکرہ کی ابتدا کرتے ہیں۔

نواب میر سرفراز حسین خاں مرحوم

آپ نواب میر غلام حسین خاں فخر الملک حسام الدولہ مرحوم کے خلف اصغر نواب میر عباس علیخاں نظام یار جنگ حسام الدولہ حسام الملک خان خاناں کے پوتے اور نواب میر اسد علی خاں نظام یار جنگ حسام الملک خان خاناں مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ ۱۵ ر محرم الحرام ۱۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اولاً فارسی عربی اور انگریزی کی تکمیل کی۔ بعدزاں قانون اور مالگزاری کے صیغوں میں مہارت بہم پہونچانا شروع فرمایا۔ اور عرصہ قلیل میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۲۹۱ھ میں آپ خطاب خانی و بہادری سے مفتخر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں جب کہ ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب اپنے لئے اختیار فرمایا تو حضرت غفران مکان بطریق مہمانی دہلی تشریف

لیگئے تھے تو آپ بھی ہمرکاب تھے۔ زاں بعد اکثر مواقع
پر حضرت غفراں مکاں کے ہمراہ آپ نے اورنگ آباد
کلکتہ وغیرہ کی سیر کی ۱۲۹۸ھ میں آپ اپنے آبائی جاگیرات
سے متمتع وممتاز ہوئے۔ ۱۳۰۰ھ میں آپ نے ناندگانوں
جاکر ہز اکسلنسی مارکوئس آف ڈفرن آوا کا استقبال فرمایا
اور منجانب حضرت غفراں مکاں اون کے ہمراہ وکالتاً
اورنگ آباد کو گئے جہاں نہایت عمدگی اور ہوشیاری
سے ان کی مہمان داری اور مدارات کا انتظام کیا۔ اور
تمام دلچسپ مقامات مثل غارہائے ایلورا، اجنٹہ اور
قلعہ دولت آباد کی سیر کرائی۔ حضرت غفراں مکاں کی
تخت نشینی کے بعد ۱۳۰۱ھ میں جب کونسل آف اسٹیٹ
کا انعقاد عمل میں آیا تو آپ اوس کے معزز رکن قرار پائے
اسی سال ۱۳۰۱ھ میں معین المہام کوتوالی ہوئے۔ خطاب
صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک اور چار ہزاری منصب
اور تین ہزار سوار سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۰۲ھ میں معین المہامی
کوتوالی وعدالت وامور عامہ کا منصب آپ کو پیشگاہ خسروی
سے سرفراز ہوا۔ ۱۳۱۱ھ میں محکمہ کورٹ آف وارڈز بھی
بطور خاص آپ کے سپرد ہوا۔ اس کے بعد کیبنٹ کونسل
کی رکنیت اور مجلس آئین وقوانین کے صدر ثانی کے
اعزاز آپ کو حاصل ہوئے اور ۱۳۲۱ھ کے دربار دہلی
میں حضرت غفراں مکاں کے ہمراہ تشریف لے گئے

جب حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کا عہد میمنت
مہد شروع ہوا تو بھی آپ کے عزّ و وقار میں فراوانی ہوئی
اور مختلف قسم کے عطیات کے سوا کئی بار حضور پرنور خلد اللہ
ملکہ آپ کے یہاں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ ۸ رجب ۱۳۲۷ھ
تک آپ منصب جلیلہ معین المہامی پر سرفراز رہے۔
اور اس عرصہ میں ہمیشہ اپنے متعلقہ صیغہ جات سے
دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے۔ ملک کے تعلیمی مسائل سے
تو آخر عمر تک آپ کو دلبستگی رہی اور ہمیشہ ملکی مہمات میں
دلچسپی اور حصہ لیتے رہے۔

امرائے حیدرآباد میں آپ سب سے پہلے
امیر تھے۔ جنھوں نے مغربی معاشرت کو اختیار فرمایا
اور اپنا خرقہ کہن اتار کر انگریزی معاشرت اختیار کرکے
سوا خانگی زندگی میں صاحبان انگریز سے رسم و راہ
پیدا کرنے میں پیش قدمی سے کام لیا۔ چنانچہ آپ
کی پیروی حیدرآباد دکن کے اکثر و بیشتر امرا نے کی
ملک کی موجودہ حالت کو نظر کرتے آپ نے
اپنے صاحبزادوں کے لئے مشرقی علوم کے ساتھ

مغربی فنون کی تعلیم بھی جاری فرمائی جہاں مشرقی علوم
کی تعلیم کے لئے مولوی ادیب اور عالم مقرر تھے تو
وہاں مغربی تعلیم کی غرض سے یوروپین مرد اور عورتیں
رکھی گئی تھیں ۔ اور انگریزی طریقہ پر ان کو تعلیم دلوائی
آپنے اپنے صاحبزادوں کو اعلےٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھیجا
جہاں سے سب کے سب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیکے بعد حیدرآباد
آکر ممالک دکن کے اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر ممتاز ہوئے
آپ نے اپنی اولاد کو بصرف زر کثیر یوں اعلےٰ تعلیم دیکر
ملک بھر کے لئے یہ مثال قایم کردی کہ اپنی اولاد کو کس
طرز پر تعلیم دینی چاہئے ۔

آپ کی لیاقت وہوشیاری مسلم اور فراست و
مدبری ، دانائی ضرب المثل تھی آپ کے چہرہ سے جلالت و
امارت شان وشوکت امیرانہ ہویدا تھی ۔ آپ ایک
علم دوست ، ہر دلعزیز ، غربا پرور ، شرفا نواز پابند
وضع قدیم ، بصوم وصلواۃ فیاض سیر چشم دریادل نواب
تھے ۔

شوق

آپ کو نہ صرف کتب بینی کا شوق تھا بلکہ
ورزش جسمانی اور مردانی کھیلوں سے
بھی آپ کو بہت شغف رہا ۔ سب سے پہلے آپ نے
" اسد باغ " جس میں اب نظام کالج قایم ہے اس میں
ایک پولو گروئنڈ تیار کرائی اور آپ ہی کی توجہ سے حیدرآباد
میں اس کھیل کو بہت فروغ حاصل ہوگیا ۔ آپ آخر عمر
تک باوجود کبرسنی کے بلاناغہ ورزش اور گھوڑے کی
سواری کیا کرتے تھے ۔

تعمیرات کا بھی آپ کو شوق تھا ۔ آپ کی تعمیر
کرائی ہوئی عمارتوں میں " ارم منزل " واقع سوماجی گوڑہ
اور ارم نما امیر پیٹھ کافی شہرت رکھتے ہیں اور یہ ہر دو
عمارتیں حیدرآباد میں اپنی آپ نظیر ہیں ۔ ان عمارات
کے دیکھنے سے جو آپ کے تعمیراتی شوق وشغف کا
ایک اعلےٰ نمونہ ہیں آپ کے ایک اعلےٰ آرٹیکلچر ہونے
کا پتہ چل سکتا ہے ۔

شادی اور اولاد

۱۲۹۳ھ میں آپ کا بیاہ منیرالنسا بیگم
صاحبہ مرحومہ صبیہ نواب سعیدالدولہ
مرحوم سے ہوا جن سے آپ کو پانچ صاحبزادے
اور چار صاحبزادیاں ہوئیں ۔ (۱) کیپٹن نواب اکرام
حسین خاں غازی جنگ بہادر (۲) نواب میر مکرم حسین
خاں فخر جنگ مرحوم (۳) نواب میر صفدر حسین خاں
رئیس یار جنگ بہادر (۴) نواب میر دیانت حسین خاں

رئیس جنگ بہادر (۵) نواب میر امانت حسین خاں شاہ نواز جنگ بہادر (۱) محل نواب شجاع الملک مرحوم۔ (۲) محل نواب تراب یار جنگ بہادر (۳) محل نواب کمال یار جنگ بہادر (۴) محل نواب فخر نواز جنگ بہادر۔

رحلت اور مدفن

آپ کی چاہتی بیوی ہمارے معزز صاحب تذکرہ کی حقیقی والدہ (جو ۵۵ سال سے آپ کی رفیقہ حیات تھیں) جن کے اچانک انتقال سے آپ کو دلی صدمہ ہوا جس طرح شاہ جہاں شہنشاہ ہندوستان نے اپنی چہیتی بیوی ممتاز محل کی یادگار میں روضہ تاج بی بی آگرہ میں تعمیر کروایا اسی طرح آپ نے اپنی بیوی کی یادگار میں ایک گراں قدر رقم سے ایرناگٹہ میں ایک شاندار مقبرہ تیار کروایا جس کو حیدرآباد کا ممتاز مقبرہ کہا جاسکتا ہے۔ اس مقبرہ کا جائے وقوع نہایت پرفضا اور دلکش ہے۔ اس مقبرہ کا انتظام آپ کے حین حیات سے ہی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہے مزار کے سرہانے قرآن پڑھنے کے لئے کئی حفاظ مقرر ہیں ہر وقت بمقدار کثیر عود و لوبان نذر آتش کیا جاتا ہے جس کی خوشبو سے اطراف و اکناف کی ساری فضا معطر ہوجاتی ہے۔

اس مقبرہ کی نگرانی ایک داروغہ کے ذمہ ہے اور محافظت کے لئے اسٹیٹ کا باقاعدہ پہرہ متعین ہے جب تک آپ زندہ رہے ہر روز صبح و شام معہ صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے مقبرہ پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ جب بتاریخ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ کو آپ نے رحلت کی تو آپ کو بھی مرحومہ کے پہلو میں حسب وصیت اسی مقبرہ میں دفن کیا گیا اور جو انتظامات اس مقبرہ سے متعلق آپ کے حین حیات میں تھے ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے عہد میں بھی علی حالہ بحال ہیں شہر کے شعراء عظام و سخنوران کرام نے آپ کی وفات حسرت آیات پر قطعات تاریخ کہہ کر اظہار رنج فرمایا اگر ان سب کو یہاں درج کیا جائے تو باعث طوالت ہوگا۔ اس لئے صرف جناب مولوی میر قاسم علی صاحب جعفری اور من مولف کے قطعات پر اکتفا کیا جاتا ہے جو اس صدمہ عظیم کی یادگار میں تاریخی حیثیت رکھتے ہیں

قطعات تاریخ

از جناب مولوی میر قاسم علی صاحب جعفری

شد امروز امیر حیدرآباد ز دنیائے دنی ای وای معدوم

بحذف یک الف آں جعفری سال بگو۔ نواب فخر الملک مرحوم

۱۳۵۳ھ

چارشنبہ ۹؍ جمادی دوم کو وقت صبح
چھپ گیا تاریک بادل میں ارم کا مہ آہ
دو عدد بڑھتے ہیں اے صمصام سال فوت میں
گر کہوں میں آہ فخر الملک والا قدر آہ
۱۳۵۳ھ

ولہ عیسوی

چارشنبہ اور سپٹمبر کی تھی اونیسویں
لی جو صفدر جنگ نے ملک عدم کی راہ آہ
از سر اندوہ ہے صمصام سال عیسوی
کہہ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم آہ آہ
۱۹۳۳ء

نواب غازی جنگ بہادر

آپ نواب میر سرفراز حسین خاں صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم کے خلف اکبر، نواب میر غلام حسین خاں صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک اول مرحوم کے پوتے اور نواب میر اسد علی خاں نظام یار جنگ حسام الملک خان خانان کے بھتیجے اور نواب میر داور علیخاں بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم کے داماد اکبر ہیں۔

آپ بلدہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد مرحوم کے زیر نگرانی اردو، فارسی، اور عربی کی تحصیل فرمائی آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی مرحوم المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ بہادر اور سید حسن رضا صاحب جیسے جید عالم اور فاضل متبحر مقرر تھے۔ زبان ہائے متذکرہ میں آپ نے اچھی قابلیت بہم پہونچائی۔ زاں بعد انگلستان روانہ ہوئے اور ایٹن کالج میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ کو ونڈسر کاسل میں کوئن وکٹوریہ کیساتھ چائے نوشی کا شرف حاصل ہوا اور ایڈورڈ ہفتم سے جو اس زمانہ میں پرنس آف ویلز تھے۔ آپ کا تعارف ہوا۔ آپ نے کئی سال تک ڈیرہ ڈون کے فوجی کالج میں باضابطہ فوجی تربیت حاصل کی اور سرکار عالی کی باضابطہ فوج میں بطور زائد کپتان داخل ہوئے اور ایک عرصہ تک فوجی ملازمت میں رہ کر علحدگی اختیار کی۔

آپ (معزز صاحب تذکرہ) ان امرائے حیدرآباد سے ہیں جو حیدرآباد کے صف اولین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور جن کے آباء واجداد مملکت آصفیہ میں مناصب جلیلہ پر فائز ہو کر حکومت کے دست و بازو رہے ہیں وجاہت، شرافت، سخاوت، امارت، دیانت، امانت

آپ کے خاندان سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے آپکا خاندان
زمانہ حال کے آداب وتہذیب کا اعلےٰ نمونہ شمار کیا
جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس دور کی تہذیب
کی رہنمائی امرائے حیدرآباد میں آپ کے والد مرحوم
نے کی۔ ایسے ماحول میں تربیت پاکر روشن خیالی
اور معاشرتی ترقی آپ کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ آپ
میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔

۶ صہ سے آپ فوجی ملازمت سے علحدگی
اختیار کرکے ہمہ تن اپنے خاندانی علمی مشاغل میں مصروف
ہیں۔ آپ نہایت منکسر المزاج، خوش خلق، مردم شناس
ذی وجاہت، علم دوست، غریب پرور، شرفا نواز
فیاض دل، نواب ہیں۔ اپنے ذاتی اور خاندانی امارت
کے باوجود ادنیٰ و اعلیٰ سے بہ خندہ پیشانی پیش آتے
ہیں۔ حیدرآباد کی سوسائٹی میں اپنے خاندانی وقار
کے موافق آپ کو کافی رسوخ اور یہاں کی تمام جہتی
تحریکات میں آپ کی دلچسپی اور مالی امداد شریک رہی ہے
خاص کر تعلیمی اور حرفتی تحریکات سے آپ کو دلی ہمدردی
ہے۔ حسن اخلاق اور حسن سلوک جو عام طور پر امرائے
حیدرآباد دکن کے جوہر امتیازی ہیں آپ میں بدرجہ اعلیٰ
موجود ہیں۔

۱۳۵۲ھ میں آپ اپنے والد مرحوم کی جملہ
جائداد اور مناصب و اعزازات و جاگیرات سے
سرفراز ہوئے اور اوس وقت سے اپنی جاگیر کے انتظامات
میں مشغول ہیں۔ آپ نے انتظام امور کی قابلیت کا
ورثہ اپنے نامور اجداد سے پایا ہے۔ چنانچہ اپنے
جاگیر کے انتظامات نہایت ہی تدبر اور باحسن وجوہ
انجام دے رہے ہیں۔ اور اپنی قابلیت و انصاف
پسندی سے اپنی رعایا میں ہردلعزیز ہیں۔

آپ کے جاگیرات کے لائق اور قابل معتمد
مولوی مبارز الدین صاحب ہیں جو بہ فرمان حضرت
اقدس و اعلےٰ آپ کے جاگیرات کے انتظامات کے
لئے خاص طور پر مقرر ہوئے ہیں۔ جن کی حسن کارگزاری
سے اسٹیٹ کے انتظامی اور مالی امور میں جان پڑگئی ہے

شادی اور اولاد

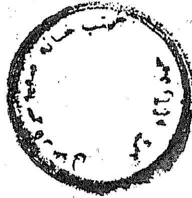
آپ کی شادی میمنت آبادی
نواب میر داور علیخاں بہرام جنگ
بہرام الدولہ مرحوم کی بڑی صاحبزادی نواب
تراب علیخاں مختار الملک سرسالار جنگ اعظم کی نواسی سے
نہایت تزک واحتشام سے ہوئی آپ کو صرف تین صاحبزادیاں

شجرۂ خاندانی

نواب فخر الملک اول مرحوم

نواب فخر الملک ثانی مرحوم

نواب خان خانان مرحوم



نواب کمال یار جنگ بہادر

نواب غازی جنگ بہادر

نواب فخر جنگ مرحوم

نواب رستم جنگ بہادر

نواب رئیس جنگ بہادر

نواب شاہ نواز جنگ بہادر



نواب مہدی جنگ بہادر



نواب شاہ یار الملک اول مرحوم

امیر عظم

نواب مہدی جنگ بہادر

حسب و نسب

اِس رفیع الشان خاندان کا سلسلۂ نسب شاہ خراسان حضرت امام ضامن و ثامن علی موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا سے ملتا ہے. اِس خاندان عالیشان کے اکثر معزز اراکین دولت عالیہ ایران میں اعلیٰ اعلیٰ خدمات اور ممتاز عہدوں پر فائز تھے چنانچہ سید محمد خاں رضوی اِس خاندان کے مورث اعلیٰ عہدۂ وزارت سے سرفراز تھے. جب شاہ عباس صفوی (خلد آشیاں) ایران کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو وزیر سید محمد خاں رضوی نے انتظام مملکت میں بہت ہی جانفشانی کی. شاہ موصوف آپ کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے آپ کے دو فرزند تھے.

خلف اکبر نے والد کے انتقال کے بعد عہدۂ وزارت پر فائز اور خلف دوم سید طاہر خاں نے بمقتضائے وقت ہندوستان کی راہ لی. اور بہ عہد علی عادل شاہ وارد بیجاپور ہوئے. یہاں شاہ بیجاپور نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی اور حکومت ایران اور آپ کے خاندان کا لحاظ کرتے آپ کو دربار میں حاضر باشی کا شرف بخشا اور امرائے کبار میں شامل فرمایا. یہاں پر آپ اسد خاں (لاری) مدارالمہام بیجاپور کی دختر خاتون بیگم سے شادی کی جن کے بطن سے دو لڑکے ہوئے. دربار علی عادل شاہی میں

سید طاہر خاں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ آبائی اعزاز کے سوا لیاقت خداداد سے بہرہ اندوز ہیں۔ آپ کی راہ و رسم اور انتظامی قابلیت نے شاہ کے دل پر اثر کیا۔ آپ کے خسر کے انتقال کے بعد عہدۂ وزارت آپ کے تفویض ہوا جس کو آپ نے نہایت دانشمندی اور ریاست سے انجام دیا آپ کے زمانہ میں قلعہ رائچور کا برج تیار ہوا جو اب تک طاہر خانی برج کے نام سے مشہور ہے جس کے کتبہ کو دیکھنے سے علی عادل شاہ کا عہد اور پورا نام طاہر ہوتا ہے۔

سید طاہر خاں کے انتقال کے بعد فرزند خورد سید محمد خاں (نقدی) نے شہر بیجاپور سے نکل کر وارد کرناٹک اور سعادت اللہ خاں نواب کرناٹک کے پاس ملازم ہوئے جو صوبہ دار سرہ کہلاتے تھے منصب و جاگیرات کے علاوہ فوج ارکاٹ کی افسری آپکے تفویض ہوئی آپ فوج کی تنخواہ ماہواری کے بجائے پندرہ یوم کو تقسیم کیا کرتے تھے اس لئے آپ کے نام کیساتھ نقدی کا لفظ شامل ہے۔ آپ نے فضل علیخاں (شمشیر جنگ قمقام الدولہ) ابن محمد بیگ خان لنگ (نجم ثانی قلعہ دار بگین پلی کی لڑکی امۃ البتول بیگم سے شادی کی (فضل علیخاں کو خواجہ مبارز خاں عماد الملک صوبہ دار حیدرآباد سے قرابت قریبہ بھی تھی) ان کے بطن سے دو لڑکے سید حسین علی خاں و سید اسد علیخاں ہوئے ان کے علاوہ آپ کو اور دو لڑکے سید سعید خاں اور سید حمید خاں بھی تھے جو ادھونی کی جنگ میں مارے گئے۔

غلام علیخاں ابن فضل علی خاں قمقام الدولہ نے جن کا عرف نواب گلو تھا لاولد ہونیکی وجہ سے اپنے بھانجے سید حسین علی خاں کو اپنا وارث و جانشین قرار دیا اور آپ کی شادی اپنی سالی زینت النساء بیگم بنت میر احمد خاں حقیقی ہمشیرہ زادی ہمت خاں رئیس کرنول سے کرائی جن کے بطن سے چار لڑکے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں چنانچہ اب تک ریاست بگین پلی انہیں کی اولاد کے قبضہ میں ہے اور یہ جاگیر و قلعہ داری انھیں سلطنت مغلیہ سے عطا ہوئی تھی۔ جب ۱۱۸۵ھ میں حیدر علیخاں شاہ میسور کڑپہ سے ہوتا ہوا بگین پلی پہنچا اس وقت غلام علی خاں بلا پس و پیش جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے اس لڑائی میں سید حسین علی خاں و سید اسد علی خاں نے نہایت بہادری و جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ آخر کار پچاس ہزار روپیہ تاوان جنگ دے کر صلح کر لی۔

حیدر علی خاں نے ان دونوں بھائیوں کی بہادری و شجاعت دیکھکر خوش ہوا اور بخشی گیری فوج پائیگاہ کے عہدہ سے سرفراز کیا۔ اسد علی خاں چند سال کے بعد بنگین پلی واپس ہوئے مگر حسین علیخاں نے ۱۱۹۶ھ تک حیدر علیخاں اور اس کے فرزند فتح علیخاں (ٹیپو سلطان) کی وفادارانہ خدمت انجام دی۔ جب غلام علی خاں (نواب گلّو) کا انتقال ہوا تو آپ بنگین پلی واپس ہوئے مگر حیدر علیخاں جو آپ کی فوجی قابلیت کا گرویدہ تھا اپنے پاس انھیں بنگین پلی سے بلا بھیجا تا زندگی واپس جانے نہ دیا۔ آپ میسور کی دوسری جنگ میں بھی شریک تھے ۱۱۹۷ھ میں جنرل کیمبل کو قلعہ تبدر کوٹریال پر شکست فاش دیکر تین ہزار دیسی اور ایک ہزار ولایتی (گوری) سپاہیوں کو اسباب جنگ کے ساتھ گرفتار کیا۔ ۱۱۹۸ھ کے اوائل میں زمیندار ان کوڑک موٹی ناڑ و ننکاناڑ منحرف ہوگئے تھے تو حسین علی خاں کو ٹیپو سلطان نے اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ آپ نے ساٹھ ہزار مرد و زن، و اطفال کو اسیر فرمایا۔ ان لڑائیوں کے آپ نے اکثر مہم کو سر فرما کر مظفر و منصور ہوتے رہے۔ جب آپ کی صحت خراب ہونے لگی تو باجازت سلطان میسور (ٹیپو) بنگین پلی روانہ ہوئے راستہ میں بمقام تاڑپتری آپ نے انتقال فرمایا۔ اس خبر کو سن کر ٹیپو سلطان کو بیحد صدمہ ہوا اور عم کے بھائی سید اسد علی خاں کو لکھا کہ سید حسین علیخاں کے چار لڑکوں کو میسور بھیجدیں مگر سید اسد علیخاں نے خود میسور جاکر اپنے بھائی کی خدمت کا جائزہ حاصل فرمایا۔ چند روز کے بعد ٹیپو سلطان سے لفظی تکرار ہونے پر بنگین پلی واپس ہوئے۔ اس کو ٹیپو سلطان استحقار و استخفاف پر محمول کرکے برافروختہ ہوا، اور قلعہ بنگین پلی پر فوج کشی کی، اسد علیخاں نے چار و ناچار اپنے چاروں بھتیجوں (۱) غلام علی خاں (دل بہادر جنگ منصور الدولہ) (۲) فتح علیخاں (۳) احمد علی خاں (۴) سید مصطفیٰ علیخاں (شاہ یار جنگ، شاہ یار الدولہ) شاہ یار الملک) کو ہمراہ لیکر وارد حیدرآباد (دکن) ہوئے اس وقت مسند آرائے سلطنت نواب میر نظام علیخاں آصفجاہ ثانی (غفران مآب) اور مدار المہام ارسطو جاہ تھے، بحکم غفران مآب اعظم الامرا نواب ارسطو جاہ نے آپ کی پیشوائی کے لیئے اپنے برادر ہم جدی نور الامرا کو ایک منزل آگے روانہ فرمایا۔ اور خود شہر کے دروازہ پر آپکا خیر مقدم کیا۔ اس کے دوسرے ہی روز آپ کے بھتیجے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہوگئے میر اسد علیخاں

کو "بے بدل جنگ" کے خطاب و منصب سہ ہزاری و سہ ہزار سوار اور مقرب بارگاہ ہمایونی کی عزت بخشی۔ آپ کے قیام فرمانے کے لئے کالی کمان کی حویلی عنایت ہوئی جس میں آج کل نواب تلاوت جنگ بہادر مقیم ہیں۔

نواب میر اسد علیخاں مرحوم مظفر جنگ

آپ کو ۱۱۹۹ھ میں بتقریب جشن عید الفطر سرپیچ و جیغہ مرصع۔ ۱۲۰۲ھ میں منصب چار ہزاری، چار ہزار سوار اصل میں اضافہ ہو کر (تاج الدولہ) کا خطاب عنایت ہوا ۱۲۰۳ھ میں آپ کے خطاب کے ساتھ گوہر تاج دودمان اجلال تاج الدولہ لکھے گئے۔ اور کنٹھہ مرارید کبھی سرفراز ہوا ۱۲۰۴ھ میں قطب الدین ٹیپو سلطان کا ایلچی اپنی سرحد میں پہنچکر جب اپنے قول و قرار سے منحرف ہو گیا تو غفراں مآب نے اسد علی خاں تاج الدولہ کو حکم فرمایا کہ "اپنا موروثی قلعہ بگین پلی جاکر فتح کر لو" جس پر ٹیپو سلطان نے ناجائز قبضہ جما دیا تھا" بربنا ارشاد غفران مآب آپ وہاں جاکر قبضہ کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ادھر قطب الدین خاں بھی ٹیپو سلطان کے حکم سے دس ہزار پیادے، دو ہزار سوار، چند توپیں اور کئی چھکڑے لیکر گتی سے بگین پلی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا اور بمقام تڑپلی لڑائی واقع ہوئی قطب الدین شکست کھا کر بھاگ گیا اس کے لشکر کا تمام سامان اور توپیں لوٹی گئیں۔ اس جنگ میں آپ زخمی ہوئے۔ اور آپ کا ایک بھتیجا سولہ ۱۶ سالہ فتح علی خاں مارا گیا۔ فتح کی عرضی اور لوٹ آئی ہوئی توپیں حضور میں پیش کیں۔ خواجہ محمد حیات خاں نے اس فتح کا مادۂ تاریخ لکھا ہے۔

"کوکب قطب را شکست اسد"
۱۲۰۵ھ

غفراں مآب نے اس جنگ سے مظفر و منصور واپس ہونیکے بعد آپ کے نام بگین پلی کی قلعہ داری بحال فرمائی اور آپ کے فرزند رضا علیخاں کو "بہادر دل جنگ" اور آپ کے بھتیجے سید غلام علی خاں کو "دل بہادر جنگ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

لارڈ کارنواس ۱۲۰۵ھ میں سری رنگ پٹن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوتے وقت غفراں مآب نے بھی حسب معاہدہ دس ہزار فوج مظفر الملک و اجبہ تہور جنگ کی سرکردگی میں لارڈ صاحب کی مدد کے لئے روانہ فرمایا جب انگریزوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے تو ان دونوں نے اس عمدگی سے حملہ آوری کی کہ فوج مخالف جو "اسد الہی" کے نام سے موسوم تھی پسپا ہو کر

ہتیار ڈالدی اور ٹیپو سلطان کفِ افسوس ملتا ہوا لال باغ کی طرف چلا گیا۔ لارڈ صاحب نے خوش ہوکر اس فتح کی اطلاع غفراں مآب کو دی یہ فتح تواریخ میں "اسلام" کے نام سے مشہور ہے

۲۸ ربیع الثانی ۱۲۰۶؁ھ میں نواب اکبر علیخان سکندر جاہ آصفجاہ ثالث (مغفرت منزل) نے قلعہ کورم کنڈہ و دیگر قلعہ جات درمیان سری رنگ پٹن کی تسخیر کے لئے مظفر الملک کو مقرر فرمایا۔ آپ نے ۲ جمادی الاول تک تمام قلعہ جات کو مسخر کرتے ہوئے سری رنگ پٹن روانہ ہوئے اور میسور کی تیسری جنگ میں شریک ہوگئے صلح کے بعد جو ملک سرکار آصفیہ کے حصہ میں آیا اس میں سے کرٹپہ آپ کو عطا ہوا جس کا محاصل کئی لاکھ روپے تھا نیز آپ نے مرہٹوں سے مقابلہ کرکے انھیں شکستِ فاش دی۔ اس لڑائی میں آپ کے دو بھتیجے بھی ساتھ تھے غفراں مآب اس کامیابی سے بہت خوش ہوکر رومال اور فوجی تاش کا نشان جو میدان جنگ میں ہاتھ آیا تھا آپ کو اور آپ کے بھتیجوں کو بخشا۔ یہ اس خاندانِ عالیشان کا اعزازی نشانہ ہے جو اب تک اس خاندان میں محفوظ ہے۔

۸ شعبان ۱۲۰۹؁ھ میں آپ نے بمقام کھرڈلہ ساٹھ ہزار فوج کیساتھ منفقلہ پر مرہٹوں سے مقابلہ کرکے سینکڑوں کو قتل کیا اور اس لڑائی میں وہ داد مردانگی دی کہ دکن کے تمام تواریخ آپ کی تعریف میں بالاتفاق رطب اللسان ہیں۔ رہبر دکن کے سالنامہ ۱۳۵۲؁ھ میں تاریخ گلزار آصفیہ (۱۶۰-۱۸۴) کا خلاصہ بدیں الفاظ ہوا ہے۔

"بعض جان نثاروں نے اس جنگ میں"
"انتہائی جوانمردی کا ثبوت دیا اس میں روشن"
"خاں" مظفر الملک اور منصور الدولہ کے نام"
"اکثر آتے ہیں جو سلطنت آصفیہ کے بڑے"
"امرا میں سے تھے جن کو دکن کی تاریخ کبھی فراموش"
"نہیں کرسکتی۔ ان جانباز سپاہیوں نے مرہٹوں"
"کو بار بار شکست دیکر پرچم آصفی کی حفاظت کی"
"جس وقت پرچم مرہٹوں کے ہاتھ میں چلا گیا تو"
"ان لوگوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر"
"انتہائی عرق ریزی کیساتھ اس کو حاصل کیا"
"اور حضوری میں بار بار عرض کروایا، اگر"
"وقت پر کمک سے امداد فرمائی جاتی تو فتح"

ہمارے ہاتھ ہے مگر غفراں مآب کے تاکیدی"
"احکام کے باوجود بیوفاؤں نے کمک پہنچانے"
"سے چشم پوشی کی"

گو اس جنگ میں ناکامیابی ہوئی اس پر بھی (غفراں مآب) نے لاکھوں روپے کے جواہرات مظفر الملک کو اور آپ کے بھتیجے منصور الدولہ کو مرحمت فرمائے۔ اس نامی الذکر کو جن کا ہاتھ اس جنگ میں ناقص ہوگیا غفراں مآب قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ:-

"اس ہاتھ کی جھنکار اب تک میرے کانوں میں بھر رہی ہے"

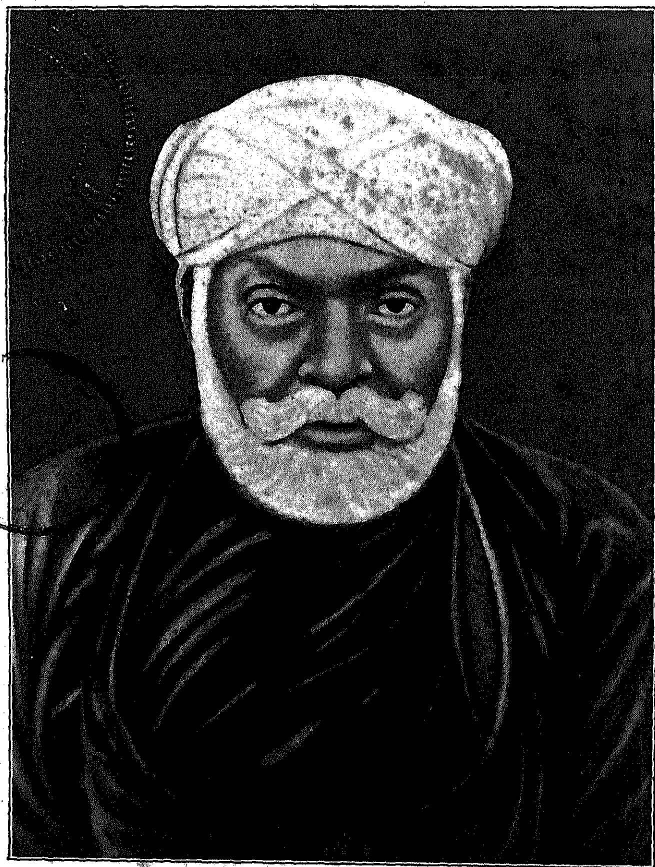
۱۲۱۱ھ میں اعظم الامرا (ارسطو جاہ) نے پونے سے عرضی لکھ کر فوج طلب کی تو غفراں مآب نے ساٹھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ مظفر الملک اور گھانسی میاں کو روانہ فرمایا۔ مظفر الملک کی جاگیر (کڑپہ) میر ابوالقاسم (میر عالم) کے وزارت کے زمانہ میں بلا معاوضہ حوالہ سرکار عظمت مدار کردیگئی۔ آپ نے ۱۲۲۰ھ میں بمقام بگین پلی انتقال فرمایا۔ غلام علیخاں (منصور الدولہ، دل بہادر جنگ) اپنے چچا اسد علی خاں (مظفر الملک) کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک حیدرآباد رہ کر بگین پلی واپس ہوگئے۔

نواب غلام علی خاں منصور الدولہ کے سلسلہ میں نواب میر فضل علیخاں بہادر موجودہ رئیس بگین پلی ہیں اور اونکے دوسرے صاحبزادے کرار جنگ منصور الدولہ ثانی تھے جن کی اولاد تا حال مناصب و جاگیر آبائی سے سرفراز ہے۔

سید مصطفیٰ علیخاں مرحوم شاہ یار الملک اول

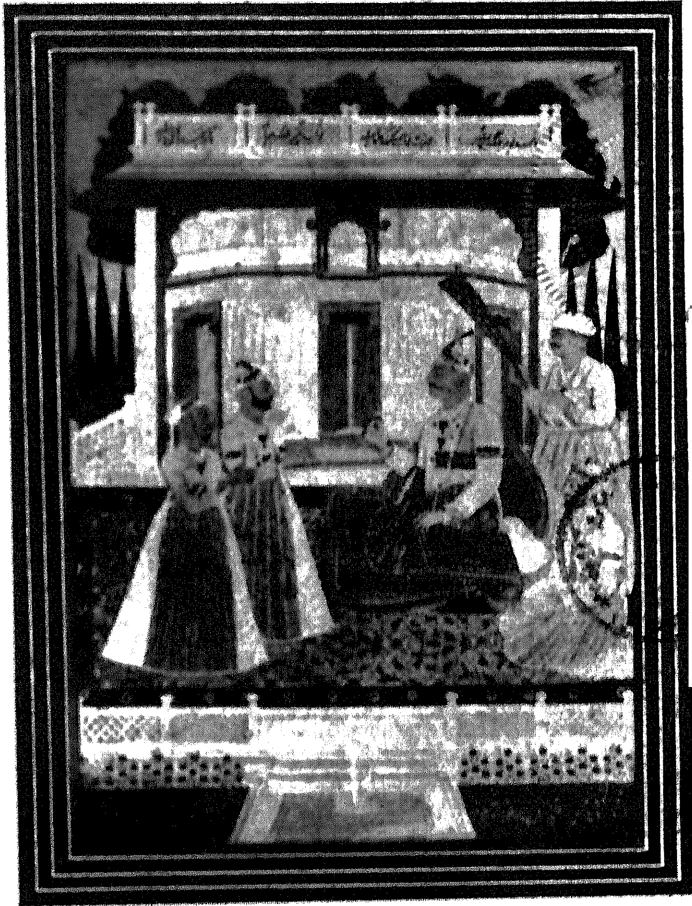
آپ اپنے چچا سید اسد علیخاں (مظفر الملک) کے ہمراہ نہایت کمسنی میں حیدرآباد آئے جنگ مرہٹہ و دیگر کارزار میں چچا کے ساتھ رہ کر نام آور ہوئے چنانچہ ۱۲۱۲ھ میں حضرت غفراں مآب نے لاکھوں روپے کے تعلقات مثلاً الپور۔ اوسا۔ اڑکی۔ اور اوشاہ جہانی۔ پدہ ہل، تانڈور اور چیتاپور وغیرہ بذریعہ سند آپ کو عطا فرمائے اور آپ جمعیت سواراں و پلٹن وغیرہ سے بھی مفتخر تھے

۱۲۱۴ھ میں نواب میر اکبر علیخاں سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (مغفرت منزل) کی شادی کے بعد آپکی شادی ارسطو جاہ مدار المہام کے فرزند سیف الملک مالی میاں کی دختر خرد امۃ السلام بیگم سے بہت ہی



نواب شاہ یار الملک ثانی مرحوم

دربار نواب سکندر جاہ (آصف جاہ ثالث) مغفرت منزل کا ایک منظر



مدارالمہام وقت نواب منیر الملک مرحوم اور راجہ چندولعل آنجہانی پیشکار ایستادہ ہیں نواب اسد نواز جنگ مرحوم مورچل برداری کی عزت حاصل کر رہے ہیں۔ اور نواب سید مصطفی علیخان شاہ یار الملک اول (نواب مہدی جنگ بہادر کے جد اعلی) حضرت مغفرت کے بائیں جانب نشستہ ہیں۔ اس سے خاندان نواب مہدی جنگ بہادر کی عظمت و وقار کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے [صمصام شیرازی]

دھوم دھام سے ہوئی جس کی تعریف آنریبل رزیڈنٹ
فریزر نے اپنی مصنفہ کتاب "دی نظام فیتھ فل الائی"
"THE NIZAM FAITHFUL ALLY" میں کی ہے آپ بعہد غفران
مآب منصب پنجہزاری پانچہزار سوار علم، نقارہ پالکی جھالردار
اور خطاب شاہ یار الملک سے سرفراز ہوئے۔ آپ
مغفرت منزل کے ہم زلف تھے آپ کو مصاحبت عماری
میں خواصی نشینی کا شرف اور دربار خاص و عام میں اعلیٰ ترین
اعزاز حاصل رہے جو تصویر سے ظاہر ہیں جس میں مدارالمہام
وقت وپیشکار استادہ اور آپ نشستہ ہیں اور آپ
خاص القاب سے مخاطب فرمائے جاتے تھے عکس
فرمان شاہی سے جو بوقت انتقال میر ابوالقاسم (میر عالم)
آپ کو عنایت ہوا ہے ظاہر ہے۔ یہ بات قابل ذکر
ہے کہ تمام رزیڈنٹ آپ کی خاص طور سے عزت کرتے
تھے، چنانچہ نیر الملک کے مقدمہ میں آنریبل رزیڈنٹ
مارٹن نے کہا کہ "گورنمنٹ نے خاص طور سے رزیڈنٹوں
کو اس بات کی تاکید کی اور اختیار دیا ہے کہ خاندان ارسطو
جاہ کی تائید کریں چونکہ اس خاندان کی ایک فرد شاہ یار الملک
بھی ہے۔ اس لئے ہم نے جو امداد انکی کی ہے اُن
ہدایات کے مطابق ہے (تاریخ مصنفہ ہنری جارج)

— آپ کو امتہ السلام بیگم دختر مالی میاں (سیف الملک)
کے بطن سے پانچ اولادیں ہوئیں تین ۳ لڑکیاں اور دو ۲
لڑکے۔ فرزند اول سید رونق علیخاں مرحوم (شاہ یار الملک
ثانی) فرزند دوم سید عباس علیخاں مرحوم۔

سید رونق علیخاں (شاہ یار الملک ثانی) کی
تسمیہ خوانی آپ (شاہ یار الملک اول) نے بڑی دھوم
دھام سے کی تھی جس میں مغفرت منزل مع محلات مبارک
رونق افروز ہو کر عزت افزائی فرمائی اور مسند و بیش بہا
جواہرات سے مفتخر فرمایا ۱۲۴۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا

سید رونق علیخاں عرف شاہ یار الملک ثانی

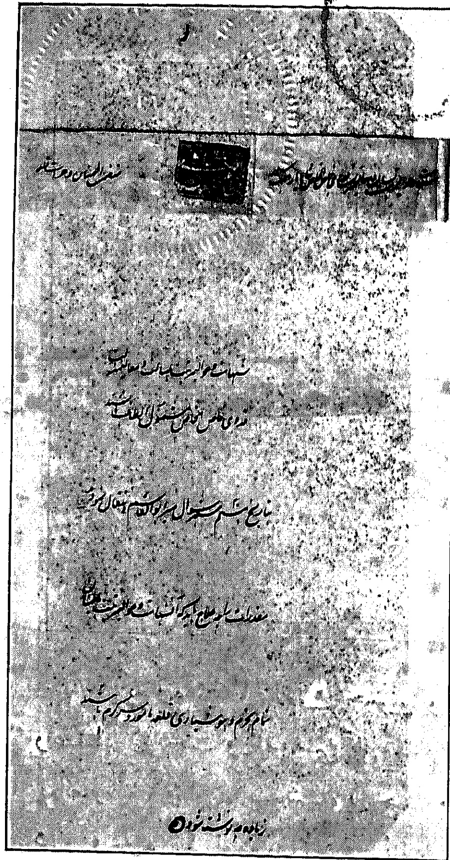
آپ اپنے والد سید
مصطفیٰ علیخاں شاہ یار الملک (اول) کے انتقال کے
بعد تمام اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز اور جاگیرات
موروثی سے سرفراز ہوئے نواب میر فرخندہ علیخاں
آصف جاہ رابع ناصر الدولہ (غفران منزل) کی پیشگاہ سے
آپ کو شاہ یار الدولہ اور شاہ یار الملک (ثانی) کے
خطابات ملے اور منصب چارہزاری چارہزار سوار علم
نقارہ سے سرفرازی ہوئی۔ جب غفران منزل کے
عہد میں وزارت خالی ہوئی اور دیوانی کا کام معطل تھا

توصاحب عالیشان بہادر کو اس بات کا شدید تقاضا ہوا، اور تمام ارکان دولت میں سے سید رونق علیخاں (شاہ یار الملک ثانی) ظفر الدولہ سیف جنگ، علی یار الدولہ کے نام منتخب فرمائے۔ آپ کے تعلقات الپور، ادسا اور اڑگی کے علاوہ اکثر علاقہ جات جو ملک دوآبہ اور عثمان آباد میں تھے، جس وقت یہ علاقہ انگریزوں کے تفویض ہوا تو متذکرہ جاگیرات بلا معاوضہ شریک کردیئے گئے، آپ کی شادی دختر نواب بے نظیر جنگ (اول) مرحوم سے ہوئی۔ آپ کو ایک صاحبزادی محل نواب مشیر الملک مرحوم اور دو صاحبزادے (۱) نواب سید مہدی علی خاں بہادر شمشیر جنگ اولی (۲) نواب سید حسین علیخاں بہادر امداد جنگ تھے بعد انتقال جاگیرات آپ کے بھتیجے نواب عسکر جنگ مرحوم اور دونوں فرزندوں نواب شمشیر جنگ اولی مرحوم اور نواب امداد جنگ مرحوم میں تقسیم ہوئیں۔

نواب سید مہدی علیخاں مرحوم شمشیر جنگ اول

آپ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد جملہ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز ہوئے اور ذاتی لیاقت و ہر دلعزیزی سے ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے۔ آپ کو خطاب جنگی بعہد نواب میر تہنیت علیخاں فتح جنگ نظام الملک افضل الدولہ آصفجاہ خامس (مغفرت مکاں) سرفراز ہوا۔ آپ ایک بہترین منتظم اور زبردست مدبر تھے نواب میر محبوب علی خاں فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ سادس (غفراں مکاں) کے ابتدائی زمانہ میں نشست کے لئے جب امرائے پائیگاہ کا تقرر ہوا تو آپ اور آپ کے چچازاد بھائی نواب عسکر جنگ مرحوم بھی محتشم الدولہ مرحوم و بشیر الدولہ مرحوم کیساتھ نوبت بہ نوبت حاضر قصر شاہی ہوا کرتے تھے۔

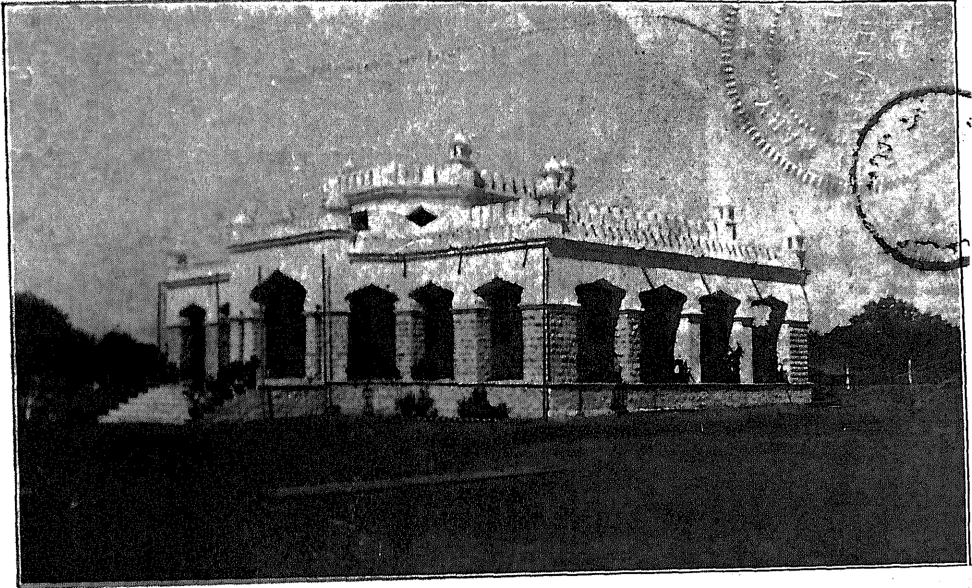
۱۲۸۶ھ میں انتظام امور سلطنت حیدرآباد چار صدر المہاموں کے سپرد ہوا تو آپ بھی صدر المہام کوتوالی بنائے گئے۔ آپ نے مدتوں مختار الملک مرحوم کے حسب دلخواہ صدر المہامی کا کام انجام دیا۔ نواب مختار الملک مرحوم (سر سالار جنگ اولی) ہمیشہ آپکے حسن کارگزاری کے مداح تھے اور نواب صاحب معزز کو آپ پر پورا اعتماد اور اطمینان تھا۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم نے ونڈسر کیسل میں شاہی ڈنر کے موقع پر حیدرآباد کے انتظام سلطنت کے متعلق جو اسپیچ دی تھی وہ حسب ذیل ہے



عکس فرمان شاهي 

یه عکس اس فرمان شاهی کا هے جو بوقت انتقال میر ابو القاسم میر عالم مرحوم نواب سید مصطفی علیخان شاه یار الملک اول (نواب مہدی جنگ بہادر کے جد اعلی) کو عنایت هوا تها جس سے ظاهر هے که آپ خاص القاب مثل شهامت و عوالیمرتبت بسالت و معالیمنزلت فدوی خاص الخاص سے مخاطب فرمائے جاتے تهے - اس خاندان والا دودمان کو جو عزو وقار اور تقرب منزلت شاهان آصفیه کی پیشگاه میں حاصل تها اس کا اس عکس شاهی سے بخوبی پته چل سکتا هے [صمصام شیرازی]

شفاخانہ تانڈور



یہ وہ شفاخانہ ہے جسے نواب مہدی جنگ بہادر نے بصرف زر کثیر اپنی عزیز رعایا کی صحت و تندرستی کو مقدم جانکر بمقام تانڈور تعمیر فرمایا اسی نمونہ مگر بڑے پیمانہ پر اپنے والد نواب شاہ یار جنگ مرحوم کی یاد میں مدرسہ تعمیر فرما رہے ہیں نیز دفاتر وغیرہ کے تعمیر کی اسکیم آئندہ کے لئے زیر غور ہے۔ اس تصویر سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہمارے صاحب تذکرہ (نواب مہدی جنگ بہادر) کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی اور ان کے آرام و آسایش کا کس قدر خیال ہے۔ [صمصام شیرازی]

" چند نوجوان امرائے حیدرآباد دکن نے "
" نہایت محنت سے حیدرآباد کا کام کیا ہے "
" اور ان سے ہم کو بہت کچھ مدد ملی ہے یہ حضرات "
" مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہیں ان "
" میں سے (۱) امیر کبیر کے بھتیجے نواب بشیر الدولہ "
" (مرحوم) (۲) میرے بھانجے نواب مکرم الدولہ "
" (مرحوم) (۳) نواب شمشیر جنگ اول مرحوم "
" اور (۴) نواب شہاب جنگ مرحوم ہیں "

سنہ ۱۲۹۲ھ میں شہزادہ پرنس آف ویلز کے استقبال کے لئے اعلحضرت معہ مدارالمہام (مختار الملک سر سالار جنگ اول) و صدرالمہام کوتوالی صدرالمہام متفرقات وغیرہ بمبئی تشریف لے گئے۔

آپ سنہ ۱۲۹۳ھ کو دہلی دربار میں اعلحضرت غفران مکانؒ کے ہمراہ رکاب تشریف لے گئے تھے سنہ ۱۳۰۱ھ میں سر سالار جنگ اول کے انتقال کے بعد جب کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد ہوا تو خود غفران مکانؒ اس کے میر مجلس بنے اور آپ اُس کے رکن مقرر ہوئے۔ انعقادی اجلاس میں حضرت غفران مکانؒ کے ارشاد کے بعد آپنے غفران مکانؒ سے اجازت طلب کی کہ کچھ عرض کریں بعد حصول اجازت آپ نے ذیل کے فقرات کو ادا فرمایا۔

" آج بڑا مبارک دن ہے، آج وہ دن ہے "
" کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت "
" اعلحضرت اقدس و اعلیٰ کو خدائے پاک نے "
" ہمارا حاکم و سردار کر کے ہمارے سروں پر "
" ان کا سایہ ڈالا ہے، اب ہمارے جوہر کھلیں گے "
" اور ہماری قدردانی ہوگی "

اس تقریر کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ آپ نے (۱۶) سال تک صدرالمہامی کوتوالی کی خدمت کو نہایت حسن انتظام اور نیک نامی سے انجام دیا ہے کہ جیطۂ تحریر سے باہر ہے اور تین سال تک کونسل آف اسیٹٹ کی رکنیت پر فائز تھے۔ ۱۶ محرم سنہ ۱۳۰۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، جریدہ اعلامیہ سرکار عالی میں آپ کے انتقال پر اظہار تاسف کیا گیا۔

آپ کی شادی مظفر الملک کی پڑپوتی امتہ العبتول بیگم عرف بیگم سے بیگن پلی میں ہوئی ان کے بطن سے تین لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔

(۱) امتہ السلام بیگم صاحبہ (۲) امتہ الحسینی بیگم صاحبہ

(۳) امتہ المحمدی بیگم صاحبہ (۴) نواب سید عبد العلیخاں مرحوم (شاہ یار جنگ ثالث) ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے والد بزرگوار (۵) نواب سید علی محمد خاں المخاطب بہ (شمشیر جنگ ثانی) مرحوم

(۱) امتہ السلام بیگم صاحبہ نواب سید مرتضیٰ علی خاں برادر خورد نواب سید فتح علی خاں مرحوم (سابق والئی ریاست بنگن پلی سے بیاہی گئیں۔

(۲) امتہ الحسینی بیگم صاحبہ مرحومہ نواب سید مرزا علیخاں مرحوم (سہراب جنگ) نبیرہ نواب سید مصطفیٰ علیخاں مرحوم (عسکر جنگ آفتاب الدولہ مشیر الملک) سے بیاہی گئیں۔

(۳) امتہ المحمدی بیگم صاحبہ نواب محمد ابو الحسن خاں نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر نبیرۂ نواب بینظیر جنگ مرحوم سے بیاہی گئیں۔

نواب میر حسین علیخاں مرحوم امداد جنگ

آپ نواب سید رونق علیخاں مرحوم (شاہ یار الملک ثانی) کے خلف اصغر اور نواب سید مصطفیٰ علی خاں مرحوم (شاہ یار الملک اول) کے پوتے تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے بعد مناصب و اعزاز آبائی و جاگیرات و املاک موروثی سے مفتخر ہوئے۔ آپ کو اکثر علوم میں اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ اپنے آباو اجداد کے قدیم طرز پر چلتے تھے، شرع اور صوم و صلواۃ کے پابند تھے، غریبوں کیساتھ آپ کا سلوک نہایت قابل تعریف تھا۔ اب بھی ہر محفل میں آپ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ اکثر سادات و علماء کو یومیہ جاری فرماکر انکی پرورش کرتے تھے، متعدد بارگاہوں کے عود و گل کے لئے آپ نے بہ نذر عقیدت یومیہ جاری فرمایا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آپ نے لاولد اس دار فانی سے عالم بقا کو کوچ فرمایا۔ جس کی وجہ سے آپ کے جملہ جاگیرات شریک خالصہ کر لئے گئے جو ہر حال میں نواب شاہ یار جنگ مرحوم کو حقیقی برادر زادہ ہونے کی وجہ سے ملنا چاہیئے تھا اور جن کو آپ نے اپنی عین حیات خود کا جانشین اور وارث مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت ان جاگیرات کا محاصل تخمیناً (ــــ ۳ ــــ) ہے اور آپ کے تمام عطیات و اجرائیات اہل علم و کمال اور دیگر یومیہ جات بھی مسدود کر دیئے گئے۔

نواب سید عبد العلی خاں مرحوم شاہ یار جنگ ثالث

آپ نواب

میر مہدی علیخاں مرحوم (شمشیر جنگ اول) کے بعد جملہ
اعزاز و مناصب آبائی سے مفتخر ہو کر اپنے چچا نواب
میر حسین علیخاں مرحوم (امداد جنگ) کے زیر ہدایات
جاگیر کا انتظام فرماتے تھے آپ کو انتظامی امور میں کافی
مہارت حاصل تھی۔ اکثر آپ پر نوازش غفراں مکاں رح
مبذول رہی۔ حضرت غفراں مکاں رح نے براحم خسروانہ
آپ کے مکان پر جلوہ افروز ہو کر عزت بخشی اور جشن سلور
جوبلی کے موقع پر "شاہ یار جنگ" کے خطاب سے مفتخر
فرمایا۔ آپ زیارت مقامات مقدسہ عراق عرب سے
مشرف ہوئے اور اس پاک سرزمین پر ایک عرصہ دراز
تک آپ کا قیام رہا۔ عراق عرب اور ہندوستان کے
اکثر مقامات کے علاوہ دو مرتبہ آپ نے سفر یورپ
فرمایا۔ دوران سیاحت میں ہر ملک کی صنعت گاہوں
کو آپ نے ملاحظہ فرمایا وہاں کے فنون سے آپ کو
ایک قسم کی دلچسپی تھی چنانچہ آپ کو صنعت کا بیحد شوق
ہو گیا اور آپ کا یہ شوق ہمیشہ مفید نتیجہ کا متلاشی رہا۔
آخر آپ نے یورپ سے واپس ہونے کے بعد ایک ورکشاپ
قائم فرمایا جو "صنعت ہند" کے نام سے موسوم اور
اب تک قائم ہے۔ اور جو دارالضرب سرکار عالی سے
کئی سال پیشتر کا قائم شدہ ہے، اس کارخانہ میں مولڈنگ
آہنگری، نجاری، مشنری اور ٹرننگ کا کام نہایت اعلیٰ
پیمانے پر ہوتا ہے۔ مرحوم نواب شاہ یار جنگ کی یادگار
درحقیقت اس قابل تھی کہ امرائے عظام ریاست [illegible]
آپ کی تقلید کرتے اور صنعتی اداروں کے قیام کا بیڑا اٹھاتے
جیسے آج ہمارے شہر کی ایک جماعت جو باوجود جوانی
علمی لیاقت، صحت و قوت کے بے روزگاری اور
بے سرمایگی پیشہ گداگری اختیار کی ہوئی ہے اور جس میں
ہماری قوم کے شریف الخاندان افراد خاص کر دکھائی
دیتے ہیں کارخانوں کے قیام سے ممکن تھا کہ وہ پیشہ
گداگری کو ترک کر کے محنت و مشقت اور جائز طور سے
روزی بہم پہنچانے کی طرف مائل ہوتے، اس سے نہ صرف
ملکی صنعت و حرفت کو ترقی ہوتی بلکہ ایک جماعت کی
جان جو فکر معیشت میں جان بلب اور مضطرب تھی پریشانی
سے نجات پاتی۔ گورنمنٹ عالیہ آصفیہ اپنی عزیز ترین
رعایا کی بہبودی و آسائش اور آرام کے لئے اب تک ہزارہا
اس قسم کی اسکیمیں پاس کر چکی ہے اور آئندہ بھی اسی
طرح کریگی مگر یہ قابل غور ہے کہ خزانہ سرکاری کہاں تک
ایسے بار کا متحمل ہو سکتا ہے۔ جب تک ہمارے ملک کے

امرائے عظام اور قوم کے معزز و ممتاز افراد جن کی مالی و ملکی حیثیت پٹیالہ، ڈھول پور، دتیا، محمود آباد، خیرپور اور نابھہ وغیرہ کی ریاست سے کہیں زیادہ ہے اس کار ضروری کی جانب اپنی خاص توجہ مبذول فرمائیں ہمیں یقین کامل ہے کہ انکی ایک معمولی توجہ سے متعدد فرم اور کارخانے قائم ہو سکتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہزارہا بے روزگار غریب و محتاج کام سے لگ جاتے اور ایک جائز ذریعہ سے ان کی پرورش ہو جاتی جیسا کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ابنائے وطن نے اس کارخانہ سے ہنر سیکھ کر اپنا ذریعہ معاش پیدا کیا ہے اور اس مفاد کے مدنظر برسوں کارخانہ کا بار خزانہ جاگیر پر پڑتا رہا ہمیں یقین کامل ہے کہ اب بھی ہماری قوم کے سرآوردہ حضرات ہماری اس ناچیز گزارش کو پسند فرما کر ہماری اس تحریک کو کامیاب بنانیکی جانب توجہ فرمائینگے۔

ازدواج و اولاد

آپ کی شادی بماہ ذوالحجہ الحرام ۱۳۰۵ھ نواب فتح علی خاں مرحوم والی ریاست بنگن پلی کی صاحبزادی سے نہایت تزک و احتشام سے ہوئی۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے (۱) ہمارے معزز صاحب تذکرہ نواب میر مہدی علیخاں بہادر مہدی جنگ اور (۲) نواب سید ہادی علیخاں بہادر، اور دو صاحبزادیاں (۱) بڑی صاحبزادی صاحبہ محل نواب سید زوار علیخاں بہادر جو نواب منصور الدولہ مرحوم کی اولاد سے ہیں اور (۲) چھوٹی صاحبزادی صاحبہ محل نواب محمد سلطان علیخاں بہادر نبیرہ نواب نور الامرا ہیں جن کو ایک صاحبزادہ ہفت سالہ موجود و زیر تعلیم ہے

انتقال پرملال

بتاریخ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ یوم چہارشنبہ چند ہفتوں کی علالت کے بعد بمقام شاہ یار گڈھ واقع کوہ مولا علی داعی اجل کو لبیک کہا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ

آپ نہایت خوش وضع، وجیہہ، خلیق شفیق، راست گو، پابند صوم و صلوٰۃ سچی بات کو پسند کرنیوالے بہادر اور سخی نواب تھے۔ آپ کی دانشمندی، شیریں چشمی دریادلی، غربا پروری، شرفا نوازی، سخاوت، شجاعت ذہانت اور ذکاوت مسلم تھی آپ کے چہرہ سے حقیقی معنوں میں جلالت امیرانہ و شجاعت مردانہ ہویدا تھی۔ اور شان و امارت و تدبری عیاں تھی۔ آپ قدیم وضع کے سختی سے پابند تھے۔ اہل علم کی نہ صرف

قدر کرتے تھے۔ بلکہ ان کی پرورش باجرائی یومیہ فرماتے تھے اور ایک کثیر رقم ہر سال حجاج اور زائرین کو دیا کرتے تھے۔ ان امور خیر کے سوا بہت سے آپ کے کام ایسے ہیں کہ جس سے اب تک خلق اللہ فیض پا رہی ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا نام خلق کی زبان پر قیامت تک جاری رہیگا اور دنیا ہمیشہ آپ کو نیک نامی سے یاد کریگی ؎

نماند حاتم طائی ولیک تا بہ ابد
بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور

الغرض آپ کی پرہیزگاری اور اطاعت گزاری کا ہر شخص مقر ہے آپ کی سخاوت کے کیا کہنے زندگی بھر سنا نہیں کہ کوئی سائل آپ کے در سے محروم گیا ہو

"خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

نواب میر مہدی علیخان بہادر مہدی جنگ

آپ کی ولادت ۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ مطابق ۵ ردے ۱۳۰۰ف موافق ۱۱ر نومبر ۱۲۹ء یوم سہ شنبہ کو بمقام سگین پلی ہوئی۔ آپ نے اپنے والد مرحوم (شاہ یار جنگ) کی زیر نگرانی اردو فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل نظام کالج، مدراس، بمبئی اور علی گڈھ میں کی۔ اور بعد تکمیل مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے مردانہ کھیلوں میں آپ کو اچھا دخل ہے، آرٹ میں آپ کو کمال حاصل ہے کہا جا سکتا ہے کہ آج آپ ایک بہترین آرٹسٹ ہیں علاوہ ازیں صنعت کا آپ کو بیحد شوق ہے۔

جاگیرات

اپنے والد مرحوم (شاہ یار جنگ) کی حیات میں ان کے زیر نگرانی قریب (۲۰) سال تک جاگیرات کے تمام کاروبار و نظم و نسق باحسن وجوہ انجام دیتے رہے جب ۱۳۴۷ھ میں آپ کے والد راہی روضۂ رضوان ہوئے ان کے بعد ہی تمام اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے مفتخر ہوئے اور آج آٹھ سال سے جاگیرات کے نظم و نسق کو باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں چنانچہ اس عرصۂ قلیل میں آپ کے حسن انتظام سے جاگیرات میں قابل قدر اور نمایاں ترقی وقوع میں آئی۔ اپنی رعایا کی بہبودی اور ان کی آسایش و آرام اور خوشحالی میں اضافہ کرنے کیلئے آپ اکثر جدید طریقوں اور ذرائع کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔ آپ ہی کے روشن زمانے میں تاندور میں برقی روشنی کا انتظام عمل میں آیا ہے جس سے بستی

شبہائے تیرہ و تار میں مثل روز روشن منور رہتی ہے
چہ جائیکہ نظام آباد و رائچور میں روشنی اس کے عرصہ دراز
بعد اب قائم ہوئی ہے اور اکثر بڑے مقامات مثلاً
گلبرگہ، نلگنڈہ وغیرہ تا حال اس نعمت سے محروم ہیں۔
اب مسئلہ آبرسانی بھی آپ کے زیر غور ہے۔ اور امید
ہے کہ بہت جلد تمام قصبئہ میں نل اندازی ہو جائے گی
تانڈور میں تشریف فرمائی کے وقت آپ خود قدیم مکانات
میں جو بالکل خلاف اصول صحت ہیں سکونت فرماتے
ہیں اور رعایا کی صحت اور تندرستی کو مقدم جان کر بصرف
کثیر ایک شفا خانہ تعمیر فرمایا ہے، اب مدرسہ بھی زیر تعمیر
ہے اور دفاتر وغیرہ بھی آئندہ تعمیر ہونگے مریضوں کا
مجموعہ جو کچھ سال قبل کچھ سو سے زیادہ نہ تھا اس سال
قریب دس ہزار ہے جن میں رعایا رجاگیر کے علاوہ
رعایائے خالصہ بھی شامل ہے۔ تجار و مزارعین کی امداد
سہولت کے لئے بنک امداد باہمی سرکار عالی کی شاخ
قصبہ میں کھولی گئی اور خود کی صدارت میں انجمن زراعت
تانڈور آپ نے قائم فرمائی ہے۔ نواب شاہ یار جنگ
مرحوم کی منظوری وراثت پر رعایا نے بہ عقیدت و
خلوص کثیر مصارف گوارا کرکے غیر معمولی تزک و احتشام
سے آپ کا استقبال کیا اور نذریں گزرانیں جس رقم کو
معتدبہ اضافہ کیا تھا آپ نے والد ماجد کی یادگار میں
عمارت مدرسہ بنا کرنے اور اس میں اس رقم کو صرف
کرنے کا حکم دیا جو اس وقت زیر تعمیر ہے۔ مدرسہ میں طلبا
کی تعداد آج سے چھ سال قبل (۷۵) سے زائد نہ تھی
اور اس وقت ڈھائی سو سے متجاوز ہے اور روز بروز
بڑھ رہی ہے۔ ہر سال لڑکوں کی کامیابی کیساتھ ایک
درجہ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یقین ہے کہ دو سال میں
یہ مدرسہ ہائی اسکول ہو جائیگا۔ اس سال اس مدرسہ
کے (۷) طلبا بمبئی کے ڈرائنگ کے امتحان میں شریک کئے
گئے جن میں (۶) کامیاب ہوئے۔ بڑے لڑکوں کو اسکوٹنگ
کی باقاعدہ تعلیم دیجاتی ہے۔ ڈریس و دیگر ضروری مصارف
خزانہ جاگیر سے ادا ہوتے ہیں۔ اس مدرسہ کے علاوہ
ایک زنانی مدرسہ بھی ہے جس میں اس وقت (۶۰)
سے زائد لڑکیاں زیر تعلیم ہیں، ان کے سوا جاگیر کے
دیگر دیہات میں بھی مدارس قائم ہیں مختصر یہ کہ جاگیرداران
میں آپ پہلے ہیں جو ہر سال متعدد بار جاگیرات کا دورہ
فرماتے ہیں اور رعایا کی ضروریات کو محسوس کر کے انکی
شکایات تا امکان رفع کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ممکنہ

سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے آپ کے جاگیرات متعلقہ
تانڈور جو (۸۳) مواضع پر مشتمل ہے اور راد شاہ
جہانی واندور ہیں۔ جن کا سالانہ محاصل تخمیناً چار
لاکھ اور مردم شماری قریب چالیس ہزار ہے اور خاص
قصبۂ تانڈور میں جو ان کا صدر مقام ہے دس ہزار سے
زائد نفوس آباد ہیں۔ بلدہ حیدرآباد اور گلبرگہ کے درمیان
یہ سب سے بڑا تجارتی اسٹیشن ہے جہاں عدالت
نظامت ضلع، منصفی درجہ دوم، دفتر تعلقداری، پولیس
اسٹیشن ہوز، جیل خانہ، شفاخانہ اور مدارس موجود
ہیں۔ قصبہ کی صفائی کا خاص اہتمام ہے گو ابھی کوئی فنڈ
وصول نہیں ہو رہا ہے مگر ان ابواب میں سالانہ ہزارہا
روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ عہدہ داران مقامی تاجران
سربرآوردہ اور خوش باش حضرات کے لئے ایک کلب
قائم کیا گیا ہے ظل سبحانی کی سالگرہ جو ہر سال اعلےٰ
پیمانے پر نہایت خوش اعتقادی کے ساتھ کی جاتی
ہے، اس کے سلسلہ میں ۱۳۵۳ھ میں تانڈور کی صنعت و
حرفت، مویشی و زراعت کی نمائش بامداد محکمہ زراعت
سرکار عالی کی گئی اور خلاف توقع کامیاب رہی اور
جو رعایا و مزارعین کو فائدہ رسانی کے خیال سے ہر سال
کی جائیگی جس کے لئے ریلوے ڈکنسیشن (کمی کرایہ) کا
انتظام اور نمائش گاہ کا قیام بھی زیر غور ہے۔ اس
وقت تانڈور میں روئی، چاول، اور مونگ پھلی صاف
کرنے کے متعدد اور ایک تیل برآری کا کارخانہ قائم
ہے تیل کے گھانے اور آٹے کی چکیاں ان کے سوا
اور ایک دیا سلائی کا کارخانہ بھی چند سال قبل قائم کیا
گیا ہے۔ اس قلیل ہشت سالہ مدت میں تانڈور کی رفتار
ترقی ایسی رہی کہ کچھ ہی سال میں عجب نہیں کہ یہ ایک
چھوٹا سا شہر ہو جائے۔ ۱۳۴۳ف سے آپ نے
ان جاگیرات کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی کا انعقاد
فرمایا ہے جو چار اراکین ایک میر مجلس پر مشتمل ہے جس کی
میر مجلسی آپ ہی انجام دیتے ہیں۔

خدمات و خطابات

ہمیشہ سے یہ خاندانِ عالیشان
مورد الطافِ خسروانہ رہا ہے
چنانچہ اعلحضرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر آصف
جاہ سابع سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے الطاف
و عنایات آپ پر ابتدا ہی سے مبذول رہے ہیں اور یوم
عید الفطر ۱۳۵۱ھ کے موقع پر سواری جہاں پناہی بندگانعالی
معہ خانوادہ شاہی آپ کی دیوڑھی واقع بیرون یاقوت پورہ

پر جلوہ افروز ہو کر عزت افزائی فرمائی بتقریب سالگرہ ہمایونی (۴۹) سالہ براحم خسروانہ حضرت ظل سبحانی نے آپ کو خطاب "مہدی جنگ" سے سرفراز فرمایا۔ چونکہ الطاف خسروی اس خاندان کے ہمیشہ شامل حال رہے ہیں، ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ بہت جلد آبائی اعزازات و خطابات سے مفتخر فرمائے جائیں گے۔

جان نثاری و خیر خواہی اور وفاداری آپ کا خاندانی شیوہ ہے جو وراثتاً آپ کو بھی ملا ہے مصداق ور الولد سر لابیہ ہے چونکہ آپ جانثاران سلطنت عالیہ آصفیہ اور بہی خواہان مملکت دکن کے جانشین و وارث اور معزز و ممتاز فرد ہیں، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جیسے جلیل القدر ملک کے ذی عزت و ثروت امیر اعظم سے اپنے ملک و مالک کی خیر خواہی کی جس قدر توقع کی جائے کم ہے۔

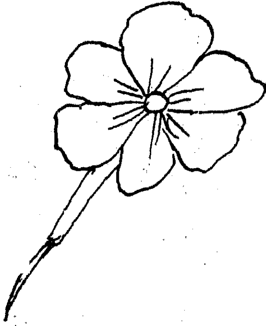
شوق آپ کتب بینی، آرٹ، مردانہ کھیلوں، عمدہ نسل کے بہترین گھوڑوں اور صنعتی کاموں سے شغف رکھتے ہیں، صنعت و حرفت کاران سب سے زیادہ شوق ہے، تانڈور میں جو متعدد کارخانے آج دکھائی دیتے ہیں وہ آپ ہی کے شوق کے باعث ہیں۔ آپ کا علمی شوق بھی نہایت قابل قدر اور تذکرہ کے لائق ہے، ملک اور بیرون ملک کے متعدد رسائل اور اخبارات کے آپ خریدار معاون اور سرپرست ہیں اہل علم و کمال ادباء اور شعراء کو بہ نگاہ عزیز رکھتے ہیں، اہل علم کو اپنی جاگیر سے یومیہ عطا فرماتے ہیں۔ یہ اعلیٰ صفت آپ کی آبائی ہے جو آپ کو وراثتاً حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے آباو اجداد کے زمانے کے عطیات، یومیہ جات وغیرہ علی حالہ برقرار و بحال اور اپنے عہد زریں میں بھی آپ نے متعدد اہل علم کو بعطائے امداد یا اجرائی یومیہ جات مفتخر اور پرورش فرمایا۔

ازدواج و اولاد آپ کی شادی میمنت آبادی ۲۷ رجب ۱۳۳۲ھ کو بحین حیات نواب شاہ یار جنگ مرحوم نواب حسام الملک نظام الدولہ خانخانان مرحوم کی بڑی صاحبزادی جنابہ سکندر جہاں بیگم صاحبہ سے جو نواب کمال یار جنگ بہادر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں، ہوئی۔ ان کے بطن سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں

اخلاق حمیدہ

آپ پابند وضع امیرانہ، عقلمند، و فرزانہ روزگار ہیں۔ آپ کی اولوالعزمی و علوہمتی، شان وشکوت سیر چشمی، دریادلی، غرباپروری، شرفانوازی، سخاوت، شجاعت، ذہانت، ذکاوت کا ہر کوئی قائل ہے۔ آپ کے چہرے سے جلالتِ امیرانہ و اطوار شجاعانہ ہویدا اور شان امارت مدبری ظاہر ہے۔ خیرات و حسنات کے کام بدل کرتے ہیں کثیر رقم حجاج و زائرین مقامات مقدسہ کو عطا فرمایا کرتے ہیں امور خیر کے علاوہ بہت سے کام آپ نے ایسے

مثلاً تعمیر عمارت برائے مدارس شفاخانہ مقررہ رقم مالگزاری میں ایک معتدبہ معافی وغیرہ کئے ہیں جن کا فیض خلق خدا پر زمانہ دراز تک جاری رہے گا۔ مولف کو شاہ یارگڈھ پر شرف تکلم بخشا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات ستودہ صفات ہمارے لئے باعث افتخار ہے۔





نواب میر ہادی علی خان بہادر



نواب سید عبدالعلی خان و نواب سید شاه یار علیخان
فرزندان نواب میر هادی علیخان بهادر

نواب میر ہادی علی خاں بہادر

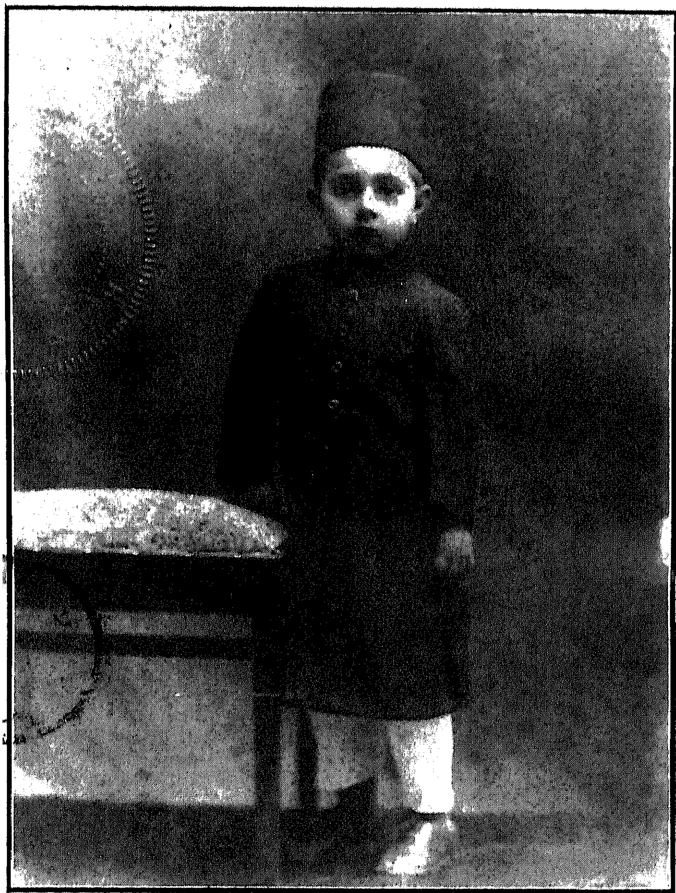
آپ اس قدیم اور عظیم الشان خاندان کے معزز رکن ہیں جن کے بزرگوں کے کارناموں سے ہزارہا تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ اور جن کی شان و شوکت مسلم ہے۔ آپ کے خاندانی حالات تفصیل سے بضمن تذکرہ نواب مہدی جنگ بہادر بیان کئے گئے ہیں۔ آپ نواب سید عبدالعلی خاں (شاہیار جنگ) مرحوم کے فرزند اصغر نواب میر مہدی علیخاں شمشیر جنگ اول مرحوم کے پوتے، نواب میر علی محمد خاں شمشیر جنگ ثانی مرحوم کے بھتیجے، ہز ہائی نس نواب میر فتح علیخاں مرحوم سابق والی ریاست بنگن پلی کے نواسے اور نواب مہدی جنگ بہادر کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد مرحوم (شاہ یار جنگ) کے زیر نگرانی لائق اساتذہ سے حاصل فرمائی آپ کو مولوی سید حیدر علی صاحب نظم طباطبائی مرحوم سابق پروفیسر عربی نظام کالج جیسے عالم متبحر استاد کی شاگردی کا شرف حاصل رہا۔ آپ دس سال کے تھے کہ آپ کے ماموں آنریبل خان بہادر نواب میر اسد علیخاں مرحوم مولف عراق و ایران فرزند دوم ہز ہائی نس نواب میر فتح علیخاں مرحوم سابق والی ریاست بنگن پلی نے آپ کے تعلیم و تربیت کی جانب خاص توجہ مبذو

فرما کر مدراس کے مدرسہ اعظم میں شریک کر کے آپ کو
اچھی تعلیم دلائی۔ آپ اس مدرسہ میں ایک زمانہ دراز
تک تعلیم حاصل فرماتے رہے اور اس مدرسہ میں شریک
رہ کر آپ نے اپنے عام معلومات کو بڑی حد تک وسعت
دی۔ ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کی ابتدائی
تعلیم کا دور نہایت خوشگوار گزرا اور ہمیشہ آپ اس مدرسہ
کے دوسرے طلبا سے آگے آگے تھے آپ ہر کھیل میں
دلچسپی اور حصہ لیتے تھے۔ اساتذہ آپ کو بنظر وقعت دیکھتے
تھے۔ یہاں کے بعد آپ نے اسلامیہ یونیورسٹی علی گڑھ
میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرمائی اور وہاں سے بلدہ
آکر مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے اور عرصہ تک یہاں آپ
نے تعلیم حاصل کی۔ فائین آرٹ سے آپ کو بڑی دلچسپی
رہی چنانچہ بمبئی کے سرکاری امتحانات الیمنٹری اور
انٹرمیڈیٹ میں فوقیت کے ساتھ کامیابی حاصل فرمائی
آپ کا تعمیراتی شوق ہمیشہ مفید نتائج کا متلاشی رہا ہے
اور اس فن میں آپ کے جوہر قابلیت کو معلوم کر کے
پرنسپل کے۔ بی برٹ اسکوائر اور پی ڈی ڈیورانڈ ہوس
ماسٹر مدرسہ عالیہ (سابق پرنسپل نوبل کالج) نے آپ کو
یہ مفید رائے دی تھی کہ فن تعمیر کی تکمیل تعلیم کی غرض سے
آپ یورپ کا سفر فرمائیں مگر آپ کو انگلستان جانے
کا موقع نہ مل سکا۔ آپ کے تعمیراتی شوق کا نمونہ
کاشانہ عشرت واقع کوچہ مقرب جنگ
ہے۔ جو بلحاظ فن و بلندی اس لوکالیٹی میں اپنی آپ
نظیر ہے۔ اس عالیشان عمارت کو آپ نے اپنی نگرانی
میں بصرف زر کثیر تعمیر کروایا آپ کو قدرتی صنعت سے
بھی بڑی دلچسپی ہے۔ جھاڑوں اور پھولوں سے آپ
اپنا دل بہلاتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔
باغبانی اور زراعت کے آپ دلدادہ ہیں۔ اور اس
میں آپ اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ صرف فرماتے
ہیں۔

آپ کا خاندان ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ
رہا ہے۔ چنانچہ آپ پر بھی الطاف شاہانہ مبذول
ہیں ہر سال ۵ ربیع الاول کو حضور پرنور شرکت مجلس
عزائے حسن سبز قبا علیہ التحیۃ والثنا سے آپ کو عزت
بخشتے ہیں۔

آپ اعلےٰ تعلیم یافتہ، مستقل مزاج، سنجیدہ
طبیعت، صاحب اخلاق، ذی مروت، صاحب الرائے
علم دوست اور بلند ہمت امیر ہیں۔ غریبوں کے دل نو



نواب سید عبدالعلیخان فرزند نواب میرهادی علیخان بهادر



نواب سید شاہ یار علیخان فرزند نواب میر ہادی علیخان بہادر

معادن اور کمزوروں کے عالی حوصلہ ممد ہیں۔

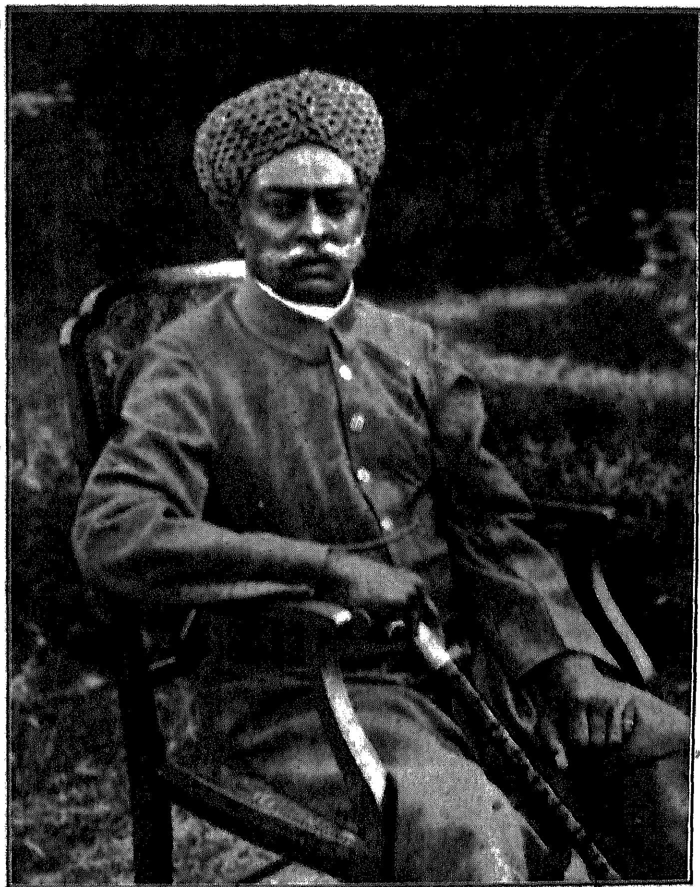
آپ نے معاشی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی
تعلیم بھی حاصل فرمائی ہے چنانچہ آپ صوم وصلوٰۃ کے
سختی سے پابند ہیں سال گزشتہ زیارت ائمہ اطہار
علیہم السلام سے مشرف ہو چکے ہیں۔ عتبات عالیات
میں چھ ماہ سے زائد رہکر آپ بصحت و عافیت بلدہ واپس
ہوئے۔

۱۳۴۹ھ میں اپنے چھوٹے ماموں نواب میر حسین علیخاں
بہادر، فرزند سوم ہز ہائی نس نواب میر فتح علیخاں مرحوم
سابق والی بنگن پلی کی دختر نیک اختر سے آپ کی
شادی ہوئی جن کے بطن سے آپ کو دو صاحبزادے
اور ایک صاحبزادی ہے۔

(۱) نواب عبید علیخان (۲) نواب سید شاہ یار علی خاں
جن کی پیاری پیاری تصویریں زینت بخش تذکرہ ہذا ہیں



نواب میر حسین علی خان بہادر



نواب شمشیر جنگ ثانی مرحوم

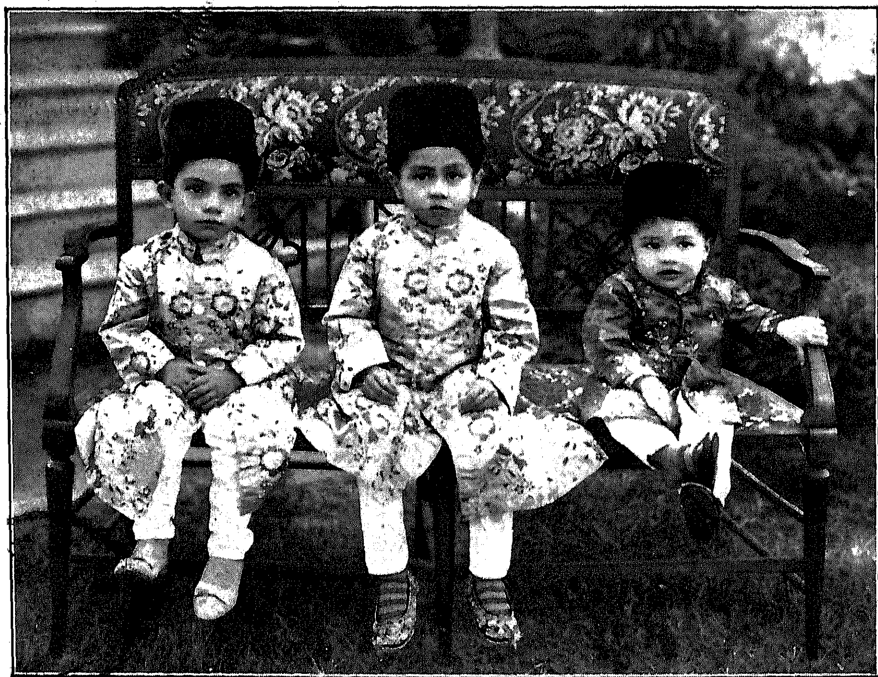
نواب میر حسین علی خان بہادر

آپ نواب شمشیر جنگ ثانی مرحوم کے چہیتے اکلوتے فرزند اور معزز خاندان شاہ یار الملکی کے معزز رکن ہیں۔ آپ کے خاندانی حالات نواب مہدی جنگ بہادر کے حالات میں بالتفصیل درج کئے گئے ہیں۔ یہاں صرف اس قدر بیان کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ آپکا خاندان ایک عظیم الشان تاریخی خاندان ہے۔ یہاں ہم آپ کے والد ماجد نواب شمشیر جنگ (ثانی) مرحوم کے حالات سے آپ کے تذکرہ کی ابتدا کرتے ہیں

نواب شمشیر جنگ ثانی مرحوم آپ کا اصلی نام نواب میر علی محمد خاں تھا۔ آپ نواب میر مہدی علیخاں شمشیر جنگ اول مرحوم کے فرزند اور نواب میر عبد العلی خاں شاہ یار جنگ مرحوم کے برادر خورد ہوتے تھے۔ آپ حیدر آباد دکن کے ممتاز اور نامور امرا سے تھے۔ آپ پانچ سال کے تھے کہ آپکی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اولاً گھر ہی پر آپ کے والد ماجد کی نگرانی میں آپنے قابل اساتذہ سے اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی آپ کے ذاتی ذوق وشوق نے آپ کے والدین کو آپ کی تعلیم وتربیت پر دل کھولکر روپیہ صرف کرنے پر مجبور کیا۔ ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے آپ چودہ سال کے تھے کہ آپ

کے والد ماجد (نواب شمشیر جنگ اولی) کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا آپ اپنے عموئے محترم نواب امداد جنگ مرحوم کی زیر نگرانی تعلیم حاصل فرماتے رہے مدرسہ عالیہ سے میٹرک کلاس کامیاب کر کے انگلستان کو بغرض تعلیم روانہ ہوئے اور وہاں جاکر بیارسٹری کے امتحان کی تیاری شروع فرمادی وارد انگلستان ہوکر آپ کو تین ماہ ہوئے تھے کہ آپ کے چچا نواب امداد جنگ مرحوم بھی راہی ربروز رضواں ہوئے حضرت غفراں مکانؒ نے آپ کو اپنے چچا کے جاگیرات سے عزوافتخار بخشنے کی غرض سے بلدہ یاد فرمایا تھا مگر بدقسمتی سے نواب عسکر جنگ مرحوم کی مخالفت سے آپ اور آپ کے بھائی (شاہ یار جنگ مرحوم) اس سرفرازی سے محروم رہے۔ دوبارہ تعلیم کی تکمیل کے لئے انگلستان روانہ ہوئے تین سال تک انگلستان میں رہ کر بڑی توجہ اور محنت و مشقت سے امتحان بار میں کامیاب ہوکر سند حاصل فرمائی۔ آپ کی قابلیت و استعداد نے پروفیسروں کو حیرت میں ڈالدیا۔ انگلستان سے واپسی پر آپ نے تمام یورپ اور عراق عرب کی سیر کی اور اس سیاحت کے دوران میں آپ نے بجید علمی مفید معلومات حاصل کئے۔ حیدرآباد آنے پر آپ کی شادی نواب میر حسن علیخاں نبیرہ نواب مظفر الملک کی دختر یعنی ہمشیر نواب میر فتح علیخاں مرحوم سابق نواب بنگن پلی کی بھانجی ہوئی شادی کے رسومات بڑے دھوم دھام سے انجام پائے۔ شادی کے بعد آپ اپنے اسٹیٹ کے کاروبار کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کے اصلاح میں آپ نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ نیز اسٹیٹ کے عمارات کی تعمیر و ترمیم بھی آپ کی توجہ کی رہین منت رہی۔ ہندوستان کا مشہور و معروف کارخانہ موسوم بہ صنعت ہند بھی آپ کے خاندان سے متعلق ہے۔ اس پر بھی آپ کے خاص توجہات مبذول رہے ملکی صنعت و حرفت سے آپ کو بڑی دلچسپی رہی۔ نئے نئے مشنریز انگلستان سے ساتھ لاکر کارخانے کی شان و شوکت کو دوبالا کر دیا جس کی وجہ سے کارخانہ آمدنی کا ذریعہ ہونیکے علاوہ (۱۲۵) آدمیوں کی پرورش کا ذریعہ بنا ہوا ہے آپ نے غریبوں کی معاشی حالت کے سدھارنے پر اپنا بجید وقت عزیز صرف کیا۔

بحثیت رکن مجلس بلدیہ حیدرآباد تقریباً چار سال اور مجلس وضع آئین و قوانین کے رکنیت کی حیثیت سے بھی اتنی ہی مدت کے لئے آپ کو شہری اور سیاسی انتظام



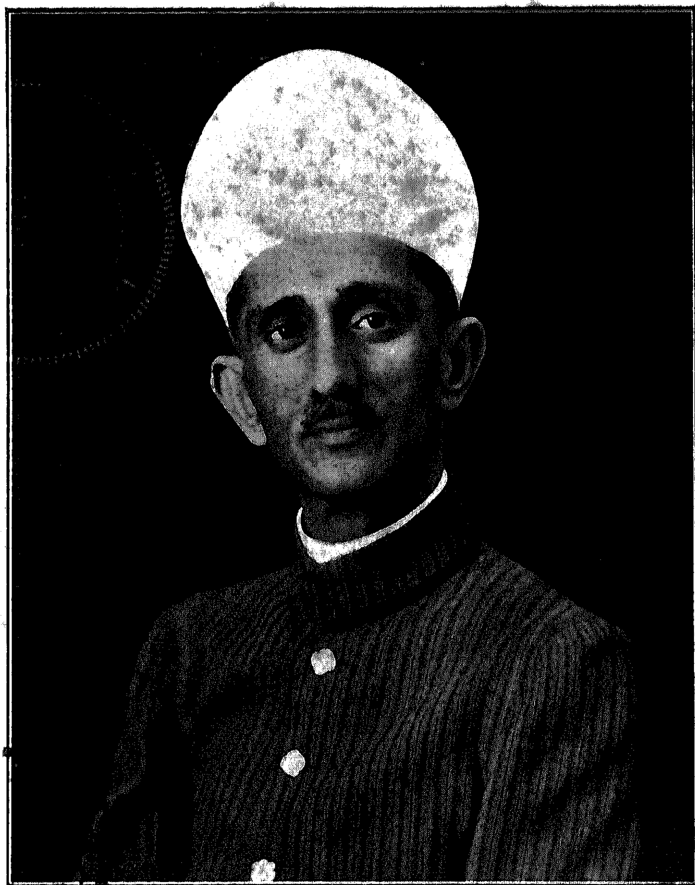
فرزندان نواب میر حسین علی خان بہادر

مملکت کے خدمات انجام دینیکا کافی موقع ملا۔ آپ سلک
ملازمت سرکار آصفیہ میں بحیثیت اسپیشل مجسٹریٹ داخل ہوئے
آپ کے فرائض سرکار آصفیہ اور کوئلے کے کان کے عہدہ داروں
کے مابین مقدمات کا تصفیہ تھا آپ نے اپنی قانون
دانی اور تجربہ کاری سے چند اہم مقدمات کا ایسا قابل
تصفیہ فرمایا کہ آپ کے فیصلہ جات نے سر آر۔ آئی۔
آر گلانسی سابق معین المہام فینانس و سررشتہ جات
معدنیات وطبقات الارض کو خوش اور مطمئن کر دیا
جنگ عظیم کے زمانے میں آپنے سب سے پہلے امدادی
فنڈ ایلندہ میں قائم فرمایا۔ اور اس وقت کے برٹش ریذیڈنٹ
نے آپ کی وسیع النظری کے مدنظر نہایت مخلصانہ طور پر
آپکا شکریہ ادا کیا۔ جب آپکا تبادلہ ایلندہ سے میدک پر
ناظم ضلع کی حیثیت سے ہوا تو آپ کے وداع کے وقت
ایلندہ کی رعایا نے مجلس وداع منعقد کر کے آپ کو
رخصت کیا۔ اس سے آپ کی ہر دلعزیزی اور شہرت کا
پتہ چل سکتا ہے۔ میدک سے آپکا تبادلہ نلگنڈہ پر اور
وہاں سے اورنگ آباد پر ہوا ان تمام مقامات کے
ہر طبقہ میں آپ ہر دلعزیز رہے۔ اورنگ آباد سے آپکا
تبادلہ بلدہ حیدرآباد میں بحیثیت ناظم اول فوجداری
ہوا۔ اس عدالت میں آپ کے قابل تقلید فیصلہ جات
نے عدالتہائے مافوق کی نظر میں آپ کو زیادہ باوقعت
کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو زائد سشن جج کے عہدہ پر
ترقی ہوئی اور اس کے کچھ دنوں بعد آپ چیف سٹی مجسٹریٹ
رہے اور اس کے کچھ دن بعد زائد سشن جج گلبرگہ مقرر
ہوئے آپ کی طویل مدت ملازمت ممالک محروسہ کے
عدالتی محکمہ جات میں گرانقدر خدمات کی انجام دہی نے
عدالت العالیہ کی رکنیت کا آپ کو حقدار بنا دیا تھا اور
امید قوی تھی کہ بہت جلد ہماری انصاف پسند گورنمنٹ آپکو
رکنیت کی کرسی عطا فرما کر آپ کے حقوق کا لحاظ فرمائیگی
مگر افسوس صد افسوس کہ آپ کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی
بالآخر آپ ۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ کو مقام حسینی کوٹھی چند
روز کی علالت کے بعد راہی گلزار جناں ہوئے اور اپنی یادگار
دنیا میں ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں چھوڑ گئے

نواب میر حسین علی خاں بہادر۔ آپ نواب
شمشیر جنگ ثانی مرحوم کے چشم و چراغ بتاریخ ۱۰ رجب المرجب
۱۳۲۷ھ دیوڑھی نواب شمشیر جنگ اولی میں پیدا ہوئے
اولاً خانگی طور پر قابل اساتذہ سے اپنے والد مرحوم کی
نگرانی میں گھر ہی پر اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل

فرمائی۔ سن تعبد تکمیل درس کے لئے مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے جہاں آپ (کئی) سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے اردو، فارسی اور انگریزی میں آپ سیاق وسباق ہیں۔ آپ کی اردو تحریر و تقریر نہایت دلچسپ اور شستہ ہوا کرتی ہے ۱۳۴۵ھ ہجری میں آپ کی شادی نواب جہانگیر یار جنگ مرحوم کی دختر تہور جنگ تہور الملک خان دوراں خاں بہادر مرحوم کی نواسی سے بڑی دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ ہوئی جن کے بطن سے آپ کو چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں صاحبزادے (۱) نواب میر محمد سعید خاں (۲) نواب میر محمد رشید خاں (۳) نواب میر محمد وحید خاں (۴) نواب میر محمد خورشید خاں ہیں جن کے پیارے پیارے تصاویر زینت بخش تذکرہ ہذا ہیں

آپ نہایت خلیق، ملنسار، علم دوست، مردم شناس، شریف نواز اور مخلص نواب ہیں۔ جلالت و امارت کے باوجود آپ میں غرور نام کو نہیں۔ ہر کسی سے بخندہ پیشانی پیش آتے ہیں اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پہ چلتے ہیں محتاجیں کی اعانت اور مسافرین کی امداد کرنے میں **الولد سر لابیہ** کے مصداق ہیں۔ آپ کے خاندانی وقار اور بزرگی کلخیال آپ کے والد مرحوم کے حقوق اور ان گرانقدر خدمات پر نظر کرتے جو آپ کے والد مرحوم نے ہماری معزز گورنمنٹ کے لئے نہایت ہی تندہی اور دلدہی سے انجام دیں کیا ہم اپنی گورنمنٹ عالیہ سے یہ امید کرسکتے ہیں؟ کہ آپ کو ایک اعلیٰ عہدہ پر مفتخر وممتاز فرما کر آپ کو اپنے ملک کے خدمات اپنے والد مرحوم اور جد امجد کی طرح انجام دینیکا موقع دیگی حضور پرنور ظل سبحانی کے الطاف ہمیشہ اس خاندان پہ مبذول رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں بندگانعالی نے ہمارے معزز صاحب تذکرہ کی ہمشیر کی شادی میں شرکت فرما کر آپ کو عزت بخشی اگر الطاف ظل سبحانی یونہی آپکے شامل حال رہیں تو ہمیں توقع ہے کہ آپ بہت خطاب سے بھی مفتخر فرمائے جائیں گے



نواب تراب یار جنگ بہادر

امیر اعظم

نواب تراب یار جنگ بہادر

آپ حیدرآباد دکن کے نامی گرامی امرا سے ہیں آپ کا خاندان ہمیشہ سے مورد الطاف خسروانہ رہا ہے۔ ملک و مالک کی بہی خواہی اور وفا شعاری ہیں آپ کا خاندان مثل دیگر وفاشعار خاندانوں کے مشہور ہے۔ آپ کو خاندان سالارجنگی و فخر الملکی سے قرابت قریبہ ہے۔ صف امرا میں آپ کو خاندانی تعلقات کے مدنظر بلند مرتبہ حاصل ہے آپ اپنے اب وجد کی طرح ملک و مالک کی بہی خواہی۔ جان نثاری و وفاداری کو اپنا شعار گردانے ہوئے ہیں۔ ہم اس رفیع الشان خاندان کا تذکرہ سید عاقل خاں لب چاک سے شروع کرتے ہیں۔

سید عاقل خاں لب چاک

آپ سادات بارہہ اور منتخب ملازمین فرخ سیر بادشاہ دہلی سے تھے بعد برہمی معاملہ آپ مع سات سو سواروں کے نواب آصف جاہ اول مغفرت مآب کے ہمراہ دہلی سے وارد حیدرآباد ہوئے اور اپنی زندگی بعزت تمام گزار کر راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ لب چاک اس وجہ سے مشہور تھے کہ آپ کا لب زیرین زخمی تھا جس کو آپ غصہ کی حالت میں چباتے تھے جس کی وجہ لب مجروح تا زیست اچھا نہ ہوا۔

نواب میر امام علیخان برہان الدولہ بہرام جنگ

آپ سید عاقل خاں مرحوم لب چاک کے خلف الصدق نیک طینت و فرشتہ سیرت نواب تھے۔ آپ بعہد نواب میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی غفران مآب معزز خطاب برہان الدولہ بہرام جنگ و منصب پنجہزاری او رتین ہزار سوار و جاگیرات سرحال اصل سرس گاؤں برار و صوبہ داری ایلچپور سے مفتخر و ممتاز فرمائے گئے۔ بعد اس کے احتشام جنگ (بنیرہ برہان الدولہ) کو ایلچپور کی صوبہ داری اور آپ کو قلعہ داری نرنل پر مامور فرمایا گیا۔ س بعد خدمت داروغگی ہر کارگان آپ کے تفویض فرمائی گئی اور آپ نے ۱۲۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

نواب زین العابدین خاں سطوت جنگ اولی

آپ نواب میر امام علیخاں برہان الدولہ بہرام جنگ کے فرزند اور سید عاقل خاں لب چاک مرحوم کے نبیرہ تھے۔ اور آپ بعہد نواب سکندر جاہ مغفرت منزل خطاب سطوت جنگ بہرام الدولہ بہرام الملک و منصب ہفت ہزاری و تین ہزار سوار پالکی جھالردار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز فرمائے گئے اور بزمانہ وزارت میر عالم مرحوم و مغفور ایک لاکھ کی ذات جاگیر باضافہ دو صد سوار علاوہ جاگیرات قدیم کے آپ کو عنایت ہوئی آپ کو ہمیشہ سیر و شکار میں حضرت مغفرت منزل کے شریک خاصہ رہنے کا شرف حاصل رہا۔ آپ ایک زندہ دل عبادت گزار متقی و پرہیزگار محب اہلبیت اطہار تھے۔ آپ کے یہاں عشرہ ماہ محرم میں نہایت انتظام و اہتمام کے ساتھ مجالس عزائے شہدائے کربلا علیہم السلام برپا ہوتی تھیں۔ آپ گشتی و گرز گردانی میں اپنی آپ نظیر تھے اور آپ کی سواری بلدہ میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نکلا کرتی تھی۔ آپ بعارضہ استقا ماہ جمادی الآخر ۱۲۳۲ھ میں راہی روضہ رضواں ہوئے آپ اپنی یادگار اس دنیا میں پانچ صاحبزادے چھوڑ گئے جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) امیر غلام حسین خاں بہرام جنگ (۲) سید عاقل خاں (۳) سید غیرت خاں بہرام الدولہ (۴) سید قنبر علیخاں (۵) سید محمد علیخاں۔

نواب سید عاقل خاں

آپ نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ اولی

بہرام الدولہ بہرام الملک کے فرزند دوم اور نواب میر امام علیخاں برہان الدولہ بہرام جنگ کے پوتے تھے آپ بوجہ انتقال امام علیخاں (صاحبزادہ خود) نہایت پریشاں تھے اور اسی عالم پریشانی میں عازم حج ہوکر واپسی میں بمقام آشٹہ جو گاؤں بعارضہ فالج ۱۲۴۴ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کا جنازہ دوش بدوش لاکر مستقیم الدولہ (جو آپ کے خسر ہوتے تھے) کے مقبرہ میں دفن کیا گیا آپ کے ایک فرزند نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ ثانی مرحوم تھے۔

نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ ثانی

آپ سید عاقل خاں مرحوم کے فرزند رشید اور نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ اولی بہرام الدولہ بہرام الملک کے نبیرہ اور جاگیرات وخدمات آبائی سے سرفراز ومعزز خطاب سطوت جنگ سے ممتاز تھے۔ آپ کو سیر وشکار کا بیحد شوق تھا آپ نے بعارضہ اسہال کبدی ۴۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب میر بہادر علیخاں چھوڑ گئے

نواب میر بہادر علیخاں سطوت جنگ ثالث

آپ نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ ثانی کے فرزند ارجمند اور سید عاقل خاں مرحوم کے پوتے اور نواب مختار الملک اولی کے ہمزلف اور جاگیرات آبائی سے مفتخر وممتاز تھے۔ آپ کو بتقریب جشن سالگرہ اعلحضرت غفراں مکاں رح آصف جاہ سادس سطوت جنگ کا آبائی خطاب سرفراز ہوا۔ نواب فخر الملک (جو اس زمانہ میں وزیر عدالت وامور عامہ تھے) کے ساتھ بغرض سیر و شکار تشریف لے گئے تھے جہاں از خود بندوق کا فیر ہوجانے سے آپ کا انتقال ہوگیا آپ اپنی یادگار نواب میر اور علیخاں چھوڑ گئے۔

نواب میر اور علیخاں بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم

آپ نواب میر بہادر علیخاں سطوت جنگ ثالث کے فرزند اور نواب سید زین العابدین خاں سطوت جنگ ثانی کے پوتے تھے آپ کی ولادت ۱۲۸۲ھ میں ہوئی آپ بھی اپنے آبائی خطابات وجاگیرات سے سرفراز تھے آپ کو ۱۳۰۲ھ میں بتقریب سالگرہ حضرت غفراں مکاں رح بہرام جنگ اور بتقریب جشن نوروز ۱۳۱۴ھ بہرام الدولہ خطاب واضافہ منصب سہ ہزاری در اصل و دو ہزار سوار

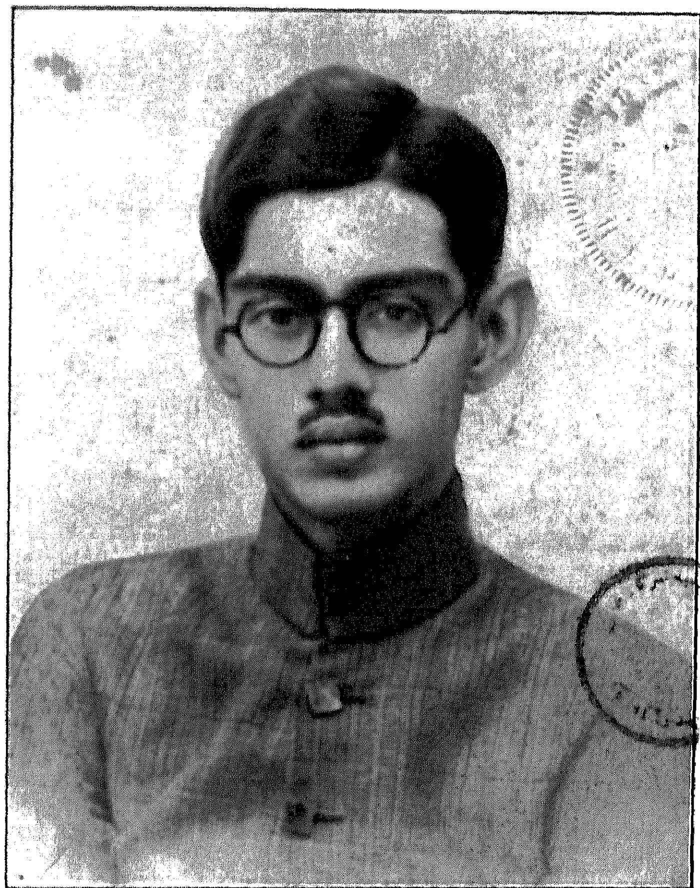
و علم و نقارہ سے مفتخر فرمائے گئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ میں ہوئی من بعد انگلینڈ میں کئی سال تک رہ کر آپ نے انگریزی تعلیم حاصل فرمائی آپ کو اردو، فارسی عربی و انگریزی میں دستگاہ کامل حاصل تھا۔ اور آپ میں ملکی و مالی امور کی بھی بہترین قابلیت تھی۔ چنانچہ عماد السلطنت نواب مختار الملک ثانی کے عہد وزارت میں معتمد خانگی چند روز صوبہ داری اورنگ آباد و متفرقات اور عہدہ جلیلہ معین المہامی پر بحیثیت مضریانہ فائز ہو کر اپنے کار معوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ آپ کی جاگیرات کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ انجام پاتا تھا جس کے آپ خود پریسیڈنٹ تھے۔ آپ کی شادی نواب مختار الملک اول کی چھوٹی صاحبزادی سے نواب لائق علی خاں مختار الملک ثانی کی عین حیات میں نہایت تزک و احتشام اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں خداوند عالم نے آپ کو سرفراز فرمائے۔ بڑی صاحبزادی صاحبہ نواب غازی جنگ بہادر (خلف اکبر نواب فخر الملک مرحوم) سے بیاہی گئیں اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ کی نواب رئیس یار جنگ بہادر (فرزند نواب فخر الملک مرحوم) سے شادی ہوئی۔

صاحبزادے (۱) نواب میر تراب علیخاں ترابی یار جنگ بہادر (۲) نواب میر زین العابدین خاں ساجد یار جنگ بہادر۔

آپ پابند مذہب۔ شرفا نواز، غربا پرور، رحمدل، فیاض و مردم شناس امیر تھے۔ افسوس کہ ایسے امیر با تدبیر کا انتقال پرملال ۲۲ آبان ۱۳۴۱ف میں بمقام سکندرآباد ہو گیا۔ میت آپ کی دیوڑھی واقع منڈی میر عالم میں لا کر یہاں سے آپ کا جنازہ کوہ شریف مولا علی لیجایا گیا کر آپ کی نعش بمقام ٹیکری بہرام الدولہ سپرد خاک کی گئی جب تک آپ زندہ رہے ماہ محرم میں ہزارہا روپیہ کے صرفہ سے مجالس عزا برپا کرتے اور لکھنؤ سے ہر سال نامی گرامی شعرا کو بغرض مرثیہ خوانی طلب فرما کر ان کے تازہ کلام سے سامعین کو محظوظ و مثاب کرتے تھے۔ آپ کی منعقد کردہ مجلسوں میں ہزارہا آدمی بلا تفریق مذہب و ملت رہتے تھے۔ خاص کر اعلحضرت غفراں مکان بھی ان مجالس میں تشریف لا کر آپ کی عزت افزائی فرماتے تھے چنانچہ ہر سال ہمارے یہاں بھی شرکت فرما کر عزت بخشتے تھے اور اب بھی ہمارے



نواب سید محمد عسکری حسین خان بہادر عرف محمد پاشاہ
فرزند اکبر نواب ساجد یار جنگ بہادر



نواب سید محمد کاظم حسین خان بہادر عرف علی پاشاہ
فرزند دوم نواب ساجد یار جنگ بہادر

معزز صاحب تذکرہ یعنے نواب تراب یار جنگ بہادر اسی طرح ہر سال مجالس عزا برپا کرتے ہیں اور حضرت اقدس و اعلیٰ بھی اسی طرح تشریف لاکر عزت افزائی فرماتے ہیں۔

نواب میر تراب علیخان تراب یار جنگ بہادر

آپ نواب میر داور علیخان بہرام جنگ بہرام الدولہ کے خلف اکبر نواب میر بہادر علیخان سطوت جنگ ثالث کے پوتے اور نواب سالار جنگ مختار الملک اولی کے نواسے ہیں۔ آپ ۱۳۰۳ھ میں سریر آرائے عالم وجود ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے آپ کے والد مرحوم کی زیر نگرانی گھر ہی پر ہوئی۔ اور بعد اس کے آپ بغرض تعلیم مدرسہ عالیہ میں شریک کئے گئے ازاں بعد مدراس بغرض تعلیم تشریف لے گئے۔

آپ نے اردو، فارسی، عربی، اور انگریزی میں بہت اچھی قابلیت بہم پہنچائی اور آپ بحیثیت گزیٹڈ عہدہ دار مورخہ ۱۳۲۶ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور اپنے کار مفوضہ کو نہایت دلدہی و دیانت داری سے بلاکسی شکوہ و شکایت کے انجام دے رہے ہیں آپ کے ماتحتین از ادنے تا اعلیٰ آپ سے نہایت خوش اور آپ کے مداح ہیں۔ ہم کو قوی امید ہے کہ آپ کے خاندانی اعزاز اور دیرینہ کارگزاری کے صلہ میں ہماری انصاف پسند گورنمنٹ مستقبل قریب میں آپ کو کسی ایک عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمائیگی۔

جاگیرات و خطاب

آپ کو ۱۳۴۲ف میں تراب یار جنگ خطاب عطا ہوا اور آپ بعد اپنے والد مرحوم کے اپنے آبائی جاگیرات پر قابض ہوئے۔

آپ کے جاگیرات حسب ذیل ہیں۔

(۱) کلپاک (۲) خداوند پور (۳) گھاٹ ناندورہ۔ آپ کے جاگیرات کا سالانہ محاصل تخمیناً ایک لاکھ بیس ہزار ہے آپ کے زیر سایۂ عاطفت آپ کی جاگیرات کی رعایا بخوشحالی و فارغ البالی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ہر وقت اپنی رعایا کی سود و بہبود کا خیال آپ کے پیش نظر رہتا ہے آپ کو عدالتی و کوتوالی اختیارات بھی حاصل ہیں آپ کی جاگیرات میں دو ایمن سرگرم انتظام ہیں۔

آپ انتہا درجہ کے خوش اخلاق، رحمدل، غریب پرور، شرفاشناس، فیاض، ہمدرد، ملنسار، منکسر المزاج نہایت سادہ طبیعت، نیک طینت، فرشتہ خصلت، امیر ہیں۔ باوجود امارت وجاہت خاندانی عزور آپ میں نام کو نہیں ہر ایک سے بکشادہ پیشانی ملتے ہیں آپ کے اخلاق کی یہ حالت ہے کہ جو کوئی آپ سے ایک دفعہ ملتا ہے پھر دوبارہ آپ کے ملاقات کے شرف حاصل کرنیکی اس کو تمنا رہتی ہے۔ آپ پابند مذہب وضع قدیم محب اہلبیت اطہار، وفاشعار مالک کے سچے جاں نثار اور ملک کے بہی خواہ امیر ابن امیر ہیں آپ کو شعر وسخن سے بھی گہری دلچسپی ہے سعید تخلص فرماتے ہیں آپ کا کلام نہایت فصیح وشستہ وشیریں اور دلکش ہوا کرتا ہے۔ بغرض تفنن طبع ناظرین آپ کا کلام درج ذیل ہے جو خالی از لطف نہیں اکثر وبیشتر آپ سلام تصنیف فرمایا کرتے ہیں اور غزلیات بھی۔ آپ کی شادی نواب فخر الملک مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں خدائے بزرگ برتر نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ صاحبزادہ نواب میر عباس علیخاں۔ بڑی صاحبزادی صاحبہ نواب میر معین خاں بہادر (فرزند نواب بینیلر جنگ مرحوم) سے بیاہی گئیں۔

نواب میر عباس علیخان بہادر

نواب میر عباس علیخاں بہادر اپنے والدین کے زیر نگرانی مدرسہ جاگیرداران میں تعلیم حاصل فرمارہے ہیں حال ہی میں آپ کا عقد نواب اصغر نواز جنگ بہادر کی بڑی صاحبزادی سے ہوا ہے آپ (نواب میر عباس علیخاں) ذہین، طباع خوش اخلاق اور الولد سرلابیہ کی مصداق ہیں۔



نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر

دربار نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران ماب کا ایک منظر



یہ قدیم قلمی عکس ہے جس سے زمانہ سابق کے دربار شاہی کی عظمت اور حالات آشکار ہے اس میں اکثر اعیان دولت و امرائے سلطنت جو اس زمانہ میں مقرب بارگاہ سلطانی تھے موجود ہیں اس دربار میں نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے جد امجد نواب حسام الدولہ مغفور بھی ہیں جو اس تصویر میں موسی رحمو کے سامنے ارسطو جاہ مدار المہام وقت کے عقب میں ایستادہ ہیں۔ جس سے آپکے خاندان کا پتہ چل سکتا ہے۔ [صمصام شیرازی]

امیر اعظم

نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر

اس رفیع الشان خاندان کا سلسلہ محمد معین خاں سے ہے جو اصفہان (ایران جنت نشان) کے باشندے تھے۔ آپ کو شاہنشاہ دولت عالیہ ایران نے معین التجار کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ بہادر خاں کے عہد میں مع تین سو زرین کمر بند غلام کے وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے۔ یہاں پر آپ کو خانی و بہادری کے خطابات سے سرفرازی ہوئی اور ڈیڑھ سو منصب سات ہزار کی جاگیر گنی اتکور سے مفتخر ہوئے۔ آپ نے تاراحتی پیٹھ کے سادات کے خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی جن کے بطن سے نواب محمد جعفر علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک پیدا ہوئے۔

نواب محمد جعفر علیخاں (اول)

آپ نواب محمد معین خاں کے فرزند اول تھے جو بعہد آصف جاہ اول (مغفرت آرام) بیگا اور راجبندری کی صوبہ داری سے مفتخر اور بعہد صلابت جنگ (نواب مرحوم) اس عہدہ پر مستقل ہوئے آپ اکثر مرہٹوں، فرانسیسیوں اور باغیوں کو سزا دینے کے لئے بھاگ نگر اور مچھلی بندر کی سرحد پر بھیجائے گئے اور ہمیشہ ان پر کامیاب رہے اور انھیں ادائی خراج پر مجبور کیا اس وفاداری اور جاں نثاری کے صلہ میں آپ کو پچھتر ہزار اشرفیاں اور سترہ لاکھ صفاتی جاگیرات سے

عزت بخشی گئی۔ آپ صلابت جنگ (نواب مرحوم)
کے خانگی دیوان کے عہدہ سے بھی سرفراز تھے۔ اس
کے چند دنوں بعد آپ عہدۂ جلیلۂ وزارت عظمیٰ پر فائز
ہوئے اور منصب ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار، علم
نقارہ۔ ماہی مراتب، پالکی جھالردار اور شوکت جنگ
حسام الدولہ معین الملک کے خطابات سے مفتخر و ممتاز فرمائے
گئے۔ آپ نے فلاشہ طوبسی فرانسیس کو بھی شکست فاش دیدی
اور اس کو سمندر مچھلی بندر کے ساحل تک مار بھگا دینے
میں کامیاب رہے۔ اپنی آخر عمر یعنے ۱۱۷۳ھ میں جنگ
راکس بھون پر مرہٹوں کے مقابلہ میں شمشیر کے جوہر خوب
دکھائے مگر مقابل کی ایک گولی آپ کے سر ناف ایسی
لگی کہ آپ جانبر نہ ہوسکے۔ اس زخم کاری کی وجہ سے
درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کی تاریخ شہادت
کسی مورخ نے کیا خوب کہی ہے۔

"سرخ روے زمین"

۱۱۷۳ ہجری

دکن کی مشہور و معروف تواریخ مہاریخ تزک
آصفی و حدیقۃ العالم میں آپ کے مفصل حالات قابل
ملاحظہ ہیں۔

آپ دنیا میں اپنی یادگار صرف ایک فرزند
نواب محمد ابوالحسن خاں ضرغام جنگ حسام الدولہ
معین الملک کو چھوڑ گئے۔

نواب محمد ابوالحسن خاں (اولی)

آپ نواب محمد جعفر علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ
معین الملک کے اکلوتے فرزند اور نواب آغا محمد معین خاں
مرحوم معین التجار کے پوتے ہوتے تھے آپ اپنے
والد مرحوم کے بعد جاگیرات و مناصب و اعزاز آبائی
سے مفتخر ہوئے۔ اپنے والد ہی کے حین حیات میں
سلک ملازمت سرکار میں داخل ہو چکے تھے۔ اور درجہ
بدرجہ ترقی کرتے ہوئے صلابت جنگ (نواب مرحوم)
کے وزیر اعظم کے سکریٹری مقرر ہوئے اور ضرغام جنگ
حسام الدولہ معین الملک کے آبائی خطاب سے سرفراز
اور منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار و علم و نقارہ سے
مفتخر و ممتاز ہوئے۔ آپ نے اپنے ہی خاندان کی لڑکی
سے شادی کی جن سے نواب محمد جعفر علی خاں پیدا ہوئے

نواب محمد جعفر علیخاں (ثانی)

المخاطب نواب
محمد معین خاں مرحوم ضرغام جنگ
آپ محمد ابوالحسن خاں المخاطب نواب محمد ابوالحسن خاں ضرغام

حسام الدولہ معین الملک (ثانی) کے فرزند اور نواب محمد جعفر علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک اول کے پوتے ہوتے تھے اور اپنے والد مرحوم کے بعد جاگیرات و مناصب و خطابات و اعزاز آبائی سے سرفراز اور کمشنری کروڑ گیری کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے ۔ زاں بعد بعہد وزارت میر عالم مرحوم خدمت عرض بیگی سے مفتخر ہوئے آپ اپنی پھوپی کی لڑکی سے شادی کی جن کے بطن سے نواب ابوالحسن خاں بینظیر جنگ ضرغام الدولہ معین الملک پیدا ہوئے ۔

نواب محمد ابوالحسن خاں ثانی

آپ نواب جعفر علی خاں المخاطب محمد معین شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک کے فرزند نواب محمد ابوالحسن خاں ضرغام جنگ حسام الدولہ معین الملک ثانی کے پوتے تھے سنہ ۱۲۱۱ھ میں آپ کو تمغہ کھم دیا گیا اور آصف جاہ ثالث (مغفرت منزل) کے عہد حکومت میں خطابات و اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی و جدید سے مفتخر ہوئے سنہ ۱۲۳۵ھ میں بعہد آصف جاہ رابع (غفران منزل) معین الملک خطاب، چار ہزاری منصب و چار ہزار سوار سے آپ کو عزت بخشی گئی۔ بزمانہ وزارت میر عالم مرحوم رزیڈنسی کورٹ میں سرکاری وکیل اور من بعد وہابیوں کے بلوہ کو فرو کرنے کے لئے بربناء حکم سرکار مقرر ہوئے تدبر و سیاست سے بلوہ کو فرو کیا آپ نے ظہور اللہ خاں عسکر جنگ کے فرزند رستم علی خاں کی لڑکی سے شادی کی جن کے بطن سے نواب محمد کاظم علی خاں پیدا ہوئے

نواب محمد کاظم علیخاں

آپ نواب محمد ابوالحسن خاں بینظیر جنگ ضرغام الدولہ معین الملک کے فرزند اور نواب محمد جعفر علی خاں المخاطب بہ محمد معین شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک کے پوتے تھے آپ اپنے والد مرحوم کے بعد جملہ اعزاز خطابات، جاگیرات اور مناصب آبائی سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ آپ میر مجلسی محکمہ دیوالہ بار اور کوٹھ حیات کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ ایران اور ترکستان سے شاہی مہمان ہو کر جو کوئی وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوتا تھا آپ حسب الحکم خاص طور پر ان کی پیشوائی کے لئے جاتے تھے۔ اپنے آباو اجداد کی طرح جملہ خوبیوں کے حامل تھے۔ آپ نے نواب رشید الملک کی دختر سے شادی کی جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے ۔

(۱) نواب محمد ابوالحسن خان ثالث شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر سے معزز صاحب تذکرہ (۲) نواب محمد مہدی حسین خاں بنیظیر جنگ مرحوم اور صاحبزادی صاحبہ حضرت امت الزہرہ بیگم صاحبہ (جن کی شادی اپنے والد ہی کے حین حیات میں نواب محمد وزارت علی خاں علی یاور جنگ مرحوم سے ہوئی) اور جن کے دو صاحبزادے (۱) نواب علی محمد خاں فخر نواز جنگ بہادر مددگار ناظم صنعت و حرفت سرکار عالی (۲) نواب محمد افضل علی خاں بہادر صدر مہتمم برقی ضلع رائچور ہیں

نواب محمد ابوالحسن خان ثالث شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر

آپ نواب محمد کاظم علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم و مغفور کے خلف اکبر نواب محمد ابوالحسن خاں بنیظیر جنگ ضرغام الدولہ معین الملک مرحوم کے لائق پوتے ہیں۔ خاندان شوکت جنگی کے ایک زبردست رکن اور حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے معزز و قدیم امرا سے ہیں جن کی وفاداری، جاں نثاری، خیرخواہی ضرب المثل اور الوالعزمی علو ہمتی، شان و شوکت، قدر و منزلت مسلم ہے

آپ نے اردو فارسی میں انتہائی درجہ تک تعلیم حاصل کر کے اسناد حاصل فرمائے ہیں اور اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد تمامی اعزاز و مناصب و جاگیرات خطابات آبائی سے سرفرازی پائے اور اپنی تعلیم کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے ذاتی ذوق و شوق کی وجہ بہت جلد میٹرک تک کامیابی حاصل کی، آپ بیس سال کے تھے کہ آپ کے سر سے والد بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا اسکے بعد آپ قانون کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس میں نیز مال اور عدالتی سررشتہ جات کے امتحانات میں آپ نے بدرجہ اعلےٰ کامیابی حاصل فرمائی۔ مجلس وضع آئین و قوانین اور صفائی بلدہ و چادر گھاٹ کے رکن اور میر مجلس ایک زمانہ دراز تک رہ کر ملکی خدمات انجام دیئے۔ آپ سیر و سیاحت کے بڑے دلدادہ ہیں چنانچہ ہندوستان کے بڑے بڑے اور مشہور و معروف مقامات کی آپ نے سیاحت فرمائی اور دوران سیاحتوں میں وہاں کے حالات آئین و قوانین طرز حکومت و معاشرت کی اچھی اسٹڈی کی آپ کے جنرل معلومات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب بھی آپ نے معلومات کو وسعت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں

امرائے حیدرآباد دکن میں آپ کی ایک ممتاز ہستی ہے۔ الحق کہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہر کسی کو فیض پہنچتا ہے۔ حضور اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو آپ پر اعتماد کلی ہے اور آپ کو بھی ملازمان بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی سے خاص عقیدت ہے۔ وفاشعاری، فرماں برداری اور جاں نثاری آپ کا آبائی شیوہ ہے۔ چنانچہ آپ بھی الولد سر لابیہ کے مصداق ملک و مالک کی بہی خواہی کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں ہمیشہ ظل اللہ کی مداحی میں رطب اللسان رہتے ہیں جو آپ کی عین عقیدتمندی و سعادتمندی پر دال ہے وضع امیرانہ کے پابند، جلیل القدر، عالی حوصلہ، زندہ دل علم دوست، سادات نواز، غربا پرور امیر ہیں آپ کی جاگیر کی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ سادات اور غربا کی پرورش میں صرف ہوتا ہے نہایت حلیم الطبع منکسر المزاج نواب ہیں۔ باوجود جاہ و جلالت شان و شوکت کے غرور و تمکنت آپ میں نام کو نہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ خاص کر غریبوں سے نہایت تپاک سے ملتے ہیں۔ اہل علم کی عزت اور سادات کی حرمت کرتے ہیں۔ خلق اللہ کی خدمت اور ان کے ساتھ دامے درمے سخنے قدمے سلوک کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

شادی اور اولاد

آپ کے والد مرحوم کی عین حیات ہی میں آپ کی شادی نہایت تزک و احتشام سے نواب میر مہدی علی خاں شمشیر جنگ مرحوم اول سابق معین المہام کی چھوٹی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو دو لائق و فائق صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں خداوند کریم نے عنایت فرمائے (۱) نواب محمد کاظم علی خاں کاظم (بی اے عثمانیہ) (۲) نواب محمد جعفر علی خاں بہادر اور صاحبزادی (۱) محل نواب مرزا حسین خاں مرحوم خلف نواب معتمد الدولہ جن کے فرزند میرزا محمد علی خاں بہادر ہیں (۲) محل نواب عنایت جنگ بہادر (۳) محل ڈاکٹر نواب سید جعفر حسین خاں بہادر پی ایچ۔ ڈی (جرمن) فرزند نواب شجاع الملک مرحوم نبیرہ خان خاناں مرحوم

نواب محمد کاظم علیخاں بہادر

آپ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے لائق فرزند اکبر اور نواب شمشیر جنگ مرحوم اول کے نواسہ ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی

قابل اساتذہ سے اردو، فارسی، عربی، انگریزی کی تعلیم
اور لاگھری پر حاصل فرمائی۔ ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں
شریک ہوئے اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی کالج سے
بی اے کی سند حاصل فرمائی اور ۱۵ ار شہریور ۱۳۳۳ف
میں سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت دوم تعلقدار
داخل ہوئے۔ اس وقت ضلع ورنگل آپ کا مستقر ہے
آپ کی ذاتی قابلیت اور آبائی خدمات کا خیال کرتے
ہمیں قوی یقین ہے کہ بہت جلد مال کے اعلے عہدہ پر
فائز ہوکر آپ کو ملک و مالک کے گرانقدر خدمات انجام
دینے کا موقع ملیگا۔ اور خطاب سے بھی مفتخر فرمائے جائینگے
آپ مجسم اخلاق، خوش لہجہ، خوش مزاج اور خوش رفتار
نواب زادہ ہیں۔ آپ پر ہمارے معزز صاحب تذکرہ
جس قدر فخر و ناز کریں کم ہے۔ جو جو خوبیاں کہ آپ میں
مجتمع ہیں وہ دوسرے امرا زادوں میں کم دکھائی
دینگی۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ مذہب کے
شیدا اور مولا کے فدائی ہیں۔ ۱۳۴۱ھ میں آپ کی
شادی نواب شجاع الملک خلف اکبر نواب خانخاناں
مرحوم کی دختر سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو
(۱) صاحبزادے محمد مہدی علی خاں ہیں۔

آپ ایک بہترین شاعر بھی ہیں۔ کاظم تخلص فرماتے
ہیں حیدرآباد کے نامی گرامی شعرا میں آپ کا شمار ہے
ہر صنف سخن پر آپکو قدرت حاصل ہے مگر جہاں تک مجھے
علم ہے آج تک آل اللہ کی منقبت کے سوا کسی دوسرے
صنف سخن پر آپنے طبیعت آزمائی نہیں فرمائی۔ سلاست
زباں اور فصاحت بیان کے اعتبار سے آپ کا ہر
شعر آبدار ہونیکے علاوہ حقیقت اور عقیدت کا آئینہ دار
ہے آپ ہر سال ۲ محرم کو اپنی ڈیوڑھی ہی میں مجلس
عزائے سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا برپا کر کے اپنے
تازہ طویل مرثیہ سے غلامان حیدری عزاداران حسینی کو
محظوظ و شاداب فرماتے ہیں آپ کے کلام کے چند شعر
اور مرثیہ کے کچھ بند بغرض تفنن ناظرین نمونتاً درج ذیل
کئے جاتے ہیں جو خالی از لطف نہیں۔

سلام

تھا پئے اتمام حجت استغاثہ شاہ کا
ورنہ کیا محتاج تھا بیٹا رسول اللہ کا

کون ہمسر ہے جہاں میں احمد ذیجاہ کا
عرش پر تنہا ہی مہماں ہوا اللہ کا

کیا فرشتوں سے رکونگا قبر میں کہدونگا صاف
نام لیوا ہوں علیؑ کا عبد ہوں اللہ کا

عکس خونِ شاہ دیں ہے کہتے ہیں جس کو شفق
آسماں کیا ہے دھواں ہے بیکسوں کی آہ کا

کیوں نہ کرتے مصطفیٰؐ اعلانِ حق یومِ غدیر
خود کی خواہش تھی وہی منشاء وہی اللہ کا

شانِ حیدرؑ دیکھئے بت توڑنے کے واسطے
گھر بلا اللہ کا شانہ رسول اللہؐ کا

تا ابد قائم رہے کاظم شہ عثماں مرا (خلد اللہ ملکہٗ)
اِن پہ سایہ ہو خدا کا ہم پہ ظل اللہ کا

مرثیہ

وہ نور جس سے نظر آج تک ملا نہ سکا
کلیم جس کے نظارہ کی تاب لا نہ سکا
امین وہ کہ امانت پہ حرف آ نہ سکا
وہاں گیا کہ جہاں اور کوئی جا نہ سکا
رموز پردہ سے واقف رہا علیم ایسا
کلام حق سے کیا عرش پر کلیم ایسا

وہ نور جو ید قدرت کی اوّلیں تحریر
وہ نور جس سے عیاں حسنِ خاص کی تنویر
وہ نور چودہ[14] وہ شبیہوں کی ایک ہی تصویر
وہ نور خواب خدیجہؑ کی جاگتی تعبیر
مقامِ عجز میں تاجِ سرِ نیاز کیا
وہ نور خلق جسے کر کے حق نے ناز کیا

وہ نور واقفِ اسرارِ ذاتِ لم یزلی
وہ نور جس کے مراتب ہیں مثلِ شمس جلی
وہ نور جس کے سبب راہِ حق جہاں کو ملی
وہ نور نام محمدؐ ہے جس کا اور علیؑ
اگرچہ نور کا دو جا یہاں ظہور ہوا!
پھر آگے چل کے وہی نور ایک نور ہوا

سماں وہ نور کا وہ شانِ جلوۂ معبود
سرِ نیاز جھکائے وہ سامنے مقصود
ادھر تھا بحرِ کرم جوش پہ پئے محمود
ادھر جبین نبیؐ بے قرار بہرِ سجود
ادھر کا حکم یہ تھا تو ہے افضل و اعلیٰ
ادھر زبان پہ سبحان ربی الاعلیٰ

خدا کے گھر میں کبھی دوش پر چڑھا کے اسے
غدیر خم میں کبھی ہاتھ پہ اٹھا کے اسے
لٹایا اپنی کسا میں کبھی بلا کے اسے

گہ اپنی فرش پہ ہجرت کی شب سلا کے اوسے
مبالغہ نہیں تاریخ اس کی شاہد ہے
دکھا دیا یہ نبیؐ نے کہ نور واحد ہے

نواب محمد جعفر علی خان بہادر

آپ نواب محمد ابوالحسن خاں شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے چھوٹے فرزند نواب محمد کاظم علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم کے پوتے اور نواب میر مہدی علیخاں شمشیر جنگ اول مرحوم کے نواسے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر اردو فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی ازاں بعد مدرسۂ عالیہ میں شریک ہو کر انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کامیاب ہوئے اور بعض وجہ کی بناء پر تعلیم ترک کر کے سنہ ۱۳۵۴ھ میں بحیثیت مہتمم کروڑگیری سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوگئے۔ اسی حیثیت سے آپ مختلف محصولخانہ جات یعنے اورنگ آباد، بیڑ، راجورہ پر کارگزار رہے ہیں ہر ایک محصولخانہ پر آپکی کارگزاری بہترین ثابت ہوئی ہے اکثر آپ نے اپنا ایک دورہ کر کے مقدمات کی گرفتاریاں عمل میں لائی ہیں آپ ہمہ تن مصروف بکار رہ کر روزمرہ کا کام ختم اوقات دفتر تک بالکل پاک و صاف کر دیتے ہیں۔ آپ باوجود ایک امیرزادہ ہونے کے طبیعت سپاہیانہ پائے ہیں آپکی خوش خلقی کا یہ عالم ہے کہ آپ کے ملازمین ماتحتین نہایت خوش اور آپکی فرمانبرداری کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ آپ کام کے دھنی اور وقت کے بڑے پابند ہیں آپ نہایت وجیہ، شجیع، جامہ زیب، ملنسار، پرہیزگار و جوان صالح نواب ہیں نواب میر علی محمد خان مرحوم شمشیر جنگ ثانی کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہیں آپ کو شاعری کا بھی ذوق سلیم ہے جعفر تخلص فرماتے ہیں آپ کا کلام نہایت شستہ و فصیح ہوا کرتا ہے آپکی طبیعت میں آمد ہے ہم آپ کی ایک غزل بطور نمونہ بغرض تفنن طبع ناظرین درج ذیل کرتے ہیں

غزل

بڑھے ہیں بیکسی کی بے نوائی کو بڑی شان سے
اداسی ناامیدی یاس حسرت شام ہجراں سے

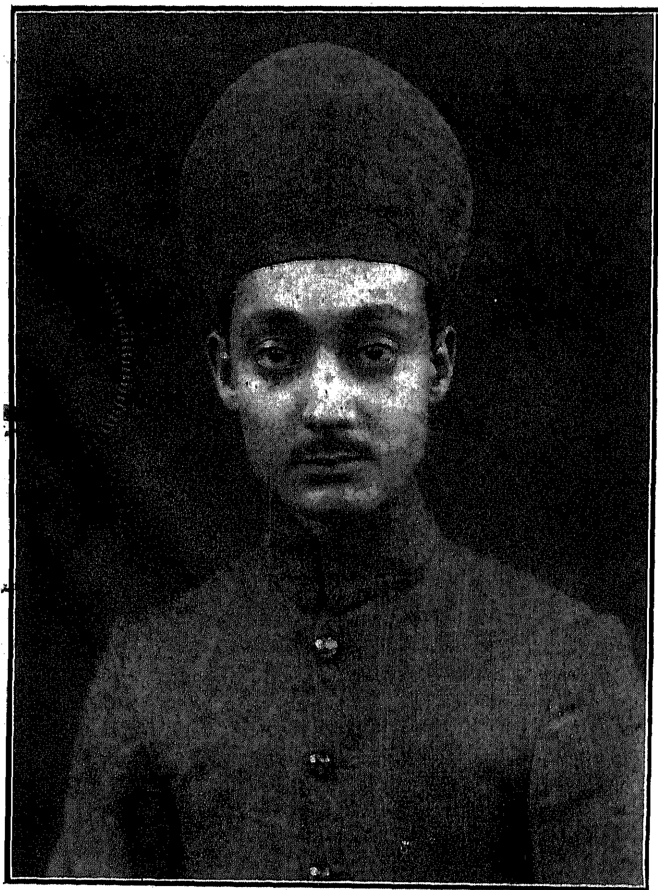
بہت ساماں گھر واقع ہیں تجھ بن آئے ہیں لیکن
کوئی ٹھہرے مقابل کیسے دل کے گھر کے ویرانے سے

وہ جھگڑا اٹھا ہی کیا جس کے لئے رویت ہم پہنچے
حقیقت واقعہ کی پوچھ لو یوسف کے والد سے

خدایا کیا محبت بھی تحمل نہیں سکتا۔
کہ راہیں ڈھونڈتے یعقوب بیٹھے ہیں زنداں سے

نہ چل وہ چال جس سے ہو شکستہ دل غریبوں کا
صدا پڑ در دیا آنے لگی شہر خموشاں سے

تری آنکھیاں بھی نہیں ہیں اے ستمگر جعفر
جو اپنا ہی نگہ دیکھ لیا کوئے جاناں سے



نواب محمد معین خان بہادر

نواب محمد معین خاں بہادر

آپ کے خاندانی حالات کا آپ کے عم محترم نواب محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ کے تذکرہ کے ضمن میں ذکر کیا گیا۔ یہاں ہم نواب محمد مہدی حسن خان بینظیر جنگ مرحوم سے آپ کے تذکرہ کی ابتدا کرتے ہیں۔ حیدرآباد کے دیگر جاں نثار و وفاشعار خاندانوں کی طرح آپ کے خاندان کے معزز اراکین نے اپنی جانوں کو خطرناک مہموں میں ڈالکر وہ وہ کارہائے نمایاں کئے کہ دکن کے تواریخ اس کے شاہد ہیں۔

نواب محمد مہدی حسن خاں مرحوم آپ نواب محمد کاظم علیخان شوکت جنگ حسام الدولہ کے فرزند اصغر تھے آپ اپنے والد کے زیر نگرانی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل فرمائی۔ بعد ازاں بعد مدرسۂ عالیہ میں داخل ہوئے جہاں سے آپ میٹریکلیشن کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی۔ آپ (۱۹) سال کے تھے کہ آپ کے مہربان والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ سنہ ۱۳۲۲ھ کو بتقریب سالگرہ حضرت غفران مکاںؒ خطاب خانی و بہادری بینظیر جنگ و منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے ذاتی ذوق و شوق کی وجہ آپ میاٹرک کامیاب کرنے کے بعد خاموش نہیں بیٹھے بلکہ ملکی قانون اور برٹش انڈیا کے قانون کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور

اس میں اچھی کامیابی حاصل کر کے تکمیل کی غرض سے ولایت
تشریف لے گئے ولایت میں فوقیت کے ساتھ بیرسٹری
اور اگریکلچری (فنِ زراعت) کامیاب فرمایا۔ اعلیٰ قابلیت
اور خاندانی لحاظ کرتے آپ کو اپنے ملک اور مالک
کے خدمات بجالانے کا بہت جلد موقع مل گیا انگلستان
سے واپس ہوتے ہی آپ ناظم عدالت ضلع کی حیثیت
سے سلکِ ملازمت سرکارِ عالی میں داخل ہوئے آپ
کے منصفانہ اور معدلانہ فیصلوں سے سررشتۂ عدالت
کی مثلیں بھری پڑی ہیں مگر افسوس کہ عین عنفوان شباب
میں آپ راہی باغ ارم ہوئے کچھ دنوں اور آپکو خدمات
کی انجام دہی کا موقع ملتا تو اپنی حسنِ قابلیت و انتظام
کی وجہ آپ ضرور کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو کر ملک کے
گراں قدر خدمات انجام دیتے تھے آپ نہایت لائق
ذی مروت۔ عاقبت اندیش خوش اخلاق نوجوان
امیر تھے۔

آپ کی شادی نواب صارم جنگ عزیز الدولہ
اعتصام الملک مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کی
یادگار ایک صاحبزادہ نواب محمد معین خان بہادر اور
ایک صاحبزادی محل نواب محمد افضل علی خان بہادر فرزند
اصغر نواب محمد وزارت علی خاں علی یار جنگ مرحوم ہیں

نواب محمد معین خاں بہادر

آپ نواب محمد مہدی حسن خان بےنظیر جنگ مرحوم کے
فرزند نواب محمد کاظم علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ
مرحوم کے پوتے، نواب محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ
حسام الدولہ بہادر کے بھتیجے اور نواب صارم جنگ
عزیز الدولہ اعتصام الملک مرحوم کے نواسے ہیں آپ
اُردو۔ فارسی، اور انگریزی کی تحصیل اپنے اب مرحوم
کی زیر نگرانی کی۔ آپ کمسن تھے کہ آپ کے والد کا
سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا آپ نے اپنی قابل و لایق
اور منتظم والدہ کے زیر نگرانی تکمیل درس کی۔ آپ
اردو، فارسی، اور انگریزی میں سباق و سیاق
ہیں۔ شکار، پولو، اور دیگر مردانہ کھیلوں میں ید طولیٰ
رکھتے ہیں۔ آپ کی شادی نواب تراب یار جنگ
بہادر کی بڑی صاحبزادی نواب میر سرفراز حسین خان
صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم کی نواسی سے بڑے
تزک و احتشام سے ہوئی آپ کو ایک صاحبزادہ نواب
محمد مہدی حسین خان جو اپنے دادا کا ہم شبیہ اور ہمنام ہے
موجود ہے آپ انتہا درجہ کے سلیم الطبع نواب ہیں۔

نواب آقا محمد معین خاں

نواب محمد جعفر علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک مرحوم

نواب محمد ابوالحسن خان ضرغام جنگ حسام الدولہ معین الملک بہادر

نواب محمد جعفر علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک مرحوم (زوجہ خورشید بیگم)

نواب محمد ابوالحسن خان بینظیر جنگ ضرغام الدولہ معین الملک مرحوم (زوجہ پادشاہ بیگم عرف مرزا بیگم)

نواب محمد کاظم علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم و مغفور

(زوجہ نوابہ عنایت النساء بیگم صاحبہ مرحومہ بنت میر اسمٰعیل علی خان حیدر یار جنگ شیر الدولہ رشید الملک)

نوابہ بنت الزہرہ بیگم صاحبہ محل نواب وزارت علی خان علی یار جنگ مرحوم

نواب محمد ابوالحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر محل نوابہ محمدی بیگم صاحبہ بنت نواب مہدی علی خان شمشیر جنگ مرحوم

نواب مہدی حسین خان بینظیر جنگ مرحوم نوابہ امت الحسینی بیگم صاحبہ بنت نصرت جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک مرحوم

نواب محمد کاظم علی خان بہادر محل رضاعت النساء بیگم صاحبہ بنت میر صفدر حسین شاہ نواز خان فتح یار جنگ صمصام الدولہ شجاع الملک مرحوم

نواب محمد جعفر علی خان بہادر محل امت الفاطمہ بیگم صاحبہ بنت نواب میر علی محمد خان شمشیر جنگ مرحوم

نواب محمد معین خاں مہا محل نور جہاں بیگم صاحبہ بنت نواب میر تراب علی خان تراب یار جنگ بہادر

نوابہ عنایت النساء بیگم صاحبہ محل نواب محمد افضل علی خان بہادر ابن نواب علی یاور جنگ مرحوم

نواب محمد علی محمد خان فخر نواز جنگ بہادر محل زہرہ طلعت قمر آرا بیگم مرحومہ بنت نواب میر فراست حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم

نواب محمد افضل علی خان بہادر محل عنایت النساء بیگم صاحبہ بنت نواب مہدی حسین خان بینظیر جنگ مرحوم

امیر اعظم

نواب علی یار جنگ بہادر

آپ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے اس رفیع الشان
خاندانِ والا دودمان کے رکن رکین ہیں جو خاندان کہ
پشتہا پشت سے معزز، ممتاز اور مشہورِ آفاق چلا آرہا
ہے۔ اس خاندان بلند مرتبت کے اراکین ہر زمانہ میں
مقرب بارگاہ شاہان وقت رہے ہیں۔ اسی خاندان کے
ایک فرد فرید اور ہردلعزیز رکن آپ (صاحب تذکرہ)
ہیں۔ اس خاندان کے اراکین جنگ ہائے عظیم میں
ملک و مالک کے لئے اپنی عزیز جانوں کو خطرہ میں ڈال کر
کارہائے نمایاں انجام دئیے ہیں جن کے خون کا ایک
ایک قطرہ ملک اور مالک کی بہی خواہی و وفاشعاری
سے مملو تھا۔ حیدرآباد کی کوئی ایسی سیر اور تاریخی کتاب
نہیں کہ جس میں اس خاندان مہتم بالشان کے اراکین
کا تذکرہ خاص طور پر نہ ہوا ہو۔ آپ کا سلسلۂ نسب چوبیس
واسطوں سے امام ضامن ثامن حضرت علی ابن موسیٰ الرضا
علیہ التحیۃ والثنا تک پہنچتا ہے۔ جن کی چند پشتوں میں
حضرت میر محمد درویش گزرے ہیں جو اپنے وقت کے
عالم جید، فاضل متبحر، صاحب کشف و کرامات و زہد و ورع
بزرگ تھے۔ اس زمانہ میں جس زمانہ میں کہ حضرت میر محمد
درویش خراسان میں تھے۔ قلمرو ہندوستان کا شہنشاہ
نصیر الدین ہمایون بادشاہ (جنت آشیانی) تھا جس کو
اولاد ہوتی تو تھی مگر زندہ نہیں رہتی تھی جس کی وجہ شہنشاہ
کا دل ہمیشہ محزون و ملول و مغموم رہتا تھا۔ ہمیشہ

بارگاہ قاضی الحاجات میں شہنشاہ کے ہاتھ بلند تھے
ایک شب خواب میں معصوم دہم امام ہشتم شاہ خراسان
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا حضرت
کا ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ " ہمایون غم نہ کھا میں اپنے فرزند
میر محمد درویش رح کو تیرے پاس بھیج رہا ہوں۔ اب جو اولاد
تجھ کو پروردگار عالم عطا فرمائے اس کو ان کی آغوش
میں فوراً ڈال دے۔ پروردگار عالم انکی آغوش کی بدولت
اس کو صحیح و سالم رکھیگا اور عمر طویل عطا فرمائیگا" اس
فرمان کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے شہنشاہ مذکور کو حضرت
میر محمد درویش رح سے روشناس بھی فرما دیا۔ اور ادھر خراسان
میں (حضرت میر محمد درویش رح کو بھی ہند کی جانب روانہ
ہونیکا حکم ہوا۔ آپ (حضرت میر محمد درویش رح) حسب الحکم
امام عالیمقام شہر خراسان سے ہندوستان کی طرف چلے
مگر یہ ایسا پرآشوب وقت تھا کہ ہمایون بادشاہ شیر شاہ
سوری کے حملوں کی تاب نہ لاکر ایران کی سمت روانہ
ہو رہا تھا۔ اثنائے راہ میں (یعنے بمقام ملتان) شہنشاہ
نے حمیدہ بانو بیگم سے عقد کیا جب کہ
پہنچا تو حضرت سید میر محمد درویش رح کی ملاقات کا شرف حاصل
ہوا۔ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ عالم رویا میں جس بزرگ
سے امام علیہ السلام نے روشناس فرمایا تھا وہ یہی
ہیں۔ شاد و مسرور ہوکر قدمبوسی کی عزت حاصل کی
اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے ہمراہ آپ
کو رکھ کر آپ کی فیض صحبت سے مستفید ہوتا رہا۔ جب
ہمایون بادشاہ آپ کو ہمراہ لیکر امرکوٹ پہنچا اور
یہاں راجہ رانا کا مہمان ہوا تو دوران قیام امرکوٹ
میں حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے شہنشاہ کو خداوند کریم
نے ایک فرزند عطا فرمایا جس کو بمطابق فرمان
امام علیہ السلام ہمایون بادشاہ نے حضرت میر محمد درویش رح
کے گود میں ڈال دیا۔ اس کو گود میں لیکر حضرت
میر محمد درویش رح نے اس کے ترقی عمر کے لئے درگاہ رب العزت
میں دعا فرمائی۔ اس دعا کے اثر سے ہمایون بادشاہ
کے اس شاہزادے کو نہ صرف عمر طویل عطا ہوئی
بلکہ انکی پر خلوص اور پر اثر دعا کی برکت سے وہ بڑا
اقبال مند ہوا جو تاریخ ہندوستان میں اکبر اعظم
(Akbar the Great) کے نام نامی سے مشہور ہے
نہ صرف سلاطین مغلیہ میں کوئی بادشاہ مثل اس کے نہیں گزرا
بلکہ سلاطین عالم میں بھی اس کا بہت بڑا درجہ ہے
حضرت میر محمد درویش رح کے فرزند سید محمد تھے۔

کلید برادر روضہ منورہ حضرت امام ہشتمؑ کی دختر
ان سے منسوب تھیں۔ جن کے بطن سے انکو دو فرزند
(۱) سید معصوم اور (۲) سید جعفر تھے۔ سید معصوم اپنے
نانا کی رحلت کے بعد انکے جانشین اور کلید برداری
روضۂ مقدس شاہ خراساں حضرت علی ابن موسی الرضا
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سرفراز ہوئے۔

سید جعفر ترک وطن کرکے بعہد شہاب الدین
شاہجہان بادشاہ (فردوس آشیانی) وارد ہندوستان
ہوئے۔ اور اپنی خاندانی شرافت و ذاتی قابلیت کی
وجہ فوراً منصبداران شاہی میں داخل کرلئے گئے انکے
دو فرزند (۱) میر محمد معصوم اور (۲) میر محمد سعید تھے۔ سید جعفر
اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ جنگ قنوج میں
شریک رزم رہ کر جوانمردی اور وفاشعاری بہادری و
شجاعت کے وہ وہ جوہر دکھلائے کہ ہندوستان کی
تاریخیں سب کی سب آپ کی شجاعت و بہادری کی
تعریف و توصیف سے بھری پڑی ہیں۔ آخر الامر اسی
جنگ میں سید جعفر مع اپنے فرزند میر محمد معصوم کے
جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اب ہم اس عظیم الشان خاندان
کے ذکر کی ابتدا سید محمد سعید سے کرتے ہیں۔

میر محمد سعید

آپ سید جعفر کے فرزند دوم اور
سید محمد کے پوتے اور حضرت میر
محمد درویشؒ کے پڑپوتے تھے۔ جنگ قنوج میں جب
آپ کے بڑے بھائی اور والد ماجد مارے گئے تو
آپ دہلی واپس آکر بارگاہ شاہجہاں میں باریاب
ہوئے اور مناصب آبائی و خدمات سے سرفرازی
پائے۔ سنہ جلوس شاہ جہاں میں جب قلعہ دیوگڑھی
(جسے اب دولت آباد کہتے ہیں) فتح ہوا تو پیشگاہ شاہجہانی
سے آپ کو خدمت اہتمام وغیرہ قلعہ داری دولت آباد و
جاگیر ذات مواضعات گنوری و سکندر پیٹھ پرگنہ سلطان پور
سرکار دولت آباد صوبہ اورنگ آباد سے سرفرازی ہوئی
اور یہ انتخاب نواب عمدۃ الملک اسد خان بہادر
وزیر اعظم محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی
(خلد مکانی) کے مشورہ سے ہوا جسے تاحیات آپ نے
بحال نیک نیتی انجام دیا۔ اس زمانہ میں عہدۂ قلعہ داری
انتظام فوج قلعہ ایسے شخص کے تفویض ہوتا تھا جو نہایت
دیانتدار، وفاشعار اور خیرخواہ ملک و دولت ہو۔
چونکہ آپ کو بارگاہ سلطانی میں بڑا تقرب منزلت حاصل
تھا اس لئے آپ نہ صرف خدمات جلیلہ سے مفتخر و مباہی

ہوے تھے بلکہ جاں نثاری، خیر سگالی اور وفاشعاری کے صلہ میں ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے۔ چنانچہ اس کا ذکر آداب عالمگیری۔ بادشاہ نامہ تالیف ملا عبدالحمید لاہوری، مرآۃ العالم تالیف بختاور صاحب عالمگیری اور ارادت خانی میں موجود ہے۔ آپ اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند میر محمد کاظم چھوڑ کر راہی ملک جاوداں ہوے۔

میر محمد کاظم

آپ میر محمد سعید کے اکلوتے فرزند اور سید جعفر کے پوتے تھے۔ آپ بمقام دولت آباد متولد ہوے۔ اور اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنی آبائی خدمت احتشام قلعداری دولت آباد پر مامور اور مواضع گنوری و سکندر پلے وغیرہ جاگیرات ذات و ماہوار و مناصب موروثی سے سرفرازی پائے۔ آپ نے شہر اورنگ آباد کو بارہا دست برد غنیم مرہٹوں سے بچایا اور اس اندفاع میں آپ کے فرزند نواب میر حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الملک اول اور نواب میر محمد معصوم شہاب جنگ نے شریک سرکردا جوانمردی دی۔ ۲ شعبان ۱۱۶۷ھ کو راجہ صاحب پوتہ رگھوناتھ راؤ پیشوا نے شہر اورنگ آباد کا محاصرہ کیا تو آپ نے اپنے فرزندوں کے ساتھ ایسے وقت میں وہ جوانمردی اور مردانگی کے جوہر دکھلائے جب کہ ملک کے ہاتھ سے نکل جانے کا قوی اندیشہ تھا چنانچہ اس کے ذکر سے حدیقۃ العالم، فتوحات نظام علی خاں، بیاض ارادت خان و زبدۃ التواریخ مولفہ عبدالکریم جیسی معتبر اور مستند تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ غرض کہ آپ بہمراہی موتمن الملک سالار جنگ ناظم اورنگ آباد شہر کی حفاظت اور غنیم کی مدافعت کر کے مورد الطاف شاہی ہوئے۔ آپ کو پانچ فرزند (۱) میر جعفر خاں (۲) میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ جن کی اولاد میں نواب شہاب جنگ افتخار الملک گزرے ہیں جو معین المہامی و صدر المہامی کوتوالی کی خدمت جلیلہ پر فائز اور خدمت مدار المہامی کو مستعدانہ طور پر انجام دیا (۳) میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک (۴) سید رضا علی خاں اور (۵) سید غلام محمد خاں تھے۔

نواب میر غلام حیدر خاں

آپ میر محمد کاظم خاں کے فرزند سوم، میر محمد سعید خاں کے پوتے اور سید جعفر خاں کے پڑپوتے

تھے۔ ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ قاضی شیخ الاسلام خاں اور ان کے ہمعصر دیگر لائق و فائق اساتذہ سے جو اپنے وقت کے مایۂ ناز، اولوالعزم اور شہرۂ آفاق علماء سے تھے عربی اور فارسی کی اعلیٰ تعلیم کا اکتساب فرمایا۔ آپ کا علمی ذوق و شوق لائق صد ستائش اور ہمیشہ مفید نتائج کا متلاشی رہتا تھا۔ چنانچہ آپ نے علوم متداولہ میں ایسی مہارت تامہ حاصل فرمائی کہ اپنے عہد میں اپنی آپ نظیر تھے۔ آپ کے وقت عزیز کا بہت بڑا حصہ علمی مشاغل میں صرف ہوتا تھا اور بقیہ وقت آپ کا اپنے والد محترم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرتا تھا آپ کی اس اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ آپ کے والد محترم کی دعا ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی۔ آپ اپنے والد محترم کی وفات کے بعد اپنے حصہ سے اپنے بھائیوں کے حق میں دست بردار ہوکر اپنی خداداد قابلیت پر بھروسہ اور خداوند جلیل پر توکل کرکے اورنگ آباد سے بعہد نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران مآب دارالسلطنت ابد مدت حیدرآباد تشریف لائے اور نواب غیور جنگ کے پاس قیام پذیر ہوئے اس کے چند روز بعد نواب عبدالحی خان صمصام الملک اور نواب شیر جنگ کی وساطت سے بارگاہ حضرت غفران مآب میں باریابی کی عزت حاصل کی۔ حضرت غفران مآب نے آپ کی ذہانت، ذکاوت، قابلیت، لیاقت کو دیکھ کر از راہ قدردانی و ہنرپروری بمراحم خسروانہ آپ کو قلمدان دارالانشاء خاص سے سرفرازی بخشی اُس زمانہ میں دارالانشاء خاص بڑی اہم اور عظیم الشان خدمت تھی۔ جس طرح آج پیشی خداوندی کا دفتر ہے اسیطرح اس زمانہ میں دارالانشاء خاص کا دفتر تھا۔ اس اعلیٰ خدمت کی سرفرازی کے موقع پر اس عہد کے کسی شاعر نے اپنی حسن عقیدت کا اظہار جس قطعۂ تاریخی کے ذریعہ کیا ہے وہ بجنسہٖ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خدمت نظم دارالانشا را — کرد تفویض شاہ ملک دکن
شد عطارد و حساب از سالش — منشی مستقل ملک دکن

۱۱۸۹ھ میں پیشگاہ حضرت غفران مآب سے خطاب خانی و بہادری اور ۱۱۹۵ھ میں سرپیچ مرصع و علم و نقارہ ۱۱۹۶ھ میں ممتاز جنگ خطاب اور ۱۱۹۹ھ میں اعتصام الدولہ خطاب و کنٹھی مروارید اور ۱۲۰۲ھ میں دست بند مرصع و خطاب مستطاب اعتصام الملک و پالکی جھالردار سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ صاحب تذکرہ گلزار آصفیہ نے

آپ کے ذکر کو اس طرح سے زینت دہ تذکرہ کیا ہے کہ
"میر غلام حیدر خان بہ آن مرتبہ مصاحبت و"
"تقرب رسید کہ رشک امیران دربار شد بلکہ بمراز"
"حضور پر نور بودہ صاحب منصب پنجہزاری، سہ"
"ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار بجاگیر"
"عمدہ سیر حاصل معزز گشت"

پانگل اور رکھڑلہ کی معرکۃ الآرا لڑائیوں میں
(جو تاریخ دکن میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں) ہمرکاب
باسعادت حضرت غفران مآب رہ کر آپ نے شجاعت و
مردانگی کے وہ جوہر دکھلائے جو دوسروں کے لئے
باعث رشک ہوئے۔ راجہ صاحب پونہ کو آپ کی
ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ حضرت غفران مآب
سے اس کی خواہش ظاہر کرنے پر آپ پونہ تشریف لیگئے
راجہ صاحب نے آپ کی ملاقات سے مسرور و محظوظ
ہو کر اپنے پاس ایک عرصہ تک مہمان رکھا۔ آخر آپ
کے اصرار شدید پر بادل ناخواستہ رخصت دی اور قیمتی
نادر، نایاب تحائف آپ کو دئیے جس کو آپ نے بارگاہ
حضرت غفران مآب میں پیش کر کے عزت حاصل کی۔
حضرت غفران مآب نے آپ کی اس دیانتداری و وفاشعاری
سے بیحد خوش ہو کر وہ جملہ تحائف آپ کو واپس عطا
فرمادئیے۔ آپکی ذاتی کل معاش تقریباً تین لاکھ کی تھی ۱۲۳۵ھ
میں بعمر ہشتاد سال راہی دارالبقا ہوئے اور اپنی یادگار
دنیا میں پانچ فرزند (۱) میر محمد علی خان رشید الدولہ
(۲) میر ابو تراب خان وحید الدولہ (۳) میر عباس
علی خان اعتصام الملک ثانی (۴) نواب میر دلاور
علی خان بہادر مرحوم (۵) نواب میر ابراہیم
علی خان خورشید جنگ اعتقاد الدولہ چھوڑ
گئے۔

نواب میر دلاور علیخان بہادر مرحوم

آپ نواب میر غلام حیدر خان
ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک اول کے
فرزند چہارم اور میر محمد کاظم خان کے پوتے تھے۔ آپ
اپنے والد ماجد کے بعد اعزاز و مناصب آبائی و
جاگیرات موروثی سے مفتخر اور خطاب خانی و بہادری
سے ممتاز ہوئے۔ قلعہ داری بتیال باڑی آپ کے
تفویض تھی۔ آپ اپنی یادگار اس دنیائے ناپائیدار
میں صرف ایک فرزند نواب میر لطف علیخان صارم جنگ
عزیز الدولہ مرحوم چھوڑ کر راہی ملک جاودان ہوئے

نواب میر لطف علیخاں مرحوم

آپ نواب میر دلاور علیخاں بہادر مرحوم کے اکلوتے فرزند، نواب میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک اول کے پوتے تھے سنہ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ لائق و فائق شخص تھے جو اپنے وقت کے عالم متبحر اور فاضل جید تھے عربی فارسی، صرف و نحو و معانی و منطق کی تحصیل اعلیٰ پیمانے پر فرمائی اور ان تمام علوم میں خود کو معراج کمال پر پہنچایا آپ بھی مثل اپنے جد امجد نواب میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک کے وحید عصر و فرید دہر نواب تھے۔ جن کی اعلیٰ قابلیت و لیاقت کا تذکرہ دکن کی تمام تواریخ میں شرح و بسط کے ساتھ آیا ہے بعہد سلطنت نواب میر اکبر علی خان آصف جاہ ثالث مغفرت منزل و بدور حکومت نواب میر فرخندہ علی خاں آصف جاہ رابع غفران منزل آپ نے اپنے جاگیرات آبائی تعلقہ گھاٹ نامذورہ وغیرہ و قلعہ داری پینیالی باڑی اور خطاب مستطاب صارم جنگ سے سرفرازی پائی۔ نواب میر تہنیت علی خان آصف جاہ خامس مغفرت مکان کے عہد میں آپ خطاب مستطاب عزیز الدولہ و خدمت صدر بخشی گری افواج شاہی و ناظم مخارج صرف خاص مبارک اور عہدہ بخشی الملک نائب بادشاہی دکن سے ممتاز و مباہی ہوئے۔ آپ کی شادی آپ کے حقیقی چچا نواب میر عباس علی خان اعتصام الملک ثانی کی صاحبزادی سے نہایت تزک و احتشام اور بڑے دھوم دھام کے ساتھ ہوئی آپ اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب میر غلام عسکری خان صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک چھوڑ گئے۔

نواب میر غلام عسکری خاں مرحوم

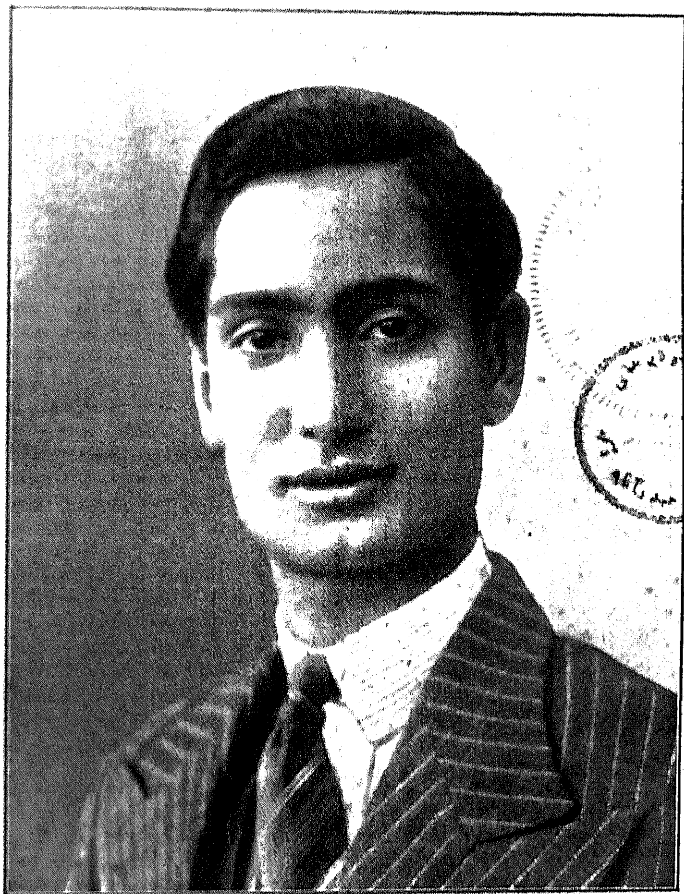
آپ نواب میر لطف علیخاں صارم جنگ عزیز الدولہ بخشی الملک کے خلف اکبر نواب میر دلاور علی خان بہادر مرحوم کے پوتے تھے آپ کی تسمیہ خوانی کی تقریب بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی جس میں تمام امرائے سلطنت و عمائدین دولت شریک تھے۔ اس تقریب میں حضرت غفران منزل نے آپ کو دو رقم جواہرات (سرپیچ مرصع جیغہ دار و ہار مرصع کار) سے سرفرازی بخشی۔ آپ کی تعلیم و تہذیب مثل آپ کے اب و جد کے اعلیٰ اعلیٰ

اساتذہ سے نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔ آپنے والد کے بعد جملہ جاگیرات و اعزاز و مناصب آبائی و قلعہ داری وغیرہ سے سرفرازی پائی۔ سنہ ۱۲۹۰ھ میں خطاب خانی و بہادری و خطاب مستطاب صارم جنگ سنہ ۱۳۰۱ھ میں بتقریب جشن دربار نوروز عالم افروز پیشگاہ حضرت میر محبوب علی خان آصف جاہ سادس غفران مکانؒ سے خطاب مستطاب عزیز الدولہ و سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ اور سنہ ۱۳۲۳ھ میں تقریب جشن چہل سالہ سالگرہ حضرت غفران مکانؒ اعتصام الملک خطاب منصب چہار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کی شادی نواب قیصر الدولہ کی صاحبزادی (نواب نزاب علی خان سپہ سالار جنگ مختار الملک اعظم کی بھانجی) یعنے نواب میر پرورش علیخاں مکرم جنگ مکرم الدولہ مرحوم کی ہمشیر سے نہایت تزک و احتشام اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔ اس تقریب میں پیشگاہ حضرت غفران مکانؒ سے آپ کو پنج رقم جواہر سرپیچ، ہار، بازوبند، دست بند اور انگشتری عطا ہوئی۔

آپ علوم متداولہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں لایق و فایق تھے۔ خلق و مروت، حمیت و شجاعت، جود و سخا، بذل و عطا، داد و دہش میں یکتا اور پابند صوم و صلواۃ متقی و پرہیزگار، غریب پرور، شریف نواز، ملنسار، مردم شناس، علم دوست ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جاں نثار نواب تھے غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کو آپ اپنا فرض اولین سمجھتے تھے فنون سپاہ گری و نشانہ اندازی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے شکار کے بیحد شوقین تھے۔ فطرتاً نہایت ذہین و طباع واقع ہوئے تھے۔ آپ کی فرزانگی و عقلمندی شہرۂ آفاق تھی۔ الحاصل یہ کہ آپ کی ذات ستودہ صفات میں وہ وہ خوبیاں خداوند کریم نے ودیعت فرمائی تھیں کہ جن کا احصیٰ ہم سے ناممکن ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے بعد برابر ۳۲ سال تک اپنے آبائی خدمات بخشی گری افواج شاہی و نظامت مخارج صرف خاص مبارک کو بکمال دانشمندی و خوش اسلوبی انجام دیکر ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے اور عہدۂ جلیلہ بخشی الملک (نائب بادشاہی دکن) پر فائز رہے۔ حضرت اقدس اعلیٰ خلد اللہ ملکہ



نواب سید زین العابدین خان بہادر فرزند اکبر نواب علی یار جنگ بہادر



نواب سید فرخندہ علی خان بہادر فرزند اصغر نواب علی یار جنگ بہادر

نے اپنے ہر دو شاہزادگان والاشان ہز ہائنس پرنس آف برار میجر جنرل نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد و سپہ سالار افواج آصفی بالقابہم اور والاشان میجر جنرل نواب معظم جاہ بہادر برادر حقیقی ولیعہد بہادر بالقابہم کی اتالیقی کے لئے آپ کا انتخاب ازراہ قدر ماپروری و قدر دانی فرمایا۔ اس اہم اور جلیل خدمت کو آپ نے غرہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ سے آخر دم تک انجام دیا آپ نے اپنی حین حیات ہی میں اپنے فرزند ارجمند نواب سید محمد علی خاں علی یار جنگ بہادر کو اپنی زیر نگرانی جاگیرات کے جملہ کاروبار سے بخوبی واقف کروا کے انتظام جاگیرات ان کے سپرد فرمایا تھا اپنی یادگار دنیا میں تین صاحبزادے (۱) نواب سید محمد علیخاں علی یار جنگ بہادر (۲) نواب سید لطف علی خاں مرحوم اور (۳) نواب سید علیخاں بہادر اور چار صاحبزادیاں چھوڑ کر ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ میں راہی روضۂ رضوان ہوئے۔

بس نامور بزیر زمیں دفن گشتہ اند
کز ہستیش بروے زمیں یک نشاں نماند

نواب سید محمد علیخان بہادر

آپ نواب میر غلام عسکری خاں صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک کے خلف اکبر، نواب میر لطف علی خاں صارم جنگ عزیز الدولہ بخشی الملک کے پوتے اور خانوادۂ عالیہ صارم جنگی و عزیز الدولائی و اعتصام الملکی و بخشگیری کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، معزز و ممتاز و ہر دلعزیز رکن ہیں جو اپنے خاندانی وقار، آن بان، شان و شوکت اور رعب و داب کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ حیدرآباد میں آپ جیسے معدودے چند ہی امرا ہونگے جن کی شان و شوکت، قابلیت و لیاقت مسلم ہے۔ آپ کو خاندان سالار جنگی و فخر الملکی اور شوکت جنگی سے قرابت قریبہ ہے خاندانی تعلقات اور لیاقت ذاتی کے مد نظر صف امرا میں آپ کو بلند مرتبہ حاصل ہے۔

ولادت و تعلیم

آپ بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوئے آپ نے اپنے شفیق و مہربان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ والد کے زیر نگرانی مثل اپنے اب و جد کے قابل اور لائق اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر اردو، فارسی اور عربی کی اچھی تعلیم حاصل فرمائی۔ ازان بعد سینٹ جارج گرامر اسکول

اور مدرسہ عالیہ میں شریک ہوکر انگریزی کی تحصیل
کی آپ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ فنون سپاہ گری اور
شہسواری کی تعلیم بھی دی گئی۔ آپ اردو فارسی انگریزی
میں اچھی قابلیت اور مہارت رکھتے ہیں۔ فن سپاہ گری
اور شہسواری میں بھی نہایت اچھی مشق ہے۔

خطابات و جاگیرات

جب آپ کے والد ماجد
نواب میر غلام عسکری خان
صارم جنگ کو بتقریب جشن چہل سالہ سالگرہ ۱۳۲۳ف
میں بپیشگاہ حضرت غفران مکانؒ سے خطاب مستطاب
اعتصام الملک و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و
علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفرازی ہوئی تو
اسی مبارک و مسعود تقریب کے موقع پر حضرت غفران
مکانؒ نے براحم خسروانہ آپ کو خطاب خانی و بہادری
و منصب یکہزاری سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔ ۲۹ جمادی الثانی
۱۳۵۱ھ کو بتقریب سالگرہ مبارک حضرت اقدس و اعلیٰ
خلد اللہ ملکہ آپ خطاب مستطاب "علی یار جنگ" سے
سرفرازی پائے۔ جس طرح اس خاندان کا ہر معزز
رکن ہر وقت مورد الطاف شاہانہ رہا ہے اسیطرح
الطاف و عنایات بے پایان حضرت بندگانعالی متعالی
مدظلہم العالی آپ پر بھی مبذول ہیں اس لحاظ سے
قوی امید ہے کہ آپ بہت جلد براحم شاہانہ خطابات
آبائی و ورلائی و ملکی سے مفتخر اور خدمات شایستہ موروثی
سے سرفراز فرمائے جائیں گے۔

آپ کے جاگیرات اضلاع اورنگ آباد و
بیڑ میں واقع ہیں۔ آپ کے جاگیرات میں (۳۲)
مواضع ہیں جن کا رقبہ تخمیناً ستر ہزار ایکڑ آبادی
تقریباً بیس ہزار نفوس اور محاصل سالانہ تخمیناً ایک
لاکھ چالیس ہزار ہے آپ کے جاگیرات میں (۴)
مدارس (۱ ایک) شفاخانہ ایک عدالت اور (۱ ایک) محبس ہے
اس کے علاوہ عملہ صفائی و برقی روشنی (پٹرومکس)
کا انتظام بھی ہے۔ آپ ان جاگیرداروں سے ہیں
جنھیں عدالتی اور کوتوالی اختیارات حاصل ہیں۔

آپ نے اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی جاگیرات
کے انتظام کی اعلیٰ قابلیت حاصل فرمائی چنانچہ
آپ نے بحین حیات والد خود بحیثیت معتمد جاگیرات
کی دیکھ بھال کی جب آپ کے والد نے کاروبار
جاگیر کے انجام دینے کا مادہ آپ میں بدرجہ اتم
موجود پایا تو جاگیرات بالکلیہ اپنی عین حیات ہی میں

آپ کے سپرد فرمادئیے۔ چنانچہ آپ اپنے والد
کی حین حیات ہی سے جاگیرات کے تمام کاروبار
نظم و نسق باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔ جب
سنہ ۱۳۳۹ھ میں آپ کے والد ماجد راہی روضۂ رضوان
ہوئے تو ان کے بعد ہی تمام اعزاز و مناصب آبائی و
جاگیرات موروثی سے مفتخر ہوئے اور آج ستر سال
سے برابر جاگیرات کے کاروبار نظم و نسق بڑی خوش
اسلوبی سے بحیثیت مالکانہ انجام دیرہے ہیں اس
عرصہ مدت میں آپ کے حسن اہتمام سے جاگیرات
میں جو جو قابل قدر و لائق ستایش ترقیات و اصلاحات
وقوع میں آئی ہیں وہ آپ کی ہوشیاری و دانشمندی
و دلچسپی و تجربہ کاری و کاردانی کی بین دلیل ہیں۔ اپنی
عزیز رعایا کی بہبودی اور انکی آسایش و آرام اور
خوشحالی میں اضافہ کرنیکا خیال ہمیشہ آپ کے پیش نظر
رہتا ہے آپ کے حسن تدبیر سے جاگیرات کے کاروبار
جس عمدہ پیمانے پر چل رہے ہیں وہ حیطۂ تحریر سے
باہر ہیں۔ آپ کی ڈیوڑھی (واقع ملک پیٹھ) ہی میں
آپ کی جاگیرات کا صدر محکمہ ہے۔ ڈیوڑھی ہی میں دفتر
کا قیام اس لئے عمل میں آیا کہ وقتاً فوقتاً آپ کاروبار
جاگیرات اور رعایائے جاگیرات کی حالت سے
باخبر رہیں۔

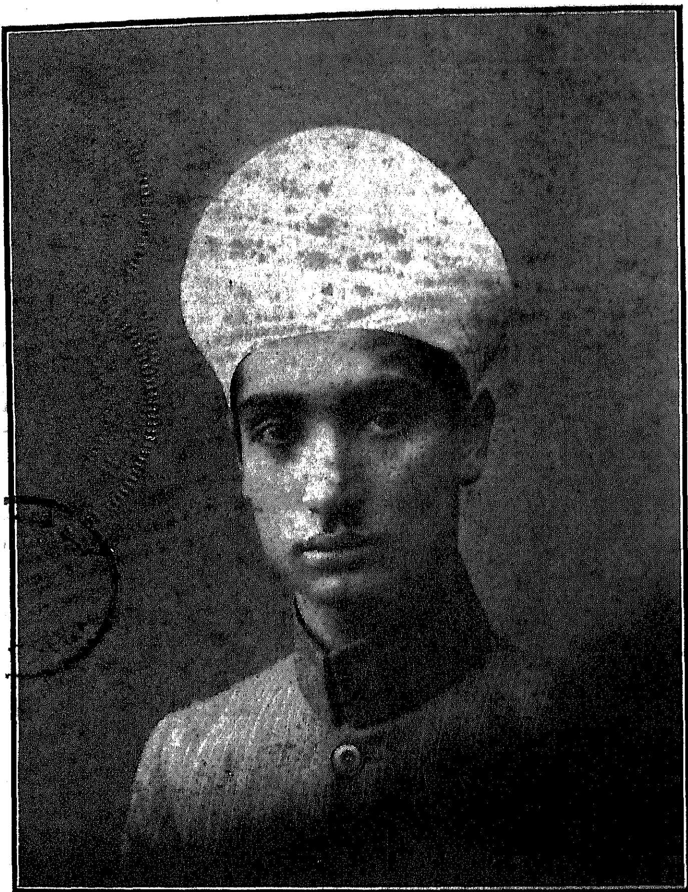
شادی اور اولاد

آپ کے والد ماجد کی حین حیات
ہی میں آپ کی شادی نواب
مرزا قیامن علی خاں مرحوم نبیرۂ نواب مرزا شمس الدین
خان الشہیر بہ ابن صاحب مرحوم نبیرۂ نواب مجاہد جنگ
اول شاہنواز الدولہ ثنائی کی صاحبزادی سے نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ جن کے بطن سے
آپ کو دو لائق و فائق فرزند (۱) نواب سید زین العابدین
خان بہادر (۲) نواب سید فرخندہ علی خان بہادر
حق تعالے نے عطا فرمائے دونوں صاحبزادگان اپنے
تعلیم یافتہ شفیق و مہربان والد کے زیر نگرانی اردو
فارسی کی تعلیم اچھے اچھے اور لائق اساتذہ سے
حاصل فرما کر سنٹ جارجس گرامر اسکول میں بغرض تحصیل زبان
انگریزی داخل ہوئے اور جب جاگیردار کالج کا
قیام ہوا تو اس میں شریک ہوئے اور اب بھی اعلی
پیمانہ پر ان کا سلسلۂ تعلیم نظام کالج میں اپنے والد ماجد
کے زیر نگرانی جاری ہے۔ اول الذکر صاحبزادہ
نواب سید زین العابدین خاں بہادر (ہم خلق و مروت

علم ولیاقت، فہم وذکاوت میں اپنے جد امجد نواب
سید غلام عسکری خاں صارم جنگ عزیز الدولہ اعتضام
الملک کے قدم بقدم ہیں) کو حضرت اقدس واعلےٰ
خلد اللہ ملکہ نے ذریعہ فرمان مبارک مترشحہ ۲۶ ر
جمادی الاول ۱۳۵۲ھ شہزادہ والا شان ہز ہائینس پرنس
آف برار نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد وسپہ سالار
افواج آصفی بالقابہم کا آنریری اسٹاف افسر اور صاحبزادہ
دوم نواب سید فرخندہ علی خاں بہادر (جو اپنے بھائی
کی طرح فہیم اور لائق وذکی ہیں) کو شہزادہ والا شان
میجر جنرل نواب معظم جاہ بہادر صدر نشین آرایش بلدہ
برادر ولیعہد دکن بالقابہم کا آنریری اسٹاف افسر
مقرر فرما کر خاندانی امیرزادگان کی عزت اور حوصلہ افزائی
فرمائی صاحبزادہ ثانی الذکر کی شادی نواب سید زین العابدین
خاں ساجد یار جنگ بہادر فرزند دوم نواب میر اورنگ علی خان
بہرام جنگ، بہرام الدولہ مرحوم نبیرہ نواب تراب علی خاں سالار جنگ
مختار الملک اعظم مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے ایک
فرزند اقبالمند نواب سید غلام حیدر خاں بہادر ۱۳۵۵ھ میں تولد ہوئے

اخلاق حمیدہ

آپ خوش خلق، خوش وضع
علم دوست، غریب پرور،
شریف نواز، رحمدل، ہمدرد، فیاض، سیر چشم، دریا دل
بلند ہمت، عالی حوصلہ، مردم شناس، ملنسار، نیک
خصلت سنجیدہ طبیعت امیر ہیں۔ ملک کی بہی خواہی
اور مالک کی جان نثاری وراثتاً آپ کے حصہ میں
آئی ہے آپ نہایت راست گو، پابند صوم وصلواۃ
سچی بات کو پسند کرنیوالے نواب ہیں۔ آپ کی ذہانت
وذکاوت مسلّم ہے آپ کے چہرے سے حقیقی معنوں
میں جلالت امیرانہ وشجاعت مردانہ ہویدا ہے آپ
وضع جدید کے حامی اور وضع امیرانہ کے سختی سے
پابند ہیں۔ اہل علم کی قدر کرتے ہیں۔ اکثر علماء، فضلاء،
فقہاء، شعرا اور زائرین وسائرین کی مدد فرماتے
ہیں امور خیر میں حصہ لینا اپنا اولین فرض تصور فرماتے
ہیں۔ خیرات اور حسنات کے کام بدل فرماتے ہیں
کیوں نہ فرمائیں کہ آپ حضرت میر محمد درویش کی اولاد
سے ہیں۔ یہی ایسے کام ہیں کہ جس کی وجہ سے
آپ کا نام نامی خلق کی زبان پر جاری ہے اور
دنیا والے ہر وقت آپ کو نیکنامی سے یاد
کرتے ہیں۔ الغرض آپ کی پرہیزگاری اور خلق اللہ
کی سچی خدمت گزاری کا ہر شخص بدل معترف ہے جہاں تک



نواب سید فرخنده علیخان بهادر

ہوسکتا ہے خلق اللہ کو دامے ، درمے ، قدمے ، سخنے مدد پہنچاتے رہتے ہیں۔ مالک کی بہی خواہی مالک کی جاں نثاری اور اپنی فرض شناسی کا جو جوہر آپ میں ہے وہ سب سے زیادہ ، قابل قدر ہے

نوٹ نواب تراب علی خان سر سالار جنگ مختار الملک اعظم مرحوم و مغفور ، نواب میر غلام حسین خاں صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک اول مرحوم اور نواب محمد ابوالحسن خاں شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر اور نواب مرزا فیاض علیخاں مرحوم اسی خاندان والا دودمان کے نواسے ہیں

اس خاندان کے معزز افراد بصراحت ذیل حسب ذیل گرانقدر خدمات پر مامور و سرفراز تھے۔

(۱) میر بخشی بادشاہی دکن و ناظم دارالانشاء ۷
(۲) عرض بیگی ۲
(۳) ناظم مخارج سرخاص مبارک و بخشی الملک و مناصب و خطابات و سواہیر وغیرہ ۲
(۴) اتالیق صاحبزادگان والاشان ۱
(۵) معین المہام و صدر المہام و منصرم مدار المہام ۱
(۶) اتالیق افسری شہزادگان والاشان ۲

اور اس خاندان والا دودمان کے (۶) معزز افراد خطاب ملکی سے سرفراز تھے

(۱) نواب میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک مرحوم و مغفور

(۲) نواب میر عباس علی خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک مرحوم و مغفور

(۳) نواب میر احمد علی خاں محترم جنگ محترم الدولہ اعتصام الملک مرحوم و مغفور

(۴) نواب میر اسمعیل علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ رشید الملک مرحوم و مغفور

(۵) نواب میر بادر علی خان شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک مرحوم و مغفور۔

(۶) نواب میر غلام عسکری خان صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک مرحوم و مغفور

شجرۂ خاندانی نواب علی یار جنگ بہادر

میر محمد درویش

سید محمد

سید جعفر نیشاپوری

- میر محمد معصوم
- میر محمد سعید

میر محمد کاظم خاں

- نواب میر جعفر خاں مرحوم
- نواب میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ مرحوم
- نواب میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک مرحوم
- سید رضا علیخاں مرحوم
- سید غلام محمد خاں مرحوم

- نواب میر محمد علیخاں رشید الدولہ مرحوم
- نواب میر [illegible] خاں حمید الدولہ مرحوم
- نواب میر [illegible] علیخاں اعتصام الملک ثانی مرحوم
- نواب میر دلاور علیخاں مرحوم
- نواب میر ابراہیم علیخاں رشید جنگ اعتماد الدولہ

نواب میر لطف علی خاں صارم جنگ عزیز الدولہ مرحوم ومغفور

نواب میر غلام عسکری خاں صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک مرحوم مغفور

- نواب سید محمد علیخاں علی یار جنگ بہادر
- نواب میر لطف علیخاں مرحوم
- نواب سید علیخاں بہادر

- نواب سید زین العابدین خاں بہادر
- نواب سید فرخندہ علیخاں بہادر

نواب سید غلام حیدر خاں بہادر



راجه راجان راجه شیوراج دهرم ونت آنجهانی



راجہ مرلی منوہر آنجہانی

راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر آنجہانی

ریاست حیدر آباد کے نامی گرامی جاگیردار راجہ راجان شیوراج دہرم ونت بہادر کے معزز خاندان کی ابتدائی تاریخ ایک المناک حادثہ کی وجہ سے جو چند سال بیشتر ان کے خاندان پر ان کے آبائی قدیم مکان واقع شاہجہاں آباد صوبہ متحدہ کے منہدم ہوجانے کے باعث (غالباً زیر اثرات زلزلہ) پیش آیا تھا جس میں بجز ایک طفل راجہ ساگرمل کے جملہ اہل خانہ مکان کے نیچے دبکر زندہ دفن ہوگئے تھے۔ اُس زمانہ کے نہایت منتشر و پارینہ چند دستیاب شدہ کاغذات کے دیکھنے سے بلاشک و شبہ یہ کہا جاسکتا ہے

ان کا خاندانی تعلق نسلی طور پر راجہ رگھوناتھ سے ہے جو شاہنشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں مشہور وزیر رہ چکے ہیں رہتا ہے۔ اس کی تصدیق ان بعض بیانات سے بھی ہوتی ہے جو مشاعرالامراء میں درج ہیں اس یتیم لڑکے راجہ ساگرمل کی پرورشی اعلیٰ حضرت آصفجاہ اولی نظام الملک بہادر نے کی جن کی برگزیدہ و اعلیٰ شخصیت ہونے میں کسی کو تامل نہیں ہوسکتا۔ آصفجاہ بہادر کی اس بیکس و یتیم بچہ پر ایسی پدرانہ شفقت (ملاطفت) مبذول تھی کہ یہ بچہ انہیں کے خاص لڑکوں میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ جب نواب

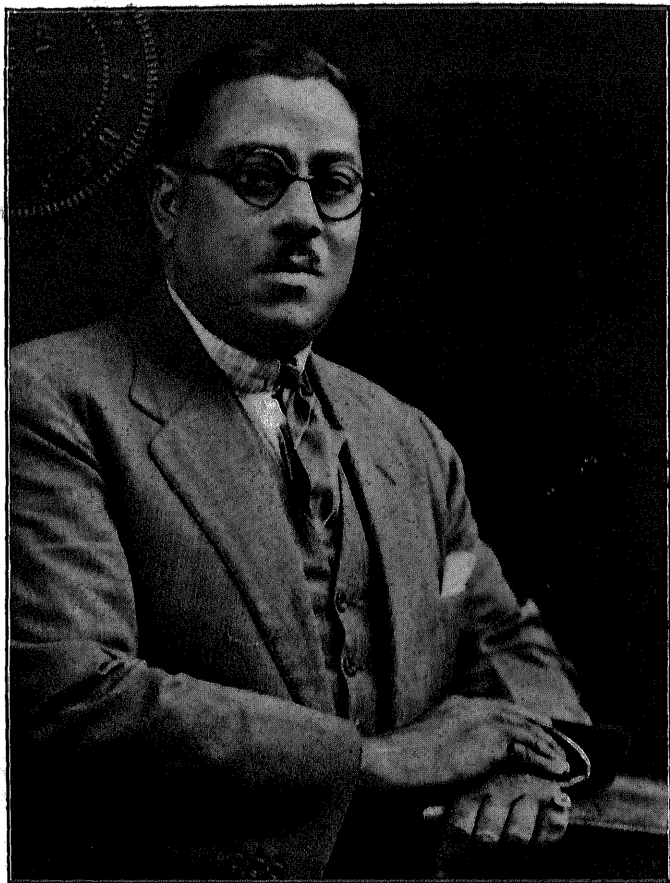
آصف جاہ بہادر دکن تشریف لائے تو انہوں نے راجہ ساگر مل کو بھی اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت شاہی دربار سے حاصل فرمائی یہی سبب ہے کہ لفظ "آصفجاہی" اُن کے جمیع ارکان خاندان کے ناموں کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور راجہ موصوف اور اُن کے جانشینوں کے نام کی مہر پر بھی پایا جاتا ہے۔

جب راجہ ساگر مل سن بلوغ کو پہونچے تو وہ ایسے فہیم اور (خوددار) خاموش انسان ثابت ہوئے کہ اُن کے سرپرست اور رضاعی والد بزرگوار نواب آصفجاہ بہادر نے دفتر دیوانی (دکن کی چھ صوبہ داریوں کا دفتر مدار المہامی) کی خدمت محرری یعنی میر منشی پر تقرر فرمایا اور من بعد اس دفتر کی ذمہ دارانہ خدمت سر دفتر (اعلیٰ افسر سررشتہ) کے فرائض تفویض فرمائے چنانچہ اس اہم خدمت پر اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو دیانت سرگرمی و مالک کی وفاشعار خدمات کے ساتھ انجام دیتے ہوئے تادم زیست مامور رہے یہ ایک قابل نوٹ تاریخی واقعہ ہے کہ سات سو سے زاید اعلیٰ خدمات کے متصدیوں (اہلکاران) نے انکی راست نگرانی و ہدایات کے تحت کام انجام دیا۔

(ملاحظہ ہو گلزار آصفیہ صفحہ نمبر ۲۲۵)۔

راجہ ساگر مل کی وفات کے بعد اُن کے بڑے صاحبزادہ راجہ بھوانی داس کو آبائی خطابات کے ساتھ اُن کے والد کی ذمہ دارانہ خدمت پر متاز فرمایا گیا یہ الطاف واکرام نواب میر نظام علی خان بہادر آصفجاہ ثانی کی عنایت سے عطا ہوئے۔ راجہ بھوانی داس نے اپنے فرائض اپنے والد کی طرح اس عمدگی و قابلیت سے انجام دیئے اور ایسے وفاشعار رہے کہ ہز ہائینس نے یہ صلۂ حسن خدمت ان کو موروثی خطاب "دھرم ونت بہادر" سے سرفراز فرمایا۔ نیز بیش قیمت جواہرات و منصب سے بھی ممتاز فرمایا۔ علاوہ ازیں اُن کے ملکی خدمات کی پروانۂ ستائش نامہ میں بہ ثبت مُہر و دستخط ستائش فرمائی۔ یہ پروانہ خاندان میں اب تک محفوظ ہے اور یہ ایک گراں بہا متروکہ سمجھا جاتا ہے۔

پیشکاری بخشی الملک، کی الوالعزم خدمت پر ۱۱۹۹ھ میں راجہ بھوانی داس کے چھوٹے بھائی راجہ دُرگا داس دیا ونت کا تقرر عمل میں لایا گیا جنہوں نے اپنے فرائض اپنے مالک کے کامل اطمینان کیساتھ



راجہ دھرم کرن بہادر



راجہ محبوب کرن بہادر

نہایت وفاداری سے انجام دیئے۔ بضمن قدردانی ہذا
اعلیٰحضرت نظام الملک آصفجاہ نے قیمتی جواہرات و قیمتی
ملبوسات عنایت فرمائے۔ نیز دو ہزار سواروں کا رسالہ
اور شایانِ شان مرتبت علم و نقارہ کی اجازت کے
ساتھ ساتھ تین ہزاری منصب سے بھی شاد فرمایا۔

راجہ بھوانی داس نے ۱۲۲۳ھ میں انتقال کیا
اور اُن کی جگہ اُن کے فرزند راجہ کیول کشن جانشین
مقرر ہوئے جو نہایت وفا شعارانہ طور پر اپنے نامور
والد ماجد کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ راجہ صاحب
موصوف بھی منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و نوبت
نقارہ اور خطاب راجہ کرپاونت بہادر سے ممتاز
و مفتخر فرمائے گئے ۱۲۰۱ھ میں دربار شاہی سے
راجہ صاحب کو سرپیچ اور ۱۲۰۳ھ ہجری میں بیش قیمت
خلعت بمعاوضہ خدمات حسنہ عطا فرمائے گئے
راجہ صاحب کا انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ ہجری
میں ہوا۔ راجہ صاحب کو ایک صاحبزادہ راجہ خوب چند
بہادر تھے۔ جو راجہ صاحب کے انتقال پر اُن کے
جانشین قرار پائے۔ راجہ خوب چند بہادر بھی منصب
سہ ہزاری و دو ہزار سوار و نوبت نقارہ و خطاب
راجہ بہادر سے سرفراز فرمائے گئے۔ راجہ خوب چند
بہادر کو صرف ایک صاحبزادہ راجہ انبا پرشاد تھے
جس کے انتقال پر راجہ صاحب کاروبار سے
دست کش ہو گئے اور انہوں نے اپنے چچا راجہ
خوشحال چند بہادر کو خدمات سرکاری کی انجام دہی
کے لئے پیش کیا۔

راجہ خوشحال چند فرزند راجہ درگا داس
نے بحین حیات راجہ خوب چند بہادر دفتر دیوانی
کے سرکاری فرائض بڑی مستعدی سے انجام دیئے
منجملہ اور اہم امور کے ایک قابل یادگار اہم کام ان کے
خدمات کی ضمن میں وہ مستحسن اسلوب عمل ہے جو انہوں
نے دفتر مال کی انجام دہی کار میں اختیار کیا تھا۔
اُن کے وسیع تجربہ سے وقتاً فوقتاً مدارالمہام بھی مستفید
ہوا کرتے تھے جن کے مشیر کی حیثیت سے بھی اکثر دفعات
انہوں نے کام کیا تھا اس صلہ میں ان کو پانچ بیش
قیمت جواہرات ۱۲۳۲ھ میں عطا کئے گئے انہوں
نے ۱۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔ اُن کے چار فرزندوں
کے منجملہ فرزند اکبر راجہ اوجاگر چند جانشین ہوئے
راجہ اوجاگر چند "رائے بہادر" کے خطاب سے مشرف

فرمائے گئے۔ اُن کے فاضلانہ خدمات کے معاوضہ میں ایک گراں بہا جاگیر اور دو ہزار سواروں کے رسالے اور علم و نقارہ کے اعزاز کے ساتھ سات ہزار کی منصب بھی دی گئی۔ انہوں نے انتظامات مال میں بدورانِ عہد سلطنت ہز ہائنس نواب سکندر جاہ بہادر و نواب ناصر الدولہ بہادر کئی جدید اصلاحات کو روبہ عمل لایا جس کے باعث محاصل مالگذاری میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ اور مخارج میں کمی دیگر اعزاز و عطایا کی شکل میں تحریص و ترغیب کے طور پر ۱۲۴۶ھ میں صوبہ محمد آباد بیدر کی اعلیٰ خدمت موسومہ "وطن قانون گوئی" عنایت ہوئی ۱۲۶۲ھ میں بعد انتقال موصوف ان کی جائداد پر اُن کے بھائی راجہ رام پرشاد راجہ بہادر قابض و متصرف ہوئے۔ راجہ رام پرشاد لالہ بہادر نے خاندان کی عظمت و شوکت کو اور دو بالا کیا چنانچہ وہ ۱۲۵۰ھ میں وطن قانون گوئی سے سرفراز ہو کر ۱۲۹۳ھ میں سر دفتر مال کی موروثی خدمت پر مامور ہوئے۔ راجہ رام بخش کے پیشکاری سے اور نواب سراج الملک کے دیوانی سے معطل کئے جانے کے بعد ہز ہائنس نواب ناصر الدولہ بہادر نے ان خدمات کے فرائض کی نگرانی بھی راجہ بہادر کے تفویض فرمائی۔ چنانچہ آپنے پیشکاری اور مدار المہامی کے ہر دو کاروبار کو مورخہ ۲ ذیحجہ ۱۲۵۵ھ لغایتہ ۲۸ شعبان ۱۲۸۸ھ نواب سراج الملک کی بحالی در دو بارہ ماموری تک بحسن و خوبی انجام دیئے اور نواب سراج الملک کے انتقال کے بعد وزارت کے لئے نواب مختار الملک سالار جنگ اول اور پیشکاری کے لئے راجہ نریندر بہادر کے متعلق ان ہر دو کی اعلیٰ قابلیت کا یقین تمام اطمینان دلاتے ہوئے بارگاہ خسروی ہز ہائنس کی خدمت میں سفارش کی۔ ہز ہائنس نے ان کی غیر متزلزل وفاداری کے احساس میں ان کی بڑی قدر فرمائی۔ اور وہ دونوں معزز ارکان حکومت بھی آپ کی وقت بہ وقت امداد و مشاورت کے ہمیشہ مشکور و ممنون تھے۔ آپ کے چھوٹے فرزند کی بے وقت موت نے آپ کے مفاد سے وہ دلچسپی اور وہ جوش و سرگرمی چھین لی۔ جو ابتدا میں موجود تھی۔ بالآخر آپ نے کاروبار کا ایک بڑا حصہ اپنے بھتیجے راجہ اندرجیت بہادر جو راجہ اجاگر چند کے فرزند اکبر تھے ان کے تفویض کیا۔

راجہ اندرجیت بہادر

راجہ اندرجیت بہادر سنہ ۱۲۷۵ھ میں خدمت قانون گوئی پر بطور جانشین فائز ہوئے اور سنہ ۱۲۷۸ھ میں خدمت سر دفتر مال بھی عطا ہوئی۔ راجہ اندرجیت بہادر نے بہت ہی خلیل عرصہ میں کاروباری معلومات حاصل کر لئے اور اُن کی تیز فہمی ذکاوت خوش اخلاقی اور وفاداری نے انکو بہت جلد ہردلعزیز بنا دیا۔ وہ فارسی اور سنسکرت کے ادیب تھے اور حسابی اور دفتری اُموریں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے نواب سالار جنگ اولیٰ کی ہمراہی میں کُل معلومات حاصل کئے تھے متعدد لایق وفاضل پنڈت و مولوی۔ ان کو علوم وادبیات کا ایک فیاض سرپرست سمجھا کرتے تھے۔ آپ سنے مندروں کے لئے جاگیری انعامات عطا فرمائے اور سدابرت بھی اجرا فرمائے اور سنہ ۱۲۹۲ھ میں انتقال فرمایا آپ کے چار لڑکے تھے راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر راجہ رام راج بہادر۔ راجہ مُرلی منوہر بہادر۔ راجہ لوچن چند بہادر۔ ان میں فرزند اکبر راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر منصب جانشینی پر فائز ہوئے۔

راجہ راجان شیوراج دہرم ونت بہادر

راجہ راجان شیوراج دہرم ونت بہادر کی ولادت سنہ ۱۲۶۴ھ میں ہوئی۔ وہ اپنے آبا واجداد کی طرح لایق وفاضل تھے انگریزی جانتے تھے اور فارسی وسنسکرت کے ادیب تھے۔ اُن کے والد راجہ اندرجیت بہادر نے سرکاری کام سے ان کو واقفیت دلانے کا خاص اہتمام کیا تھا چنانچہ سرکاری کام پر ان کو بہت ہی قلیل عرصہ میں عبور حاصل ہوگیا۔ آپ نے مال اور عدالتی امور میں کئی اصلاحات کیں پیچیدہ اور نازک معاملات میں بغیر کسی نقص کے تصفیہ کرنا کام میں غیر معمولی صلاحیت اور بہتر فیصلے یہی خصوصیات ہیں جن کو نواب سالار جنگ بہادر اولیٰ قدر کی ممتاز نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اور جس سے متعلق درباری اور خانگی خطوط موسومہ راجہ اندرجیت بہادر میں عمدہ الفاظ سے ستائش فرمایا کرتے تھے۔

راجہ شیوراج بہادر کی شادی کے موقع پر ہز ہائنس غفرانمکان نے قیمتی سرپیچ اور ہار کا تحفہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔ سنہ ۱۲۹۱ھ میں راجہ بہادر کا خطاب

ہوا اور اُس کے دوسرے سال اُن کے والد کے انتقال کے وقت خلعت غمی (قیمتی دوشالہ) ہزہائنس نے روانہ فرمایا۔ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۷ھ کو موروثی جاگیرات پر بشمول دفتر شاہی اختیارات حاصل ہوئے اور رواج کے مطابق چنور۔ جھالردار پالکی۔ آفتاب گیری چھتر اور روشن چوکی جو شایان شان مراتب تھیں عطا ہوئیں۔ سنہ ۱۳۰۱ھ میں "راجہ راجان" اور سنہ ۱۳۱۵ھ میں دھرم ونت بہادر کے خطابات اور سرپیچ کنٹھی مروارید تحائف سے مشرف فرمائے گئے۔ صدر دفتر مال ہونے کے علاوہ آپ مناصب جمعیت علاقہ دیوانی اور "آشام" صرفخاص کے سررشتہ دار تھے اور نیز مناصب وخطابات بھی آپ ہی کے تحت تھے

آپ ہی کے توسط سے جاگیرداراں و والیان ہستانات ہزہائنس کے حضور میں پیش کئے جاتے تھے۔ جب کبھی شہزادگان عہدہ داران و معزز مہمانان برٹش انڈیا حیدرآباد وارد ہوتے تو منجانب ہزہائنس آپ کا استقبال کرتے۔ آپ کے اسٹیٹ میں دفتر عدالت وکوتوالی و دیگر دفاتر بھی خاص طور پر علیحدہ ہیں۔ رعایائے جاگیر سے متعلق مقدمات میں آپ کا فیصلہ قطعی ہوتا تھا۔ صبح سے شام تک کام میں مصروف رہا کرتے تھے اور جو مقدمات بغرض تصفیہ آپ کے پاس پیش ہوتے۔ اُن کا گہرا مطالعہ فرماتے۔ آپ کی قوت حافظہ زبردست تھی اور تقریباً ہر تصفیہ شدہ اہم مقدمہ کی یاد تازہ رہتی تھی۔ جب لارڈ رپن گورنر جنرل و وائسرائے ہند حیدرآباد سے بعد ادائی رسوم تخت نشینی غفراں مکاںؒ واپس ہو رہے تھے۔ اور جب حیدرآباد میں امراء و معززین کا وفد کلکتہ میں وائسرائے ہند کے پاس پیش ہوا تھا۔ اسی وقت غفراں مکاںؒ ہی کے فرمان مبارک سے آپ کو وفد کا سرکردہ بنایا گیا تھا۔ نیز جب سالار جنگ اولی نے مقامی معززین و شرفاء کے اہم تعدیات کے تصفیہ کے لئے کمیٹی مقرر کی تھی راجہ بہادر اس کمیٹی کے صدر نشین مقرر ہوئے۔

تعلیمی مسائل میں راجہ بہادر کو خاص دلچسپی تھی۔ بیادگار تخت نشینی غفراں مکاںؒ اپنے ذاتی مصارف سے جاگیری قصبۂ انکریال میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ پچاس ۵۰ سال پیشتر ایک اور مدرسہ



راجہ اندر کرن آنجہانی



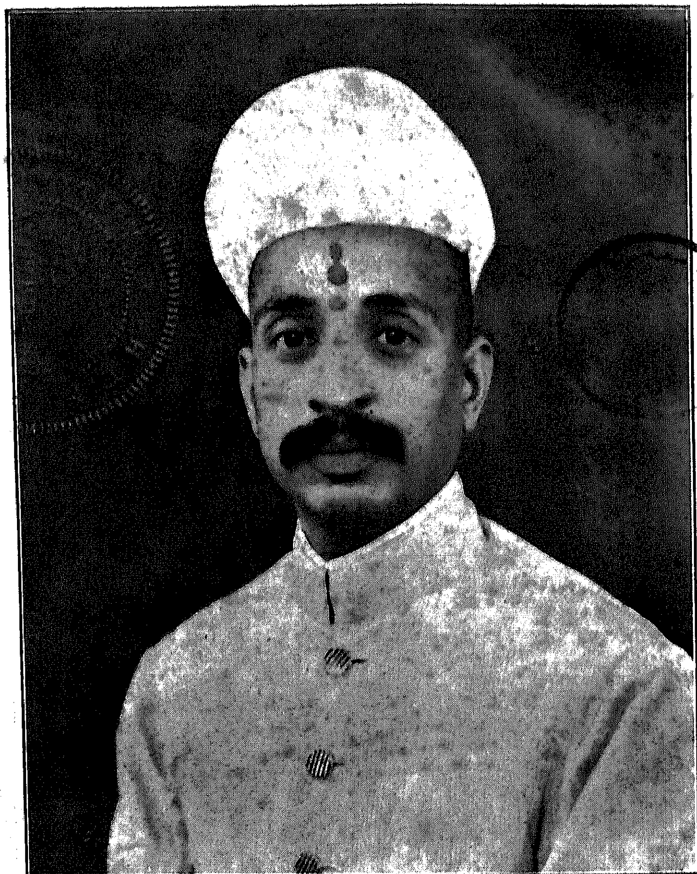
راجہ دھیراج کرن بہادر

دہرم ونت انگلوورناکولر کے نام سے اپنے سکونتی
مقام سے قریب قائم فرمایا۔ جس میں انگریزی سنسکرت
اردو، فارسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اب حال میں
اس مدرسہ کو فوقانیہ کا درجہ حاصل ہوگیا ہے
اور اس میں ۳۰۰ سے زاید طلباء قابل ولایق
اساتذہ کے زیر تعلیم ہیں۔ دوسرا مدرسہ بلدہ
حیدرآباد میں دہرما پرچارک پاٹ شالہ کے نام
سے بھی قایم فرمایا تھا۔ ابتدائی مفت تعلیم کی اصول
غایت کو آپ نے پچاس سال قبل ہی محسوس فرمایا
اور آپ کے جملہ مدارس میں تعلیم مفت دیجاتی
ہے بیرون ریاست حیدرآباد کے اداروں کی
آپنے کشادہ دلی سے امداد فرمائی جن کے منجملہ زیادہ
اہم سنٹرل ہندو کالج بنارس اور کایستہ پاٹ شالہ الہ آباد
ہے علاوہ ازیں غرباء و مستحق طلباء کی فلاح و بہبود تعلیمی
مراکز پر متعدد وظائف تعلیمی اجرا کئے۔

راجہ بہادر کو سفر و سیاحت کا بڑا شوق تھا
آپ نے ہندوستان کے مختلف حصص کا سفر کیا اور
جہاں کہیں جاتے متعدد اداروں کو معتدبہ عطیئے اور
درگاہوں و مندروں کو مناصب و یومیہ جاری فرمایا

آپ کی برادری کے لوگ جن کی تعداد حیدرآباد میں
۴۰۰ سے زاید ہے۔ آپ کے خاص زیر سہارا تھے
۱۳۴۳ھ میں آپ نے انتقال فرمایا پسماندگان میں
ایک بیوہ کے علاوہ آپ کے دوسرے بھائی
راجہ مرلی منوہر آصف نواز ونت آنجہانی کے تین
لڑکے راجہ اندرکرن (جو اس وقت فوت ہوچکے
ہیں) راجہ دہرم کرن بہادر اور محبوب کرن بہادر
ہیں اور راجہ منوہر راج اُن کے چھوٹے بھائی راجہ
لوچن چند بہادر آنجہانی کے بیٹے تھے جن کا انتقال
ہوچکا ہے۔ راجہ شیوراج بہادر کے ایک فرزند
راجہ شنکر بہادر تھے جو لاولد فوت ہوئے۔

راجہ شیوراج بہادر کی وراثت کا مسئلہ
ابھی طے نہیں پایا ہے۔ راجہ شیوراج بہادر کے
بھتیجوں کے منجملہ راجہ اندرکرن بہادر سرکاری
ملازمت میں داخل ہوئے اور صوبہ داری کی
اعلیٰ خدمت پر فائز رہے انکی اولاد میں ایک راجہ
دہیراج کرن بہادر ہیں۔ راجہ دہرم کرن بہادر فرزند
راجہ مرلی منوہر بہادر حیدرآباد سیول سرویس کے ممبر
اور اس وقت ضلع کی عنان حکومت انکے سپرد ہے۔



راجه شامراج راجونت بهادر [illegible]



راجه رائے رایاں امانت ونت آنجہانی

راجہ شام راج راجونت بہادر

آپ کے جدِ اعلیٰ کرشناجی پنڈت بھارے راؤ اتری گوتر اشویں لاین ساکھا رگ ویدی برہمن موضع لام گاؤں علاقہ دولت آباد کے پٹواری تھے جو حسب الطلب شاہجہاں بادشاہ غازی سنہ ۱۰۶۵ھ میں قلعہ دار دولت آباد کے ہمراہ دہلی جا کر منصب سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمائے ان کے دو فرزند (۱) مورو پنڈت اور (۲) نارو پنڈت تھے نواب آصف جاہ بہادر ان ہر دو کو (بزمانہ بغاوت ناصر جنگ بہادر) اپنے ہمراہ حیدرآباد لائے اور بغاوت کو فرو فرما کر ان دونوں کو حیدرآباد ہی میں چھوڑ دیئے مورو پنڈت نے سنہ ۱۱۶۳ھ میں خدمتِ پیشکاری سے مع خلعت و جواہرات کے سرفرازی پائی۔ اور اس کے چند روز بعد ہی راہی آنجہاں ہوئے۔ چونکہ یہ لاولد فوت ہوئے تھے اس لئے ان کے بعد ان کے بھتیجے شنکراجی پنڈت ان کے قائم مقام و جانشین مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ان کے والد نارو پنڈت بھی سنہ ۱۱۶۵ھ میں راہی آنجہاں ہوئے۔

شنکراجی پنڈت

آپ نارو پنڈت کے فرزند ارجمند اور کرشناجی پنڈت کے

نبیرہ اور مور و پنڈت کے برادر زادہ اور قائم مقام تھے۔ آپ سنہ ۱۱۶۴ھ میں بزمانۂ امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر دفتر دار تنخواہ صوبۂ دکن مقرر ہوئے۔ لیکن عارضۂ دق نے آپ کو تارک الدنیا ہونے پر مجبور کیا۔ بالآخر سنہ ۱۱۷۱ھ میں آپ نے اپنی یادگار اس دنیائے ناپائیدار میں دو فرزند (۱) دھونڈاجی پنڈت (۲) ناناجی پنڈت کو چھوڑکر راہ آنجہاں اختیار فرمائی۔

دھونڈاجی پنڈت

آپ شنکراجی پنڈت کے چشم و چراغ اور نارو پنڈت کے نبیرہ تھے۔ آپ کے والد کے تارک الدنیا ہوجانے کی وجہ سے آپ ان کی زندگی ہی سے ان کے تمام کاروبار انجام دیتے رہے اور ان کے بعد دفتر دار تنخواہ صوبۂ دکن قرار پائے۔ اور منجانب باجی راؤ دھونڈو پنتہ آپ کو رائے پور۔ سانگوی ملے۔ اور خطاب رائے رایان دیانت رام سے آپ نے سنہ ۱۱۸۲ھ میں سرفرازی پائی۔ اور بتاریخ ۷۔ صفر سنہ ۱۱۸۷ھ خدمت دیوانی و پیشکاری مع خلعت جواہرات سے مفتخر ہوئے اور خطاب راجہ دیانت ونت آپ کو سنہ ۱۱۹۲ھ میں ملا اور بعہد حکومت نواب میر نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی سنہ ۱۱۹۴ھ میں بجائے راجہ جگدیو راؤ پیشکاری سرکار مع خلعت جواہرات و منصب چار ہزاری و علم و نقارہ و خطاب بہادری سے معتزز و ممتاز ہوئے۔ اور بعد فتح قلعہ بیدر شمشیر خاص مع علی بند و جیغہ مرصع سے سرفرازی پائی۔ اور بعہد وزارت مشیر الملک بہادر سنہ ۱۱۹۳ھ میں آپ نے اُن زمینداران سرکش و سرتاب سے جنہوں نے زر محصول ادا کرنے سے انکار قطعی کردیا تھا۔ بشراکت اپنے چھوٹے بھائی (ناناجی پنڈت) کے ایسا معقول انتظام کیا کہ بغیر کسی دقت و دشواری کے زر مالگزاری وصول و داخل خزانۂ سرکار ہوگیا جس کے صلہ میں حضرت غفران مآب نے آپ کو خلعت فاخرہ سے سرفرازی بخشی۔ سنہ ۱۱۹۷ھ میں آپ اپنی چاہتی بیوی "رما بائی صاحبہ" کو داغ مفارقت دے کر اور ایک فرزند رینکا داس کو چھوڑکر راہی آنجہاں ہوئے۔

ناناجی پنڈت عرف نانک رام

آپ دھونڈاجی پنڈت کے برادر خورد

اور شنکراجی پنڈت کے چھوٹے صاحبزادے اوزمارو
پنڈت کے نبیرہ تھے۔ آپ کو منجانب سرمینت
پنت پیشوائے پونہ گیارہ دیہات ۱۱۷۵ھ میں
ملے۔ اور ۱۴۔ ذیحجہ ۱۱۷۹ھ کو سرکار نظام آصف
قرار نے آپ کو صوبہ اورنگ آباد و دارالظفر بیجاپور
وسیرابہ و خاندیس و بالاگھاٹ کی محرری عطا فرمائی۔
اور ۱۱۸۰ھ میں منجانب پیشوائے پونہ موضع ریل
پرگنہ کنڑ صوبہ اورنگ آباد بمقام بنگلورہ جاگیر میں ملا
اور منصب سہ ہزاری و خطاب راجہ امانت ونت
و علم و نقارہ سے ۱۱۹۵ھ میں سرفراز ہوئے۔
آپ بعد اپنے بھائی کے انتقال کے ان کے فرزند
رینکا داس کو اُن جانشین قرار دے کر تمام کاروبار
کی دیکھ بھال خود کرتے تھے۔ بالآخر بتاریخ ۱۲ صفر
۱۲۰۰ھ بعمر ۲۵ سالہ راہی آنجہانی ہوئے چونکہ
آپ بیحد خلیق تھے اس لئے آپ کے انتقال کا
تمام رعایا و امرائے شہر کو دلی صدمہ ہوا۔ آپ کی دو
رانیاں (۱) کاشی بائی صاحبہ (۲) ساوتری بائی صاحبہ
(جنہوں نے آپ کے داغ مفارقت و صدمۂ عظیم
کی تاب نہ لاکر کنوئیں میں گر کر اپنی جانیں دیں) اور دو
لڑکیاں (۱) مکتا بائی (۲) تکا بائی تھیں۔

اوماکانت راؤ

آپ دھونڈاجی پنڈت کے فرزند اور کرشناجی کے نبیرہ
تھے۔ آپ کو بتاریخ ۲۶ شعبان المعظم ۱۱۸۰ھ منصب
یکصدی اور ۷۔ ذیحجہ ۱۱۸۰ھ کو منصب دوصدی
اور ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو منصب یکہزاری و
خطاب سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سال آپ
بعمر ۲۰ سال اپنے والد اور بیوی کو اپنے غم میں مبتلا
کرکے راہی ملک بقا ہوئے۔

رینکاداس

آپ دھونڈاجی پنڈت کے فرزند اور شنکراجی پنڈت
کے نبیرہ تھے۔ آپ بتاریخ ۸۔ شوال ۱۱۷۵ھ پیدا
ہوئے آپ کے ایام طفولیت ہی میں آپ کے
والد ماجد نے سررشتہ داری دفتر دیوانی سرکار عالی
۱۱۷۹ھ میں اور سررشتہ داری جمعیت و منصب
۱۱۹۳ھ میں آپ کے نام منتقل کرادی تھی اس کے
بعد ۱۱۹۴ھ میں آپ کو یکہزاری منصب اور راؤ
کا خطاب سرفراز ہوا۔ آپ کے والد بزرگوار کے
راہی آنجہانی ہونے کے بعد ۱۱۹۹ھ میں خدمت

پیشکاری مع خلعت وجواہر ومنصب سہ ہزاری وخطاب
رائے رایاں راجہ امانت ونت اور من سین فرنگی کی
آمد کی تقریب میں ایک جوڑ دستبند سے سرفراز ہوئے
چار ہزاری منصب اور خطاب بہادری سے ۱۲۰۱ھ
اور تہنیت فتح قلعہ بہنور وبہادیو پور میں ۱۲۰۲ھ کو
پہونچی سے سرفراز ہوئے اور ۱۲۰۳ھ میں موضع
مدم گاؤں اور ریل (جو آپ کے والد کو پیشوائے
پونہ کی جانب سے عطا ہوئے تھے) آپ کے نام
منتقل ہوئے۔ اور بتاریخ ۱۱۔ رجب ۱۲۰۲ھ پنجہزاری
منصب اور پالکی جھالردار اور ۲۹۔ ذیحجہ ۱۲۰۵ھ
کو مورچل سے اور ۲۹۔ ذیحجہ ۱۲۰۶ھ کو خطاب
شامراج وجواہرات وعلم ونقارہ وآفتاب گیری و
چتر وعماری جھالردار وغیرہ سے مفتخر وممتاز ہوئے
اور آپ شہر گنجام کی فتح کے بعد اعظم الامراء کی
ہمراہی میں فیل چار جامہ پر سوار ہو کر ہری پنڈت
پھڑکیہ کی فرودگاہ پر تشریف لے گئے۔ ایک پہر رات
تک وہاں تخلیہ رہا اور وہیں سری رنگ پٹن کے
نقشہ کا معائنہ کیا گیا۔ اور بعد صلح سری رنگ پٹن
۱۲۰۶ھ میں جب ٹیپو سلطان کے بیٹے کو تصفیہ
کی غرض سے بلایا گیا تو ان کے وکلا کا خیمہ ایک طرف
اور دوسری طرف میر عالم مرحوم اور آپ کا خیمہ
ایک بان کے فاصلہ پر نصب تھا۔ اور جب پسر
ٹیپو سلطان کے قلعہ سے برآمد ہونے پر لارڈ صاحب
بہادر وغیرہ نے ان کا استقبال کیا۔ اور عطر و
پان وغیرہ سے تواضع کر کے رخصت کیا تو اسمیں
آپ اول سے آخر تک شریک اور تصفیہ بندوبست
انتظامی و درستی کاغذات و تہ نامہ کی غرض سے
بہ ہمراہی میر عالم مرحوم کامل دو ہفتے سرینگ
پٹن میں قیام فرما رہے بعدِ انتظام قلعہ آپکی
واپسی عمل میں آئی۔ اور ۱۲۰۷ھ میں آپ نے رسوم
سردیسپانڈیہ گری شش صوبہ جات دکن اور
معاش تحریر پاوانی سے سرفرازی پائی۔ اور وقتاً
فوقتاً آپ ہر قسم کی جاگیر۔ مثلاً جاگیر ذات و اعزازی
وانعام آل تمغا و نگہداشت جمعیت و تفویض دیہات
و تنخواہ جاگیر وغیرہ سے سرفراز ہوتے رہے اور
۱۲۰۸ھ میں بعہد نواب نظام علی خاں مغفور جب
نواب ارسطو جاہ مرحوم۔ پونہ تشریف لے گئے تو
آپ خدمت مدار المہامی پر خلعت چار پارچہ

کارچوبی وسرپیچ وطرہ ومالاے مروارید ویک جوڑ
دستبند وپہچیند وکنٹھی وچوکڑہ وعلی بند جڑاوی وشمشیر
خاص سے سرفراز فرمائے گئے اور آپ نے ۱۲۱۴ھ
میں رامیشور کا سفر اختیار فرمایا اور ۱۲۱۹ھ میں بیدر
تشریف لے گئے اور وہاں زمین خرید فرماکر
اُس پر ایک گاؤں آباد کیا۔ اور اس گاؤں کو اپنے
نام سے موسوم کیا (یعنے شامراج پور اس کا نام رکھا)
۱۲۲۶ھ میں آپ کو اِس گاؤں کی سند سرکار
سے عطا ہوئی۔ اور اسی گاؤں میں بتاریخ ۲ شعبان
۱۲۳۹ھ تمام دنیوی جاہ وحشم چھوڑکر آپ راہی آنجہانی
ہوئے۔ اور جس مقام پر آپ کی نعش نذرِ آتش
کی گئی اُس مقام پر ایک پختہ سمادھ تعمیر کیا گیا جو تلسی
باغ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کی حسبِ ذیل
(۷) رانیاں تھیں۔

(۱) لچھمی بائی (۲) درگا بائی (۳) شاما بائی
(۴) بھوانی بائی (۵) تلجا بائی (۶) لکشمی بائی (۷) انبا بائی

رانی شاما بائی صاحبہ کے بطن سے آپ کو
دو اولاد (۱) سری کشن راؤ (۲) بھوانی شنکر راؤ اور
رانی انبا بائی صاحبہ کے بطن سے ایک فرزند چمنا
راجہ رام تولد ہوئے چھ رانیوں نے آپ کے
حینِ حیات ہی میں انتقال کیا اور ساتویں رانی
یعنے انبا بائی صاحبہ کا انتقال بمقام ناندیڑ ۱۲۵۸ھ
میں ہوا۔

اپّا راؤ

آپ راجہ شامراج آنجہانی کے چھوٹے بھائی اور دھونڈاجی پنڈت کے
فرزند اور شنکراجی پنڈت کے نبیرہ تھے آپ کے
نام اڑگاؤں وغیرہ گیارہ دیہات (جو منجانب پنت
پردھان پونہ ناناجی پنڈت کو ۱۱۸۸ھ میں ملے
تھے) بحال ہوئے اور پیشگاہ اعلیٰ حضرت نواب
میر نظام علی خان مغفور آصف جاہ ثانی سے
منصب سہ صدی وپنج صدی وخطاب رائے
۱۱۹۳ھ میں اور منصب ہفت صدی ویکہزاری
ودوہزاری وخطاب دیانت رام ۱۱۹۸ھ میں
عطا ہوا اور ۱۲۰۰ھ میں بعد انتقال ناناجی پنڈت ہر چہار صوبہ جات دکن
کی محرری ومنصب سہ ہزاری وخطاب راجہ
مہاراج ونت اور خلعت وجواہرات وعلم ونقارہ
سے سرفراز ہوئے۔ اور خدمت پائیگاہ خاص
مع خلعت جواہرات وخطاب بہادری سے

سنہ ۱۲۰۱ھ میں مفتخر ہوئے اور اس کے اخراجات
کے لئے گیارہ لاکھ روپیہ محاصل کا معاش بھی
آپ کو عطا ہوا۔ اس فوج میں سواران وجوانان
و توپخانہ جات و عہدہ داران فرانسیسی و یوروپین
و یوروشیین وغیرہ تھے۔

آپ بتقریب سالگرہ ہمایونی سنہ ۱۲۰۴ھ جیغہ
مع کلغی سے اور اسی سال پالکی جھالردار و علم و
نقارہ و جواہرات سے سرفراز فرمائے گئے اور
بتقریب جشن نوروز سنہ ۱۲۱۱ھ جواہرات سے مفتخر
و ممتاز ہوئے اور سنہ ۱۲۱۳ھ میں آپ نے اپنے
پسماندوں میں اپنی ایک رانی کرشنا بائی صاحبہ
کو چھوڑ کر سفر آنجہاں اختیار کیا۔

سری کشن راؤ و بھوانی شنکر راؤ

یہ ہر دو راجہ شام راج آنجہانی
کے فرزند تھے جو رانی شاما بائی صاحبہ کے بطن سے
تھے۔ چونکہ رانی صاحبہ کا سایۂ عاطفت لڑکپن
ہی میں ان کے سر سے اٹھ گیا تھا۔ اور ان کے
والد ماجد نے دوسری شادی کر لی تھی اس لئے
ان کی دیکھ بھال و نگہداشت جیسی ہونی چاہئے
تھی ویسی نہ ہو سکی۔ رفتہ رفتہ جب یہ خبر حضرت بخشی بیگم
صاحبہ کو پہنچی تو آپ نے ان ہر دو کو محل میں طلب فرما لیا
اور ان کی پرورش ہندو مذہب کے موافق شاہانہ
طریقہ پر عمل میں لانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس خیال
سے کہ یہ ہر دو لڑکے ہماری سلطنت کے ایک
اعلیٰ خاندان سے ہیں بذات خاص نگرانی فرمایا
کیں جس کی وجہ ان کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ
پیمانہ پر ہوئی۔ جب یہ لڑکے زناربندی کے
قابل ہو گئے تو آپ نے ان کو ان کے والد
کے سپرد فرما دیا۔ اور ایک مکان عالیشان تیار
کروا کے ان کی سکونت کے لئے عطا فرمایا
اور رسم زناربندی میں علیہ حضرت اور اعلیٰ حضرت
آصف جاہ ثانی نے تشریف لا کر عزت بخشی
اور بوقت مراجعت ان کے والد کو تاکید اکید
فرمائی کہ یہ بچے ہمارے ہیں ان کی آرام و استراحت
کا ہر وقت خیال رہے کسی قسم کی ان کو تکلیف
نہ ہونے پائے۔

سری کشن راؤ منصب دو ہزاری و
خطاب (راے) سے مفتخر فرمائے گئے تھے

مگر اس کے چند روز بعد ہی وہ راہی آنجہانی
ہوئے بھوانی شنکر راؤ منصب دو ہزاری و
علم وخطاب امانت رام و دیشمکھی پرتاپ پور
(صوبۂ بیدر) سے ۱۲۰۳ھ میں اور ۱۲۱۲ھ میں
منصب سہ ہزاری وخطاب بابو راج و خدمت
پیشکاری سرکار مع خلعت جواہرات سے سرفراز
ہوئے اور ۱۲۲۱ھ میں بمقام بیدر (جہاں آپکے
والد مقیم تھے) اپنی رانی پاربتی صاحبہ کو داغ مفارقت
دیکر راہی آنجہانی ہوئے۔

چمنا راجہ رام

آپ راجہ شام راج آنجہانی کے
چھوٹے فرزند اور دھونڈاجی
پنڈت کے پوترے تھے۔ آپ ۱۲۲۰ھ میں
پیدا ہوئے اور ۱۲۳۷ھ میں جملہ خدمات موروثی
وخطاب رائے رایان امانت رام بہادر و جواہرات
ومنصب پنجہزاری و علم و نقارہ وغیرہ سے سرفراز
ہوئے اور بتاریخ ۸۔ رمضان ۱۲۳۹ھ آپ کی
شادی سررشتہ دار کماٹیان کی صاحبزادی
انپورنا بائی سے ہوئی۔ اور ۱۲۴۹ھ میں آپنے
راہِ آنجہانی اختیار کی۔ اور آپ کی رانی انپورنا بائی
۱۲۵۴ھ میں راہی آنجہانی ہوئیں۔

راجہ جیرام

آپ چمنا راجہ رام کے فرزند
اور راجہ شام راج آنجہانی کے
پوترے تھے جو بعد انتقال اپنے والد ماجد کے
بعہد نواب ناصر الدولہ مرحوم آصفجاہ رابع ۱۲۴۹ھ
میں چارہزاری منصب وخدمات موروثی
مع جواہرات و علم ونقارہ و مورچھل و سررشتہ
داری دفتر دیوانی و سر دیشپانڈیگری سے
مفتخر ہوئے اور ۱۲۵۰ھ میں منصب پنجہزاری
وخطاب رائے رایان بہادر سے سرفراز
ہوئے اور ۱۲۵۹ھ میں آپ کو دربار میں بیٹھنے
کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ کی شادی لکشمی بائی
صاحبہ (دختر بابو راؤ دھنا سری والے) سے ہوئی
اور آپ نے ۱۲۵۹ھ میں راہ آنجہانی اختیار
کی۔ ازاں بعد ۱۲۶۵ھ میں آپ کی رانی راہی
آنجہانی ہوئیں۔

راجہ ہیرو راؤ

آپ بتاریخ ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۲۴۵ھ
تولد ہوئے۔ راجہ جیرام آنجہانی کے
انتقال کے وقت آپ اپنی جاگیر موضع ٹاکلی میں

مقیم تھے۔ وہاں سے آپ کو حسب فرمان خسروی طلب
کیا جا کر سنہ ۱۲۶۰ھ میں جملہ خدمات موروثی و منصب
پنجہزاری و علم و نقارہ و سرپیچ مرصع و کنٹھی مروارید
و خطاب راجہ رائے رایاں بہادر سے مفتخر فرمایا گیا
آپ کی شادی رینکا بائی (راجہ رام پنت والوحکیر
سے ہوئی جو سنہ ۱۲۷۵ھ میں راہی آنجہاں ہوئیں۔ بعد
ازاں آپ کی دوسری شادی کیشو راؤ صاحب
ناگاپور والے کی دختر سے ہوئی ان کا بھی نام رینکا
بائی تھا۔ آپ بعد علالت چہ ماہ سنہ ۱۲۷۶ھ میں اور
آپ کی دوسری رانی نے سنہ ۱۲۸۰ھ میں راہی آنجہاں
ہوئیں۔

راجہ شنکر راؤ

آپ بتاریخ ۲۷۔ رجب سنہ ۱۲۶۶ھ
پیدا ہوئے اور آپ کی رسم
زنار بندی سنہ ۱۲۷۳ھ میں بروز بسنت پنچمی نہایت
تزک و احتشام سے ہوئی اور آپ اپنے والد ماجد
کے عین حیات ہی میں دو ہزار و پنجصدی منصب
اور خطاب راجہ امانت ونت بہادر سے سنہ ۱۲۷۴ھ
میں سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۲۷۷ھ میں سررشتہ داری
دفتر دیوانی اور سرپیچ مرصع و کنٹھی مروارید و خطاب
رائے رایان و منصب دو ہزاری باضافہ اور جملہ
موروثی خدمات سے مفتخر و ممتاز فرمائے گئے
آپ نہایت خوش خلق، نیک نفس، پابند وضع امیرانہ، علم دوست
مردم شناس۔ غربا پرور رشتہ دار نواز
راجہ تھے آپ کی کمسنی کی وجہ آپ کے جاگیرات
کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی منجانب
سرکار مقرر ہوئی تھی جس کے میر مجلس آپ کے چچا
کھنڈیراؤ تاتیا صاحب اور اراکین مجلس (۱) رائے
راجیشر راؤ عرف رائے جی۔ (۲) راجہ اشونت راؤ
عرب (۳) بالپورا و فیل خانے والے (۴) بارسند راؤ۔
بپاجی (۵) وکیل قرار پائے۔ اور ان سب پر خاص
نواب سر سالار جنگ اول مرحوم و مغفور کی نگرانی
تھی۔ آپ کی پہلی شادی ۲۰۔ رجب سنہ ۱۲۸۲ھ کو
جنابہ پاربتی دختر کشن راؤ داتلسی باغ والے
پونیکر سے اور دوسری شادی ۵۔ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ
کو جنابہ امبابائی دختر رام راؤ نیم کلپا والے
سکندر آباد کر کی دختر سے ہوئی۔ اور ۲۶ محرم
سنہ ۱۳۰۲ھ کو آپ کی رانی اول یعنے پاربتی راہی
آنجہاں ہوئیں۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۳ھ کو آپنے

رامیشر کا سفر اختیار کیا وہاں سے واپسی میں مدھورا
تربتی۔ شیوکنچی۔ دشن کنچی۔ بنارس ہوتے ہوئے
اکل کوٹ پہنچے اور یہاں آپ نے ایک عالیشان
مندر اپنے ذاتی صرفہ سے تعمیر کروایا۔ جہاں ہر
سال چیت کے مہینے میں بڑی دھوم دھام سے
جاترہ ہوا کرتی ہے۔ آپ نے بتاریخ ۴ صفر
۱۳۰۴ھ اس دار فانی سے کوچ کیا اور آپ کی
دوسری رانی امبابائی نے ۱۳۰۹ھ میں راہِ
آنجہانی اختیار کیں۔

راجہ لچھمن راؤ اور رائے رایاں امانت ونت آنجہانی

آپ بمقام چکور تعلقہ کارے مونگی صوبہ بیدر ۱۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے بتاریخ
۸۔ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ آپ کی رسم زنار بندی
نہایت تزک واحتشام سے ہوئی اور اسی سال اکی
سرفرازی بھی۔ جب آپ کے والد ماجد ۱۳۰۴ھ
میں راہی آنجہانی ہوئے تو منجانب اعلیٰ حضرت
نواب میر محبوب علی خاں غفرانمکان بذریعہ مستحکم
جنگ مرحوم ونیز مدار المہام و پیشکار آں وقت نے
رسم تعزیت ادا کی۔ چونکہ آپ بہت کم عمر تھے اس لئے
آپ کے اسٹیٹ کی نگرانی و دیکھ بھال کے لئے
راجہ سریواس راؤ حسب الحکم سر سالار جنگ دوم
سابق مدار المہام مرحوم و مغفور ریاست ابد مدت
دکن بتاریخ ۶۔ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ معتمد مقرر ہوئے
بعد ازاں من ابتداء ۶۔ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ لغایۃ
۲۱ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ مہاراجہ نریندر بہادر
نگرانکار رہے اور ۲۱۔ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ کو
ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے میر مجلس سکریٹری حضور
نظام کرنل مارشل اور ارکین مسٹر اے۔ جی ڈنلاپ
سابق معتمد مالگذاری سرکار عالی اور اڈیکانگ
نواب محبوب یار جنگ مرحوم اور معتمد لالہ جیونتی
رام تھے بعد ازاں مسٹر پیسٹم جی جیونجی اور ان کے
بعد مولوی محمود علی صاحب تعلقدار ہوئے۔

تعلیم وتربیت

حسب الحکم حضرت غفرانمکان
آپ بتاریخ ۲۔ شعبان ۱۳۰۴ھ
مدرسہ عالیہ میں شریک کئے گئے اور ۵ شعبان
۱۳۰۴ھ کو کھنڈیراؤ تانتیا صاحب (جو آپ کے
والد راجہ شنکر راؤ آنجہانی کے حقیقی چچا تھے) نے

راہِ آنجہانی اختیار کی ۲۱- جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۶ھ کو مسٹر ایچ۔ پی ہاڈسن (پرنسپل نظام کالج وسابق اتالیق حضورِ نظام) کی زیرِ نگرانی آپ بورڈنگ ہوس میں داخل ہوئے۔ آپ فطرتاً نہایت ذہین وطباع و صاحب فہم و فراست واقع ہوئے تھے۔ آپ نے خداداد ذہانت اور ذاتی محنت سے اردو، فارسی عربی اور انگریزی وغیرہ میں قابلِ رشک مہارت حاصل فرمائی علاوہ ازیں مردانہ کھیلوں مثلاً کرکٹ پولو، ہاکی وغیرہ کے بھی آپ بہترین کھلاڑی تھے اور آپ کو گھوڑے کی سواری کا بھی بہت شوق تھا اور فنِ شہسواری میں آپ تمام کالج میں اپنی آپ نظیر تھے۔ نیزہ بازی۔ میخ کنی۔ لٹی کدانے میں آپ کو حد درجہ کی مشق تھی چنانچہ آپ نے ان کھیلوں میں خاص دستِ مبارک حضرات غفران مکان سے بارہا انعام حاصل کئے۔ پرنسپل صاحب ہمیشہ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر صبح وشام تفریح کو جایا کرتے اور آپ کی قابلیت وشوق ومحنت کے مدِنظر رپورٹ میں اپنی جو رائے ظاہر کی ہے اُس کو بجنسہٖ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جس سے آپ کی لیاقت و فہم فراست کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔

رپورٹ

راجہ لچھمن راؤ (رائے رایاں) جب میری نگرانی میں آئے تو ان کا سن قریب بارہ سال کے تھا اور اس سن تک ان کی تعلیم مخصوص معمولی تھی اور نہایت نحیف الجثہ اور ضعیف القویٰ تھے۔ مگر انہوں نے اچھی محنت کی اور بڑی عجلت کے ساتھ مڈل اسکول کا امتحان درجۂ اوّل میں پاس کر کے اور تمام امیدواروں میں علم حساب میں اوّل ہو کر جماعت میٹرکیولیشن تک پہنچے۔ امتحان میٹرک میں بھی یہ کامیاب ہوتے مگر شادی کے رسوم وغیرہ نے ملتوی رکھا۔ اس وقت یہ صرف انگریزی، ریاضی، علم سیاست مدن پڑھتے ہیں۔ یہ ایک سلیم الطبع اور مہذب، ہوشیار نوجوان اور عمدہ سوار ہیں اور ہر ایک کام جو ان سے لیا جائے بخوبی اُس کے کرنے کے لائق ہیں۔

مسٹر ہاڈسن کو آپ سے بیحد محبت تھی۔ اسلئے تعلیمی خیال کے ساتھ ہی ساتھ آپ کی صحت جسمانی کا بھی بہت خیال رکھتے تھے اور آپ کو اپنا شاگرد نہیں بلکہ دوست سمجھتے تھے۔ آپ سنہ ۱۳۰۷ھ میں صاحب موصوف کے ہمراہ بغرض سیاحت پونہ و بمبئی تشریف لے گئے اور اسی سال آپ کی جاگیرات کے مینیجر مولوی شیخ شجاعت علی مقرر ہوئے۔ آپ نے بتقریب سالگرہ حضرت غفرانمکانؒ سنہ ۱۳۰۹ھ میں گھوڑ دوڑ کی شرط میں بسواری اکلپس (نام اسپ) بازی جیتنے کے صلہ میں صاحب عالیشان بہادر سے نقروی کپ حاصل فرمایا۔ اور امتحان مڈل میں سنہ ۱۳۱۰ھ میں کامیاب ہوئے جس میں آپکا نمبر علم ریاضی میں دوسرا تھا۔ بعد ازاں آپ جماعت میٹرک میں شریک ہوئے۔

شادی آپ کی شادی جناب گردراؤ تا سابق تحصلیدار امراؤتی کی صاحبزادی سے قرار پائی تھی۔ شوال سنہ ۱۳۰۹ھ کو حضرت غفرانمکانؒ آصفجاہ سادس نے اپنے دست خاص سے سہرا باندھکر آپ کو افتخار بخشا۔ ۷۔ شوال سنہ ۱۳۰۹ھ کو رقعے تقسیم ہوئے جن میں "برخوردار لچھمن راؤ خلف راجہ رائے رایاں بہادر" مرقوم تھا اور آخر میں نواب سر وقار الامرا مرحوم معین المہام مالگذاری (جو بعد سر آسمانجاہ مرحوم مدار المہام ہوئے) کے دستخط تھے بتاریخ ۸۔ شوال سنہ ۱۳۰۹ھ رسم کتخدائی ادا کی گئی۔ اس تقریب میں جو قطعہ تہنیت سید احمد نے پیش کیا تھا وہ برائے تفنن طبع ناظرین درج ذیل کیا جاتا ہے۔

قطعہ

کد خدا شد چو راجہ لچھمن راؤ
دل ز شادیش شاد و فرحاں شد
سال فصلیش سید احمد گفت
شادی راجہ رائے رایاں شد

۶۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ (۱۳۰۱ ف) کو حسب الحکم اعلحضرت غفرانمکانؒ آپ بورڈنگ ہوس سے رخصت ہوکر دیوڑھی میں داخل ہوئے اور اپنے جاگیرات کے جملہ کاروبار باحسن الوجوہ انجام دینے لگے۔ غرہ شوال سنہ ۱۳۱۳ھ کو شادی کی سرفرازی

۸۔ ربیع الاول کو خداوند کریم نے آپ کو ایک صاحبزادی
سے سرفراز فرمایا جن کا نام للتا بائی رکھا گیا اور نام
رکھائی کا رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کیا گیا۔
۸۔ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو آپ کی قابلیت کے
مدنظر حضور پرنور نے جاگیرات کے تمام اختیارات
آپ کو عطا فرمائے اور اسی سال ۶۔ شوال کو
آپ کی دوسری صاحبزادی للتا امبا بائی پیدا
ہوئیں اور ۱۳۱۵ھ میں ملکہ معظمہ کوین وکٹوریہ قیصرۂ
ہند کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر جو چار کمیٹیاں مقرر
ہوئی تھیں اس میں ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے
آپ نے سوال وجواب کئے اور اسی سال
آپ بغرض تیرتھ جاترا جگناتھ تشریف لے گئے
وہاں سے اکثر مقامات مشہور کی سیاحت فرماتے
ہوئے مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوئے۔
۲۶۔ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو آپکے خلف اکبر رسیکا داس راجہ
شام راج راجونت بہادر تولد ہوئے اور اسی سال آپ کو
بتقریب جشن سالگرہ حضرت غفران مکان راجہ رائے رایان
بہادر امانت ونت اور سہ ہزاری بیصدی منصب علم ونقارہ سرفراز ہوا
اور ۲۵ رجب ۱۳۱۷ھ کو اسی تقریب کے موقع پر جو ایڈریس منجانب مہنان

پیش ہوا وہ آپ ہی کے دست خاص سے پیش
ہوا اور بتاریخ ۹۔ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ روز یکشنبہ
آپ کے دوسرے فرزند راجہ ترنبک راج
بہادر پیدا ہوئے۔
آپ نے اپنے چھوٹے باغ موقوعہ
بیرون لعل دروازہ ۲۹۔ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ
کو ایک شیوا استھاپن کیا اور اس کا نام لکشمیشر رکھا
یہاں ہر سال استھاپنا اور مہا شیوراتری کے روز
بڑی دھوم دھام سے اچھاؤ ہوتا ہے۔ ۲۴۔ ذیحجہ
۱۳۱۸ھ کو آپ بوجہ علالت مزاج تبدیلی آب و
ہوا کی غرض سے مہابلیشر تشریف لے گئے۔ وہاں
لارڈ نارتھ کورٹ سابق گورنر بمبئی اور مہاراجہ
کولاپور و مہاراجہ مرچ دوائی کے بالا اور انگرے
علی باغ اور سردار بالا ناتو وغیرہ سے ملاقات
ہوئی۔ واپسی میں پونہ۔ وایا بجن گڑھ گانگاپور
نرسوبا کی واڑی۔ کولھاپور کی سیر کی
بتاریخ ۵۔ ذیحجہ ۱۳۱۹ھ آپ کے تیسرے
فرزند راجہ دھونڈیراج بہادر پیدا ہوئے اور ۲۴۔
ذیحجہ ۱۳۱۹ھ کو آپ عازم رامیشر ہوئے اور

جاتے وقت مدھورا وغیرہ ہوتے ہوئے سیلون بھی تشریف لے گئے اور ۳۰۔شعبان ۱۳۲۰ھ کو ملک معظم کی تاجپوشی کے جشن میں حضور پرنور کے ہمراہ دہلی روانہ ہوئے اور واپسی میں آگرہ متھرا گوکل۔بندرابن۔اندور۔اجمیر۔جاورہ کی سیر فرماتے ہوئے دو ماہ کے بعد حیدرآباد تشریف لائے۔

بتاریخ ۲۶۔ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ آپ کی تیسری دختر للتا بائی صاحبہ تولد ہوئیں بتاریخ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ کاشی کو جاترہ کی غرض سے آپ ٹاکلی سے روانہ ہو کر بمبئی، بڑودہ، اجمیر، لکھنؤ، دوارکا، لشکر، پریاگ، گیا اور کاشی ہوتے ہوئے راجندری، بجواڑہ، مدراس اور رامیشرم جانیکا قصد رکھتے تھے جس وقت آپ مدراس پہنچے۔آپ کی رانی کے علالت کا تار پہنچا جس کی وجہ آپ کو مابقی سفر کو ترک کر دینا پڑا اور واپس تار کے پہنچتے ہی حیدرآباد کی جانب روانہ ہو گئے اور رانی کے علاج معالجہ میں کوئی وقیقہ فرو گذاشت نہ کیا لیکن افسوس باالآخر ۱۔ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ کو رانی اس دنیائے ناپائیدار سے راہی آنجہانی ہو گئیں۔

بتاریخ ۳۰۔جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ آپ کی دوسری شادی پونے والے بلونت راؤ قانون گو کی صاحبزادی سے ہوئی۔اور ۲۴۔ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کو آپ بغرض شرکت جاترہ ساٹھ ستر آدمیوں کے ہمراہ جانب بمبئی روانہ ہوئے یہاں پربھاس کشیتر (سورٹھی سومناتھ) کے مندر کی زیارت کی۔یہاں سے سدہ پور (ماترگیا) تشریف لے گئے۔اور وہاں سے احمدآباد۔بڑودہ۔اوجین۔چتوڑ گڈھ۔جے پور دہلی۔مایاپور ہوتے ہوئے ہردوار پہنچے اور چار روز مقیم رہے یہاں سے جانب جنوب روانہ ہوئے اور اول پن تانیا گوداوری کا اشنان کر کے ترپتی۔شیو کنچی۔وشن کنچی اور مدہورا ہوتے ہوئے رامیشر تشریف لے جا کر چار روز قیام پذیر رہے۔وہاں سے مدراس ہوتے ہوئے براہ بجواڑہ ۴۔جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کو وارد حیدرآباد ہوئے اور اثنائے راہ میں نلگونڈا اسٹیشن پر حضور پرنور کی بندگی بجالانے کا شرف حاصل فرمایا۔

دربار دہلی سے واپس آتے وقت آپ نے ایک موٹر کار خرید فرما کر اپنے ہمراہ

لائی تھی اکثر اسی میں سوار ہوکر آپ ہواخوری کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔ آپ کی جاگیر کا رقبہ تقریباً دو سو پچھتر میل مربع اور مردم شماری ۵۲ ہزار اور آمدنی ڈھائی لاکھ اور مواضع ایک سو اکیس ہیں۔

: بتاریخ ۸۔ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ بغرض سیر نمائش بمبئی آپ مع فرزندان خود راجہ شامراج بہادر وراجہ ترمبک راج بہادر وچند ہمراہیاں بسواری میل ٹرین بمبئی روانہ ہوئے اور بابا صاحب بولکر (آنگرے) کے مکان میں مقیم ہوئے چونکہ دیسی صنعت وحرفت کا آپ کو بے حد شوق تھا اس لئے آپ نے نہایت دلچسپی کے ساتھ معائنہ فرمایا اور پانچ روز وہاں رہکر ۱۳۔ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ کو مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوئے۔ بالآخر سنہ ۱۹۱۴ء میں آپ بداشت (۳) فرزند اور (۵) دختر راہی آنجہاں ہوئے۔

(۱) فرزند یکدا داس المخاطب بہ راجہ شامراج بہادر (۲) راجہ ترمبک راج بہادر (۳) راجہ دھونڈیراج بہادر۔

راجہ جونت راجہ شامراج بہادر

آپ راجہ امانت ونت رائے رایاں آنجہانی کے خلف اکبر ہیں۔ آپ بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد بتاریخ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ پیدا ہوئے جس روز آپ پیدا ہوئے اسی روز دو گھنٹے کے اندر آپ کے ولادت کی خبر مسرت اثر شہر بھر میں پھیل گئی۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام نقراء وبرہمن جمع ہو گئے عزیز واقارب دوست احباب نے ہدیۂ مبارکباد اور شعراء نے قطعات تاریخی وقصائد تہنیت پیش کئے منجملہ ان کے سید احمد صاحب کی تاریخ پر ہم اکتفا کرتے ہیں جو بغرض تفریح تفنن طبع ناظرین درج ذیل ہے۔

وھوھذا

رائے رایاں اے مہاراجہ من لچھمن راؤ
دیا خالق نے یہ فرزند تمہیں بخت بلند
سیدؔ احمد نے لکھی اس کی خجستہ تاریخ
تم کو ہو صاحب اقبال مبارک فرزند
۱۳۱۶ھ

فقراء وبرہمنوں نے آپ کی درازیٔ عمر واقبال کی دعائیں کیں غرباء ومساکین میں خیرات ومبرات کی

تقسیم ہوئی۔ برہمنوں کو دچھنا دیئے گئے ملازمین انعام
واکرام سے سرفراز ہوئے۔

رسم نام نہاد

۱۵۔ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ کو آپکی
رسم نام نہاد بڑی دھوم دھام سے
ادا کی گئی جس میں شہر کے تمام حکام عالی مقام وامرائے
عظام کی خدمت میں شیرینی و بادام بھیجے گئے اور ہزاروں
برہمنوں کو کھانا کھلایا گیا اور عمائدین شہر کی نہایت پرتکلف
ضیافت کی گئی۔

غرہ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ کو جب آپ کی
پہلی سالگرہ ہوئی تو آپ کے علاقہ داروں نے باہمی
چندہ سے ملارڈیو باغ میں جشن منایا اور جس وقت آپکی
گاڑی اس باغ کے قریب پہنچی تو اس کے گھوڑے
علیحدہ کرکے لڑکوں نے گاڑی کھینچکر باغ تک
پہنچائی۔ ازاں بعد دعوتی تمام مصروف طعام ہوئے
اور بعد انفراغ جلسہ رقص وسرود کا آغاز ہوا اس
جلسہ میں کئی طائفہ بلاستثنا بلائے گئے تھے۔

آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی
اردو، فارسی، سنسکرت، تلنگی اور انگریزی کی تعلیم
قابل اساتذہ سے بدرجہ اعلیٰ حاصل فرمائی مسٹر ڈبلیو جے
پی۔ یندر گھاسٹے سابق پرنسپل نظام کالج آپ کے
نگرانکار تھے۔ آپ کے ابتدائی تعلیم کا دور آپ کے
والد کی طرح نہایت خوشگوار گذرا۔ مدرسہ عالیہ میں
آپ شریک ہوکر ہائی اسکول کا کورس کامیابی کے
ساتھ ختم فرمایا۔ آپ ہمیشہ اپنے جماعت کے طالبعلموں
سے اول رہا کرتے تھے۔ ہائی اسکول کا کورس
ختم فرماکر آپ نے سررشتہ مالگذاری کی ٹریننگ
اور مال کے کام میں وسیع تجربہ حاصل فرمایا۔ آپ
فطرتاً نہایت ذہین و طباع واقع ہوئے ہیں اور
آپ کی قابلیت مسلمہ ہے ۱۹۱۴ء میں آپ کے
والد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا
اور اسٹیٹ بوجہ آپ کی کمسنی کے زیر نگرانی کورٹ
آف وارڈز لے لیا گیا۔ حکیم السیاست اعلیٰحضرت
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے آپ کی انتظامی قابلیت
اور خاندانی وفاشعاریوں اور کارہائے نمایاں
کے مدنظر آذر ۱۳۳۷ف میں اسٹیٹ کے واگذاشت
کا حکم نافذ فرمایا اور بتقریب سالگرہ ہمایونی ۱۹۳۰ء
میں خطاب مستطاب "راجونت بہادر" سے مفتخر وممتاز فرمایا۔
اور ۲۵۔ صفر ۱۳۵۴ھ کو آپ نے صدر المہامی

تعمیرات عامہ کا جائزہ نواب عقیل جنگ بہادر سے
حاصل فرمایا۔ آپ نے اپنی جاگیرات میں کئی ایک
مدارس (تحتانیہ) اور شفاخانے قائم فرماکر اپنی خوش
انتظامی اور رعایا پروری کا ثبوت دیا۔ آپ نے اپنی
جاگیر کی رعایا کی خوشحالی و فلاح وبہبودی کے لئے کوئی
دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور ہر طرح سے ان کی امداد فرماتے
رہے۔ اپنی رعایا کے ساتھ آپ کا حسن سلوک
قابل صد تحسین ہے جس طرح حضرت غفران مکان رح
کے الطاف شاہانہ آپ کے والد راجہ لچھمن رائو
رائے رایاں آنجہانی پر مبذول تھے اسی طرح
حضور پرنور بندگانعالی کے الطاف وعنایات بے
پایاں آپ پر اور آپ کے بھائی راجہ ترمبک راج بہادر
وو ھونڈے راج بہادر پر مبذول ہیں۔ آپ نہایت خوش
خلق، ملنسار اور ہردلعزیز، رعایا پرور علم دوست
راجہ ہیں آپ سے رعایا وراعی ہردو خوش اور
آپ کے ملازمین وماتحتین آپ کے ثنا خوان۔
آپ کا انتظام قابل تحسین وآفرین۔ آپ کو فن
موسیقی سے بھی فطری اُنس۔ آپ کا مکان قدیم
وجدید فن تعمیر کا مرقع اور آپ کا کتب خانہ
نایاب وکمیاب کتب قلمی ومطبوعہ ہر علم وفن کا مخزن
ہے۔ اکثروبیشتر اپنی فرصت کا وقت آپ مطالعہ
کتب میں صرف فرماتے ہیں۔

راجہ ترمبک راج وراجہ دھونڈیراج بہادر

یہ ہردو راجگان نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے بھائی راجہ شام راج راجونت
بہادر کی طرح گھر ہی پر قابل اساتذہ سے
پائی۔ ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے۔
اِس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے
انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں بی۔ اے کا
امتحان کامیاب فرمایا یہ دونوں راجہ مثل اپنے بڑے بھائی کے نہایت خلیق و
ملنسار، نیک طینت وخجستہ خصلت ہیں۔ اوّل الذکر معتمد مجلس بلدیہ اور موخر الذکر
آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ ہم کو قوی امید ہے کہ ہماری معزز گورنمنٹ ان ہردو کو بھی
مثل ان کے بڑے بھائی کے عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز فرماکر ملکی خدمات انجام دینے کا
موقع عطا فرمائے گی۔

نواب مشیر جنگ بہادر

حسب ونسب آپ کے خاندان کا سلسلہ نسب میر موسیٰ خاں کلید بردار حضرت امام ضامن ثامن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے ملتا ہے آپ کے دو فرزند تھے فرزند اکبر آپ کے بعد وہیں خراسان میں اپنی آبائی خدمت کلید برداری روضۂ مقدس کو سنبھالے رہے اور دوسرے فرزند نے سیاحت اختیار فرمائی جن کی اولاد میں سے سید محمدؒ وارد ہندوستان ہوئے نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ نے آپ کو اپنے فرزند نواب میر قمر الدین علی خان عرف چین قلیچ خان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ اوّل مغفرت مآب کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر فرمایا جب آصف جاہ اوّل (نواب مغفرت مآب) سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے تو آپ کو میر ترکی خان کے خطاب سے مفتخر فرمایا اور ہمیشہ آپ کو شریک صلاح و مشورہ رکھا آپ کے فرزند میر موسیٰ خاں تھے جو وقائع نگاری دیور کنڈہ پر مامور تھے۔ بعد ازاں بہ رفاقت ہدایت محی الدین خان (مظفر جنگ) صوبہ داری بیجاپور پر مامور اور رسالہ سواراں سے مفتخر ہوئے آپ کے چار فرزند (۱) میر محمد یار خاں المخاطب

نواب مشیر جنگ بہادر

حسب ونسب آپ کے خاندان کا سلسلہ نسب میر موسیٰ خاں کلید بردار حضرت امام ضامن ثامن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے ملتا ہے آپ کے دو فرزند تھے فرزند اکبر آپ کے بعد وہیں خراسان میں اپنی آبائی خدمت کلید برداری روضۂ مقدس کو سنبھالے رہے اور دوسرے فرزند نے سیاحت اختیار فرمائی جن کی اولاد میں سے سید محمد وارد ہندوستان ہوئے نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ نے آپ کو اپنے فرزند نواب میر قمر الدین علی خاں عرف چین قلیچ خاں فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ اوّل مغفرت مآب کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر فرمایا جب آصف جاہ اوّل (نواب مغفرت مآب) سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے تو آپ کو میر ترکی خاں کے خطاب سے مفتخر فرمایا اور ہمیشہ آپ کو شریک صلاح و مشورہ رکھا آپ کے فرزند میر موسیٰ خاں تھے جو وقائع نگاری دیورکنڈہ پر مامور تھے۔ بعد ازاں یہ رفاقت ہدایت محی الدین خاں (مظفر جنگ) صوبہ داری بیجاپور پر مامور اور رسالۂ سواراں سے مفتخر ہوئے آپ کے چار فرزند (۱) میر محمد یار خاں المخاطب

میر موسیٰ خاں احتشام جنگ رکن الدولہ (۲) میر احمد یار
خاں المخاطب بہ تہور جنگ شرف الدولہ شرف الملک
شرف الامراء (۳) میر ایزد یار خاں المخاطب بہ حشمت
جنگ اور (۴) میر حامد یار خاں المخاطب بہ ارسلان
جنگ تھے۔

میر محمدؐ یار خاں

آپ میر موسیٰ خاں کے فرزند اکبر اور سید محمدؒ کے پوتے تھے
ابتدائً داروغگی ہر کارگان کی خدمت پر مامور تھے
اور بوجہ کار ہائے نمایاں وخدمات شایان رفتہ
رفتہ پیشگاہ حضرت نواب میر نظام علی خاں اسد جنگ
شجاع الملک نظام الدولہ آصف جاہ ثانی غفران
مآب سے ۱۱۷۷ھ میں خلعت دیوانی سے مفتخر
ہوئے اور جملہ کاروبار ملکی و مالی پر آپ کا تسلط
ہوا۔ نیز آپ کو پیشگاہ حضرت غفران مآب سے
خطاب میر موسیٰ خاں بہادر احتشام جنگ رکن الدولہ
سے سرفراز ہوا۔ ۱۱۸۶ھ میں فیضو گارڈی کے ہاتھوں
مقتول ہوئے۔ آپ کو صرف ایک دختر تھی جو حاکم
جنگ سے منسوب تھیں آخر الامر وہ بھی بعمر ۱۸ سالگی
انتقال کر گئیں۔ تواریخ سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ
حضرت غفران مآب نے آپ کے بھائیوں کو
بطریق خوں بہا اٹھارہ لاکھ کے جاگیرات عطا
فرمائے جو اب تک اس خاندان میں منقسم ہیں مگر
بعض جاگیرات قبضہ سے نکل گئے۔ اکثر جاگیرات
کے اسناد جو اس خوں بہا میں عطا ہوئے تھے ان
کے نقول بعض تذکروں میں درج ہیں جن کا یہاں
درج کرنا باعث طوالت ہے۔

نواب میر احمد یار خاں

آپ میر موسیٰ خاں کے فرزند دوم اور سید محمد
کے پوتے تھے ابتدائً سررشتہ منصب میں تھے
بعہد آصف الدولہ سید محمد خاں صلابت جنگ فرزند
سوم نواب مغفرت مآب امیر الممالک نواب مرحوم
خطاب خانی وبہادری سے ممتاز ہو کر بعہد نواب
میر نظام علی خاں آصف جاہ دوم غفراں مآب
منصب شش ہزاری چار ہزار سوار و علم و نقارہ
و پالکی جھالردار اور خطاب تہور جنگ شرف الدولہ
شرف الملک شرف الامراء سے مفتخر اور بیس لاکھ
کے تعلقات سے سرفراز ہوئے آپ کے دو
فرزند (۱) نواب داور الملک ہمارے صاحب تذکرہ

کے جدِ اعلیٰ) اور (۲) نواب یاورالدولہ تھے۔
نواب داورالملک نے ۱۲۱۸ھ میں وفات
پائی اور اپنی یادگار دنیا میں تین فرزند چھوڑ گئے
(۱) میر علی حسین خان اشرف الدولہ (۲) نواب میر علی
حسن خاں محکم جنگ اور (۳) میر حیدر علی خاں تہور جنگ
تھے۔ نواب میر علی حسن خاں (اشرف الدولہ) خلف
نواب داورالملک نے ۱۲۸۲ھ میں وفات پائی
اور اپنی یادگار دنیا میں نواب میر موسیٰ خاں کو
چھوڑ گئے۔

نواب میر موسیٰ خاں

آپ نواب میر علی حسین خان (اشرف الدولہ) کے اکلوتے
فرزند اور نواب داورالملک کے پوتے تھے
آپ اپنی یادگار دنیا میں نواب اشرف الدولہ
ثانی کو چھوڑ کر راہی روضۂ رضواں ہوئے۔

نواب اشرف الدولہ ثانی

آپ نواب میر موسیٰ خاں مرحوم کے اکلوتے فرزند
اور نواب اشرف الدولہ کے پوتے تھے آپ
اپنی یادگار دنیا میں تین فرزند چھوڑ کر راہی خلد
بریں ہوئے (۱) نواب میر علی حسین خان المخاطب
بہ تہور جنگ اشرف الدولہ رکن الملک خان دوران)
(۲) نواب میر موسیٰ خاں (ارسلان جنگ اولیٰ مرحوم)
اور (۳) نواب میر محمد یار خاں مرحوم اشرف جنگ۔

نواب میر علی حسین خاں مرحوم

آپ نواب اشرف الدولہ ثانی کے خلفِ اکبر نواب میر
موسیٰ خان کے پوتے تھے ۲۱۔ ذی قعدہ ۱۲۵۱ھ
کو پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کی اطلاع اشرف الدولہ
ثانی نے نواب ناصرالدولہ غفران منزل کو کی تو
حضرت غفران منزل نے ارشاد فرمایا کہ "مسعود و مبارک
ہو"، اور یہ کہ اس کی تعلیم و تربیت پر کافی احتیاط
رکھی جائے"۔ اس کے دوسرے روز معلوم
ہوا کہ آپ کے نام موضع کلکیوٹ جاگیر محاصلی
دو ہزار آٹھ سو دو روپیہ دس آنہ بحال ہوئی۔
۱۲۵۵ھ میں بعہدِ حضرت غفران منزل آپ کو
خطاب خانی و بہادری عطا ہوا ۱۲۷۳ھ میں
بعہدِ حضرت افضل الدولہ مغفرت مکان تہور جنگ
کا خطاب عطا ہوا آپ اپنے والد کے بعد جملہ اعزاز
و مناصب و جاگیرات سے سرفرازی پائے۔
بعہدِ حضرت غفران مکان ۱۳۰۵ھ میں خطاب

اشرف الدولہ و منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار
وعلم و نقارہ اور ۱۳۱۱ھ میں رکن الملک خان زمان
خان بہادر کے گراں مایہ خطاب سے سرفرازی
پائے ۱۳۱۲ھ میں نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ رستم دوراں
یارِ وفادار سلطنت برطانیہ سلطان العلوم آصف جاہ
سابع سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ (جو اُس
زمانہ میں ولی عہد تھے ۔) کی اتالیقی کا شرف
حاصل فرمایا ۱۲۸۱ھ میں حج بیت اللہ الحرام و
زیارات مقامات مقدسہ مدینہ منورہ و مقامات
مقدسہ عراق و ایران زاد اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف
ہوئے آپ ایک سچے دیندار مسلمان، پابندِ صوم و
صلواۃ وضع امیرانہ، نیک نفس، مذہب پرست،
نواب تھے فرقہ اثنا عشریہ جس قدر آپ پر فخر
کرتا کم تھا، آپ ائمہ اطہار علیہم السلام کے بڑے
عزادار تھے شہید دشتِ کربلا کی عزاداری دل
سے کرتے تھے حیدرآباد دکن کے امیروں میں
آپ سب سے پہلے تھے جو حیدرآباد دکن میں
قیام عزائے حسین علیہ السلام کے لئے ہندوستان کے

نامی گرامی شعراء مشہور و معروف وعّاظ کو بصرفِ
زرِ کثیر حیدرآباد دکن بلاکر ان کے اشعار و تقاریر
سے حیدرآباد دکن کی پبلک کو مستفید فرمایا۔ آپ نے
ہی حیدرآباد دکن میں مرثیہ خوانی کی بناء رکھی۔
اس کی ایجاد کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔ اگرچہ
آپ کی تتبع میں حیدرآباد کے دیگر امیروں نے
بھی ہندوستان کے نامی گرامی شعراء کو طلب کرکے
مجالس عزائے شہید کربلا برپا کرنے لگے اور اس طرح
رفتہ رفتہ عزاداری شہید کربلا کا بازار گرم ہوتا
گیا لیکن آپ کے یہاں کی مجالس کی بات کسی
دوسرے کے یہاں کی مجلس میں آنی مشکل تھی آپ
کے یہاں کے مجالس کی ابتداء ۱۲۸۰ھ ہجری سے
ہوئی یہ زمانہ نواب تراب علی خان مختار الملک
سرسالار جنگ اول مرحوم کی وزارت کا تھا ابتداء
میں یعنی ۱۲۸۶ھ کو حضرت انیس اعلی اللہ مقامہٗ
کی مرثیہ خوانی رہی جن کے بیان، رقت طراز سے
حیدرآباد دکن کی پبلک بہت ہی لطف اٹھائی
جنہوں نے کہ انیس کا پڑھنا سُنا وہ اب تک گو
ایک صدی گزر جانے پر بھی اُن کے طرز بیان

اور کلامِ بلاغت نظام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں
آپ کی ڈیوڑھی واقع حویلی قدیم میں اس کثرت سے
مومنین و مسلمین کا مجمع ہوا کرتا تھا کہ جگہ ملنی دشوار ہو جاتی
تھی آپ کے کلام کے شوقین آپ کے طرز ادا کے دلدادہ
مقررہ وقت سے گھنٹوں پہلے آ کر بیٹھ جاتے تھے
اس کے دوسرے سال ۱۲۸۹ھ میں میر انیس
مرحوم کے چھوٹے بھائی میر انس مرحوم آئے اور یہ
بزرگوار برابر اٹھارہ سال تک آتے رہے یہ ہر دو
بزرگوار جس پایہ کے شاعر گذرے ہیں وہ اہل علم سے
پوشیدہ نہیں اہل علم بھی اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے
ہیں کہ آج زبانِ اردو کو معراج ترقی پہ لانے والے
یہی بزرگوار تھے اردو زبان ان کی ذات پہ ناز کرتی
ہے کیوں ناز نہ کرے کہ یہ لوگ اردو ادب کے
زندہ کنندہ اور محسن تھے ان کے علم و فضل و
کمال و فن اور ہنر کا شہرہ نہ صرف ہندوستان کی
حد تک ہے بلکہ دور و دراز مقامات پر بھی ان کا
کلام مقبول عام اور کمال شہرت رکھتا ہے یہ حضرات
نہ صرف شاعر تھے بلکہ راسخ الاعتقاد، پابند شرع ان کے
کلام میں آمد اور طبیعت خداداد تھی جو
کالشمس روشن ہے ان کا اور ان کے خاندان
کا کلام مقبول بارگاہ حسینی ہے۔ میر انیس کی سوانح
زندگی کا جنہوں نے مطالعہ کیا ہے وہ خوب
جانتے ہیں کہ انیس صاحب کس قدر اپنے وضع کے
پابند تھے۔ ان کا دماغ کس قدر عالی تھا۔ بڑے
خوددار تھے۔ بادشاہ وقت، واجد علی شاہ مرحوم
شاہ اودھ اکثر آپ کا کلام سننے کے لئے شریک
مجلس ہوا کرتے تھے۔ دوسرے پیش خوان شاہ
کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے تھے مگر انیس مرحوم کوئی
پروا نہیں کرتے تھے آپ کے ایک مشہور سلام کا
مصرع ہے "غیر کی مدح کروں شہ کا ثنا خواں ہو کر"
یہ سلام آپ نے شاہ اودھ کی موجودگی میں پڑھا
تھا غرضیکہ ایسے عالی مرتبہ مداح حسینی کا مرثیہ خوانی
کے لئے حیدرآباد دکن تشریف لانا اور ایسے زمانہ
میں جبکہ سفری مشکلات بے حد ہوں اس سے
ہمارے صاحبِ تذکرہ کے والدِ مرحوم کی شخصیت
کا اندازہ ہو سکتا ہے چنانچہ میر انس صاحب مرحوم کی
یہ رباعی بر سبیل موقع قابل ذکر ہے۔

حیدرآباد دکن سے لکھنو

فاصلہ ہے سینکڑوں فرسنگ کا

کب انیس و آتش آئے تھے یہاں

فیض ہے یہ سب تہور جنگ کا

میر آتش کے بعد میر سلیس فرزند میر انیس مرحوم
تین سال تک اپنے کلام فصاحت التیام سے
مجالس کو رونق دیتے رہے آپ کے بعد ایک
مدت تک مشہور و معروف مرثیہ خوانوں کی آمد رہی
ناصر صاحب اور نواب قمر الدین حیدر خان المتخلص
بہ سرور از خلف نواب سراج الدولہ نے بھی باری باری
سے ایک ایک سال آکر اپنا اپنا کلام سناتے رہے
ان سب کے بعد مولوی میر محمد کاظم صاحب المتخلص
بہ جاوید اپنے کلام سے سامعین کو ایک عرصہ دراز
تک لطف اندوز فرماتے رہے۔ اس کے بعد میر
انیس کے پوتے عروج جو دولہا صاحب مشہور تھے
تین سال پہلے تک یعنی اپنی حیات تک آکر مرثیہ
خوانی سے حیدر آباد کے مومنین کو شاداب فرماتے
رہے دولہا صاحب کا کلام اور طرز بیان کا نقشہ
اب تک آنکھوں میں کھینچا ہوا ہے سچ پوچھا جائے
تو عزاداری حسین علیہ السلام کے لئے آپ نے خود
کو اور اپنی دولت کو وقف کر رکھا تھا۔ آج اس کی
بدولت آپ کا نام ہر دیندار کی زبان پر ہے یہ
سب محبت حسین ابن علی کا نتیجہ ہے لیکن افسوس
صد افسوس کہ ائمہ اطہار علیہم السلام کا عاشق صادق
مظلوم کربلا کا سچا عزادار بعمر ۱۸۷ سالگی بتاریخ ۲۸
صفر ۱۳۳۹ھ سرزمین نینوا پر جا کر جاں
بحق تسلیم ہوئے اور اپنے آقا کی خدمت میں قیامت
تک رہنے کی عزت حاصل فرمائی خوشا نصیب
محبت کی کشش اسی کو کہتے ہیں کہ آپ ارض نینوا
پر جاں بحق تسلیم ہوئے آپ اس ریاست ابد
مدت کے قدیم امراؤں سے تھے۔ معزز ممتاز
اور لایق افراد میں آپ کا شمار تھا۔ نہایت خوش
خلق اور ذی مروت، فیاض، سیر چشم دریا دل نواب
تھے ہر ایک سے گفتگو شگفتگی کے ساتھ فرماتے
تھے باوجود صاحب جاہ و جلال و ثروت و حشمت
ہونے کے مزاج بالکل سادہ تھا آپ کے چہرے
امارت و مدبری عیاں تھی۔ ائمہ اطہار علیہم السلام
کی جناب میں کمال عقیدت رکھتے تھے اور یہی
آپ کی سب سے بڑی خوبی اور وسیلہ بخشایش

آخرت تھی۔

اولاد آپ نے اپنی یادگار دنیا میں نواب سید محمد کاظم خاں بہادر المخاطب بہ نواب مشیر جنگ بہادر (جن کا یہ تذکرہ ہے) اور دوسرے نواب میر عنایت حسین خاں بہادر المخاطب بہ نواب عنایت جنگ بہادر چھوڑ گئے۔

نواب محمد کاظم خاں مشیر جنگ بہادر نواب میر علی حسین خاں مرحوم تہور جنگ شرف الدولہ رکن الملک کے خلف اکبر اور نواب قمر الدین خاں مرحوم اشرف الدولہ ثانی کے پوتے اور خاندان خان دوران کے وارث اور جانشین ہیں۔

ولادت و تعلیم و تربیت آپ کی ولادت ۱۳۰۲ھ ہجری میں ہوئی۔ ابتداءً اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے نہایت اعلیٰ پیمانے پر اردو، فارسی اور عربی کی اور اس کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مدرسۂ عالیہ میں شریک ہوئے آپ انگریزی فارسی، عربی اور اردو میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں اور آپکی تحریر اور تقریر نہایت دلچسپ ہوا کرتی ہے

جس کو سنکر ہر انصاف پسند آپ کے ایک اعلیٰ درجہ کے لایق ہونے کا مقر ہو سکتا ہے۔

جاگیرات و خدمات و خطابات آپ اپنے والد ماجد کے بعد جملہ جائداد و املاک و جاگیرات و اعزاز و مناصب آبائی سے مفتخر ہوئے ۱۳۱۱ھ میں بتقریب جشن سالگرہ حضرت غفران مکاں رحمۃ اللہ علیہ خطاب خانی و بہادری مشیر جنگ و منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔

آپ کے جاگیرات میں کئی ایک تعلقات ہیں جن کا محاصل سالانہ تخمیناً سوا لاکھ ہے آپ کے جاگیر میں مردانی (۴) مدارس ہیں آپ کے جاگیر کی مردم شماری کافی ہے آپ کی جاگیر میں عدالتیں بھی ہیں اور آپ کو درجۂ اول کے عدالتی اور کوتوالی اختیارات حاصل ہیں۔ ہمیشہ آپکا خاندان مورد الطاف خسروانہ رہا ہے چنانچہ اب بھی اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے الطاف و عنایات آپ پر بھی مبذول ہیں۔ ہر سال محرم الحرام میں سواری جہاں پناہی بغرض شرکت

مجلس عزائے شہید مار یہ معہ خانوادۂ شاہی
آپ کی آبائی دیوڑھی واقع حویلی قدیم میں
جلوہ افروز ہوا کرتی ہے۔ نیز دیگر تقاریب میں
بھی ظل اللہ آپ کے گھر رونق افروز ہوا کرتے
ہیں۔ آپ مجلس وضع آئین و قوانین کے کئی سال
تک رکن رہے ہیں اور اب مجلس آرائش بلدہ
کے رکن ہیں۔ ان الطاف خسروانہ کو دیکھ کر ہم یقین
کر سکتے ہیں کہ بہت جلد آپ اپنے خاندانی خطابات
خان دوران رکن الملک اشرف الدولہ سے مفتخر
فرمائے جائیں گے۔ پیشگاہ آصف جاہ ثانی سے
ہمارے صاحب تذکرہ کے جدّ اعلیٰ کو جو جاگیرات
اور اعزاز و مناصب سرفراز ہوئے وہ سب آپ کے
اجداد کی علمی لیاقت اور خوں بہا کے صلہ تھے
جس کی شاہد دکن کے مشہور و معروف تواریخ اور
وہ اسناد ہیں جو اس وقت ہمارے صاحب تذکرہ
کے پاس محفوظ ہیں چونکہ آپ خیر خواہان سلطنت سے
ہیں ہم آپ سے اپنے ملک و مالک کے بہی خواہی
کی جس قدر توقع کریں کم ہے۔

شوق آپ کو کتب بینی اور ارکیٹکچر کا بیحد شوق
ہے چنانچہ آپ متعدد رسائل، اخبارات انگریزی
و اردو کے خریدار سرپرست اور معاون ہیں
فن عمارت سازی میں آپ کو کافی دخل ہے بمقام
خیریت آباد ایک کشادہ بنگلہ انگلش اسٹائل پر تعمیر
کروا رہے ہیں جو آپ کے اس فن سے دلچسپی رکھنے
کا ایک نمونہ ہے آپ اسی زیر تعمیر مکان میں فروکش ہیں

اولاد و ازواج آپ کی شادی نواب صارم جنگ
عزیز الدولہ مرحوم کی صاحبزادی
سے ہوئی۔ آپ کو خدا کے فضل و کرم سے پانچ
صاحبزادہ اور پانچ صاحبزادیاں ہیں (۱) نواب
سید خورشید حسین خاں (۲) نواب سید ممتاز حسن خان
(۳) نواب سید شہسوار علی خاں (۴) نواب سید کاظم
حسین خاں اور (۵) نواب سید محمد اعظم خاں
ان میں سے اوّل الذکر دو صاحبزادے ولایت
میں اور دوسرے تین صاحبزادے فی الحال نوبل
کالج میں زیر تعلیم ہیں امید کہ آپ کے پانچوں صاحبزادے
آپ کے زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم حاصل فرما کر ملک و
مالک کے اعلیٰ خدمات انجام دینے کے قابل بنیں گے
آپ نے ہندوستان کے قریب قریب تمام شہروں کی و نیز انگلستان کا بھی سفر کیا



نواب مشیر جنگ بہادر معہ فرزندان

اخلاق حمیدہ

آپ نہایت خلیق، ملنسار، اولوالعزم صاحب ہمت، علم دوست، نیک سیرت اور خوش باش نواب ہیں۔ آپ کے چہرہ سے امیرانہ شان و شوکت عیاں ہے۔ آپ فیاضی دریا دلی اور مذہب پرستی میں اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم ہیں ظاہرا آپ نیو فیشن کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں لیکن باطناً آپ کے اعتقادات و اطاعت الٰہی سے آپ ایک مذہبی نواب معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر جشنوں اور مجالس میں آپ شرکت فرماتے ہیں دو مرتبہ زیارت مقامات مقدسہ عراق عرب سے مشرف ہو چکے ہیں خیرات اور حسنات کے کام بدل فرماتے ہیں۔ علماء، شعراء اور دیگر اہل فضل حضرات کی عزت کرتے ہیں درحقیقت کہ آپ ایک زندہ دل نواب ہیں۔



نواب عنایت جنگ بہادر



نواب سید عباس حسین خان بہادر

نواب عنایت جنگ بہادر

آپ اُن امرائے حیدرآباد دکن سے ہیں جن کا خاندان ہمیشہ سے مورد الطاف خسروانہ رہا ہے۔ آپ کے خاندان عالیشان کا ذکر تفصیل کے ساتھ آپ کے بھائی نواب مشیر جنگ بہادر کے تذکرہ میں کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم یہاں صرف آپ کے سوانح پر اکتفا کرتے ہیں۔ آپ کا نام نامی میر عنایت حسین خان ہے۔ آپ نواب میر علی حسین خان اشرف الدولہ رکن الملک خان دوران تہور جنگ مرحوم کے خلف اصغر اور نواب میر قمر الدین علی خان اشرف الدولہ ثانی مرحوم کے پوتے اور نواب مشیر جنگ بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ بتاریخ ۱۶۔ فروردی سنہ ۱۳۰۲ ف پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ بعد ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں بغرض حصول تعلیم انگریزی شریک ہوئے۔ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی پر آپ کو عبور حاصل ہے ۸۔ تیر سنہ ۱۳۳۵ ف کو آپ بہ حیثیت اسیسر و کلکٹر ٹیکس صفائی بلدہ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل

ہوئے اور ۶۔ بہمن ۱۳۳۶ف کو مددگار رکن صنائی
بلدہ مقرر ہوئے اور یکم مہر ۱۳۳۶ف کو اپنی اصلی
خدمت پر واپس آئے۔ ۱۶۔ تیر ۱۳۴۱ف کو مددگار
معتمد سیاسیات سرکار عالی (شاخ صنفائی) کے عہدہ
پر فائز اور اس وقت تک اپنی مفوضہ خدمت
کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔ علاوہ بریں
حسب فرمان خسروی آپ کو شہزادۂ والاشان
حضرت ولی عہد بہادر پرنس آف برار سپہ سالار
افواج آصفی بالقابہم کی اعزازی مصاحبت کا شرف
بھی حاصل ہے۔ آپ نے قریب قریب ہندوستان
کے تمام مشہور و معروف شہروں کی سیر کی عراق
عرب کی زیارت اور یورپ کی بھی سیاحت
فرمائی۔ بتقریب جشن سالگرہ ہمایونی ۱۳۴۳ف میں
آپ کو خطاب مستطاب "عنایت جنگ" عطا ہوا۔
جس طرح شاہان آصفیہ کے الطاف شاہانہ
ہمیشہ سے آپ کے خاندان عالی شان پر مبذول
ہوتے رہے ہیں اسی طرح حضور پرنور کے الطاف
وعنایات بھی آپ کے شامل حال ہیں۔
آپ ایک علم دوست غربا پرور۔

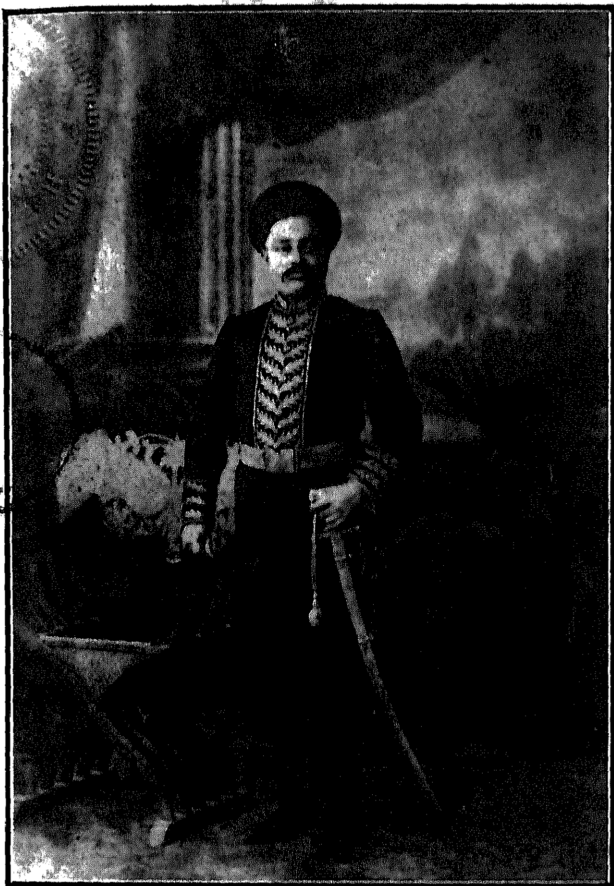
فیاض، رحمدل، ہمدرد قوم، وضعدار، نیک سیرت،
خجستہ خصلت، سنجیدہ طبیعت، باہمت، صاحب
خلق و مروت، مردم شناس، پرہیزگار، ملنسار،
ملک کے بہی خواہ۔ مالک کے سچے جاں نثار۔
وجیہ و شکیل، پابند صوم و صلوٰۃ، وضع امیرانہ
نواب ہیں۔ باوجود دولت و ثروت، جاہ
و امارت غرور آپ میں نام کو نہیں۔ ہر ایک
سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ کوئی حاجتمند
آپ کے در سے خالی نہیں جاتا۔ آپکی ذات
ستودہ صفات مغتنمات سے ہے۔ آپ کی شادی
نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کی
صاحبزادی سے ہوئی۔ آپکو جسطرح خداوند کریم نے
دولت مال سے سرفراز فرمایا ہے اسیطرح دولت اولاد
سے بھی سرفرازی بخشی ہے چنانچہ اس وقت تک آپکے چار
صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔
صاحبزادہ (۱) نواب سید عباس حسین خاں (۲) نواب میر حسن علی
خان نبیرہ نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر (۳) نواب سید محمد حسین خان نبیرہ
نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر (۴) نواب سید عابد حسین خان منجملہ
انکے دو صاحبزادے اس وقت جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں



نواب سید نادر علی حسین خان بہادر



نواب سید محمد حسین خان بہادر



راجه راؤ رنبها جیونت آنجهانی



راجہ سری منت سردار سیوا بی راؤ صاحب
داماد اکبر راجہ راؤ رنبھا جیونت آبچمانی

راجہ راؤ رنبھا جیونت آنجہانی

خاندان نمبالکر سورج بنسی کھشتری پوار خاندان ہے جن کی راجدھانی دھارانگری کے نام سے مشہور ہے جن میں راجہ بھوج و منج جیسے علم پرور راجہ گذرے ہیں سنہ ۱۲۴۴ عیسوی میں بمقام سنگھنا پور راجہ نمبراج پوار نے نمبلک نامی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اسی وقت سے یہ خاندان نمبالکر کے نام سے معروف ہوا اور دکن میں مختلف سلاطین کے زمانہ میں نہایت عزت و احتشام کے ساتھ حکمران رہا بزمانہ محمد تغلق بادشاہ دہلی نمبراج ثانی خطاب نایکی و اعزاز سردیسکی سے سرفراز رہے اور

بزمانہ عادل شاہی راجہ اننگ پال جگدیو راؤ و نایک نمبالکر و بجاجی نایک نمبالکر امرائے خاص میں تھے علاوہ ازیں سلاطین بہمنی و نظام شاہیہ میں بھی یہ خاندان بارسوخ رہا۔

بزمانہ راجہ شاہو چھترپتی راجہ سیبت راؤ نمبالکر اعزاز سرلشکری بوجہ قرابت داری نہایت ممتاز حیثیت رکھتے تھے بعد بوجہ باہمی ناراضگی بعہد شہنشاہ عالمگیر زمرۂ منصبداران شاہی جاگیر و اعزاز سے سرفراز رہے آپ کے فرزند رشید راجہ رنبھاجی نایک نمبالکر بانی خاندان راؤ رنبھا ہوئے

پہلے پونہ کا علاقہ آپ کی جاگیر میں شامل تھا کچھ دنوں
بعد بزمانہ بالاجی وشوا ناتھ پیشوا پونہ میں آپ کے
سپہ سالار باجی کدم علمدار گنڈا یا نایک سے بنکوجی
وہمد پڑے نے منجانب پیشوا حملہ آور ہوا ۱۱۱۹ء ۱۷۰۷ء
میں بعد جنگ وجدل کے آپ فساد رفع کرنے
میں کامیاب ہوئے لیکن ۱۷۱۵ء میں آپ کے
علمداروں کو تحریص و ترغیب دے کر بالاجی وشوا
ناتھ پیشوا نے اپنا طرفدار کر لیا اور آپ دہلی میں
امیر الامراء سید حسین علی خان کی شکایت کی وجہ چندے
نگرانی میں رہے۔ ان دنوں دکن کی صوبہ داری
پر سید حسین علی خان کی تعیناتی عمل میں آئی تھی مشہور
ہے کہ ایام محرم میں ایک روز رمیھاجی باجے
نمیا لکر قریب کے شاہی امام باڑہ میں تعزیہ داری
کی آواز سن کر بصدق دلی و اعتقاد بارگاہ
جناب باری میں دست بدعا ہوئے کہ بطفیل حضرت
امام حسین علیہ السلام اگر ان ایام میں میرا تصفیہ ہو جائے تو میں بھی ہر سال
تعزیہ داری امام علیہ السلام ادا کیا کرونگا اور نسلاً بعد نسلاً اولاد
میں میری جاری رہیگی آخر بلا سعی احد سے دوسرے ہی روز امیر الامراء
و متصدیان دفتر شاہی سے دریافت فرمایا گیا کہ فلاں کا تصفیہ ابھی

تک کیوں نہیں ہوا۔ جلد تر حاضر کریں چنانچہ بمجرد
حضوری تصفیہ فہمایش کے ساتھ بہ سرفرازی
خلعت و بمزاید مدارج و اعزاز و بہ عطائے
خطاب راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر وعلم ونقارہ
نیل نشان و ماہی مراتب وعماری جھالردار وغیرہ
منصب ہفت ہزاری و دہ ہزار سوار و جاگیر
محاصلی باون لاکھ روپیہ روانہ فرمایا اسی ایام محرم
میں تعزیہ داری کی بنا دیموافق منت کے دارالخلافت
شاہجہاں آباد میں بعہد فردوس آرامگاہ حضرت
محمد شاہ بادشاہ دہلی آغاز فرمایا جو اب تک جاری
ہے ۱۷۲۰ء میں عالم علی خان نے اورنگ آباد سے
راجہ راؤ رنبھا کے ساتھ اجیر خان کو فوج دے کر
آصف جاہ بہادر پر فوج کشی کے لئے روانہ
کیا لیکن قدیم مربیانہ تعلقات کی وجہ راجہ راؤ
رنبھا بہادر نے خفیہ طور پر بہان پور میں اپنی
حکمت عملی و دلاوری سے بلا کشت و خون قابض
ہونے میں حضرت آصف جاہ بہادر کے شریک
حال رہے بعد علانیہ حضرت آصف جاہ بہادر
کے طرف دار ہو کر بمقام کھنڈوا دلاور علی خان کو

شکست فاش دی۔ بالاپور وشکر کھیڑے ملکھیڑ
سندکھیڑ اور گیروغیرہ کی ہر لڑائی میں مع اپنی قہر
افروز فوج کے بروقت تسخیر دکن سرگرم مصروف
بکار رہے حضرت آصف جاہ بہادر آپ کی بہت
توقیر فرماتے تھے اور خلوت مبارک میں راجہ راؤ رنبھا
آداب گاہ پر سے مجرا فرماتے تھے۔ حضرت مغفرت
مآب مسند مبارک پر استادہ ہوکر مجرا لیا کرتے تھے
اور فی الفور بیٹھنے کا حکم فرماتے عطرو پاندان سے
عزت افزائی فرماتے تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں راجہ راؤ
رنبھا کے انتقال کے بعد اُن کے خلف مہاراؤ جا
نوجی نایک جیونت نمبالکر مہاراجہ ارجن بہادر اوّلی
راؤ رنبھا ثانی وراجہ راؤ سلطانجی نمبالکر بمقام شاہجہاں
آباد میں بارگاہ محمد شاہ دہلی میں باریاب ہوکر اپنے
موروثی خطاب وجاگیر واعزاز سے سرفراز ہوئے
آپ بھوپال مالوہ کی لڑائیوں میں شریک تھے اور
بعد انتقال حضرت آصف جاہ بہادر مغفرت مآب
حضرت ناصر جنگ وصلابت جنگ بہادر سے ہمیشہ
شرف باریابی ہوتی تھی کئی معاملات پیشوا و پنڈت
پردہان سے متعلق بعہد حضرت نظام علی خان بہادر

آصف جاہ ثانی آپ ہی کے توسط سے انجام پاتے
تھے ۱۱۷۶ھ میں بمقام سمستان کرمالہ ستر سال کی
عمر میں انتقال فرمائے آپ کے ساتھ آپ کی کریم
النفس مہارانی بھی ستی ہوگئیں آپ کے بعد آپ کے
فرزند راجہ اندراؤ بہادر راؤ رنبھا ثالث جانشین
ومناصب واعزاز سے بدستور سرفراز رہے آپکی
مہارانی مہاراجہ مہادجی سندھیا کی ہمشیرہ تھیں
جنہوں نے بعہد نواب نظام علی خان بہادر بزمانہ
لارڈ وارن ہسٹنگز بہادر وائسرائے سرکار گنٹور وغیرہ
علاقہ نظام کے لئے اپنے بھائی کی امداد سے
بہت کوشاں رہیں۔ اور کئی اہم معاملات کو
انجام فرمائیں۔ آپ بہت ذہین، نیک نفس مہارانی
گزری ہیں آپ کا انتقال ۱۱۹۹ھ میں بمقام گوالیار ہوا راجہ اندراؤ
راؤ رنبھا ثالث اپنے محلات کرمالہ میں رہا کرتے تھے ان کے
انتقال کے بعد ان کے فرزند رشید راجہ بابجے راؤ نایک اوّلی راؤ
رنبھا جیونت بہادر رابع ۱۲۰۵ھ میں بعہد حضرت
ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ دہلی
۱۷ رجب ۳۳ سنہ جلوس موروثی مناصب و اعزاز سے
سرفراز ہوئے بزمانہ ولیعہدی حضرت سکندر جاہ بہادر کو آپ کے اعزاز

اکرام وبروقت حضوری سروقد تعظیم وتقدیم کے
متعلق بکفکر وخیال مضرخاطر ہوا کہ اس کی کیا تدبیر کی
جائے اور کہاں تک محدود ومحصور رکھا جائے باستماع
حقیقت ہذا حضرت بخشی بیگم صاحبہ قبلہ والدہ ماجدہ
حضرت سکندر جاہ بہادر نے راجہ راؤ رنبھا جینونت
بہادر کو جو بالکل صغیر سن تھے دیوڑھی مبارک پر یاد
فرما کر بلا لحاظ زنانہ آپ کو طلب کرکے دولت
آصفیہ کے فرزند آغوشی ہونے کا شرف وافتخار
اپنی گود میں لے کر بعد دعائے درازی عمر ایک نان
کا ٹکڑا مرحمت فرمایا راجۂ معزنے نان کو بطور
تبرک سر آنکھوں سے لگا کر شکریہ ادا فرما کر گھر
واپس آئے آپ کو فنونِ سپاہ گری میں کامل
مہارت حاصل تھی اور سپاہ کی بڑی قدر فرماتے
تھے آپ کی بدولت اکثر سپاہیان جمعدار وفوائد
لکھار وپیسے سے متمول ہوئے اکثر اس وقت انکے
آل واولاد سے جاگیردار وبخطاب جنگ ودولہ
سے سرفراز امراء موجود ہیں۔ آپ کو شیروں
کے پالنے کا بہت شوق تھا بعض اوقات دیوان
خانہ میں بلیوں کی طرح شیروں کو چھوڑ دیا جاتا تھا

ایک وقت بزمانۂ میر عالم مرحوم چند فوجی سپاہیان
علاقہ انگریزی کے سپاہیوں سے جھگڑنے کی وجہ
بسبب ناراضگی ۱۲۲۱ سنہ میں اپنی جاگیر میں جاکر
رہنے لگے لیکن جب ثابت جنگ رسل صاحب
بہادر حسب الحکم لارڈ منٹو صاحب بہادر بلدہ
حیدرآباد پر متعین ہوکر ۱۲۲۶ سنہ ۱۸۱۱ء میں پونا سے
وارد وعمارت محدثہ کوٹھی حیدرآباد ہوئے
اور قبل پہونچنے بلدہ کے اجازت سے سرکار
کے سلطنت صاحب بہادر کی بے انصافی ثابت
کرکے راجہ راؤ رنبھا کو ہمراہ اپنے لے آئے۔
مشہور طوائف وشاعرہ مہ لقا بائی چندا جو جاگیرات
وسواران وغیرہ کے اعزاز سے سرفراز تھیں، کو
آپکے سررشتہ سے ماہانہ تین ہزار روپیہ ماہوار
مرحمت فرماتے تھے۔ بائی جی صاحبہ بھی سوائے
آپ کے کسی دوسرے کو جوانمرد نہیں نہیں فرماتی
تھیں۔ آپ کی تصنیف دیوان چندا موجود ہے
بائی جی کا ۱۲۳۶ سنہ میں انتقال ہوا۔ راجہ معزکی
شمشیر زنی مشہور ہے ایک دفعہ بزمانہ حضرت
ناصر الدولہ بہادر دربار میں آپ تشریف رکھتے

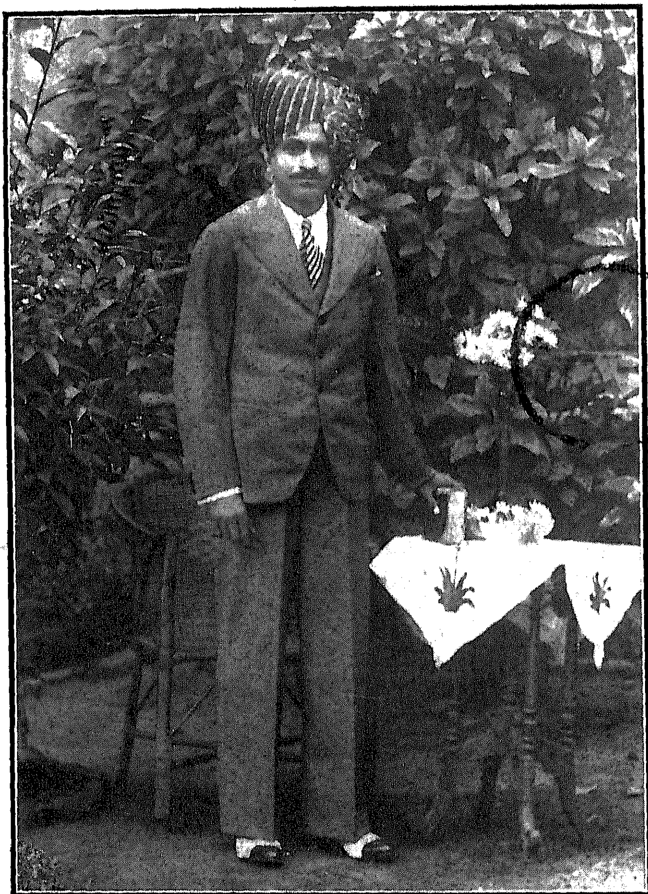
تھے ایک بدمست ہتھنیہ خلوت مبارک میں چھوٹ
گیا اور دربار کے صحن میں چلا آیا حضور پر نور نے
آپ کی شمشیر زنی کے ملاحظہ کے لئے بہ تبسم ارشاد
فرمائے آپ نے بمجرد ہتھنیہ کو ملاحظہ فرما کر ایک
ہاتھ شمشیر کا اس طرح چلائے کہ سر کے بل دو ہوکر
تصدق ہوگیا۔ آپ جنگ کھرلہ میں فوج منتقلا کے
سردار اعظم تھے۔ بعہد حضرت نواب ناصرالدولہ
بہادر بہ سبب تہلکہ ملک مفوضہ سرکار عظمت مدار
بہ سبب صفدر داری چندے پرانی حویلی میں حضور پر نور
کے پاس ۱۲۳۵ھ میں مقیم تھے آپ کے رسومئی
خاص کے لئے حضور پر نور ہر روز ایک ہزار
روپیہ مرحمت فرماتے تھے اور فواکہ و شیرینی وغیرہ
بطور خود ملاحظہ فرما کر بتوسل ہنود روانہ فرماتے تھے مہاراجہ چندو
لعل نے نواب منیر الملک بہادر سے استدعا کی کہ آپ کے
معاملات کا تصفیہ بہت جلد کریں تاکہ راجہ صاحب
بعد اطمینان اپنے گھر تشریف لے جائیں آپ کے زمانہ میں آپکے
سمستان کا بہت سا علاقہ سرکار عظمت مدار کے
تفویض ہوگیا آپ کا انتقال بعمر ایک سو چار سال
۱۲۶۰ھ میں ہوا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپکے
خلف اکبر راجہ کہانڈے راؤ مہاراجہ ارجن بہادر
دوم بعہد نواب ناصرالدولہ بہادر بھوم و کرمالہ
وغیرہ جاگیرات موروثی و اعزاز و اقتدار اعلیٰ
سے سرفراز ہوئے آپ کو سیر و سیاحت کا خاص
شوق تھا آپ کو تین فرزندان تھے جن میں راجہ
ل بھیم راؤ بہادر کا انتقال صغیر سنی میں ہوا اور
راجہ باجے راؤ ثانی راؤ رنبھا جیونت بہادر جانشین
ہوئے اور ایک فرزند صادق راجہ انند راؤ
بہادر تھے۔ راجہ باجے راؤ بہادر بوقت دربار
جوبلی ملکہ معظمہ قیصر ہند ہمراہ اعلیٰ حضرت نواب
میر محبوب علی خان بہادر دہلی تشریف لے گئے
تھے ۱۲۹۸ھ میں انتقال فرمائے ۱۲۹۰ھ میں
بعد انتقال راجہ انند راؤ بہادر راجہ
کہانڈے راؤ بہادر راؤ رنبھا جیونت ثانی ثبت
و الوڑ پر قابض ہوئے اور بوجہ صغیر سنی آپ کا علاقہ
زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لیا گیا۔ آپ مدرسہ
عالیہ میں مسٹر ہڈسن صاحب کے زیر تعلیم رہے
اور راجہ باجے راؤ بہادر کے انتقال کے بعد
رانی کرشنا بائی صاحبہ بھوم پر ۱۳۲۴ھ تک

حکمراں رہیں بعد انتقال رانی کرشنا بائی صاحبہ
بھوم پر بھی راجہ کھانڈے راؤ بہادر قابض ہوئے
امرائے عظام میں راجہ صاحب پہلے شخص تھے
جنہوں نے عرصہ تک عدالت دیوانی میں اعزازی
مجسٹریٹ رہے آپ کو مانند آبا و اجداد کے فنون
سپاہ گری سے خاص شوق تھا آپ ایک نیکدل
فیاض ورحمدل رئیس تھے۔ خیر خیرات میں بھی کم
نہ تھے حسب سابق بروقت دسہرہ سواری سلنگن
سالانہ جلوس معہ لوازمہ عماری جھالردار و فیل
نشان و فوج وغیرہ کے ساتھ چادر گھاٹ کی
دیول کو تشریف لے جایا کرتے راستہ میں سینکڑوں
غریب غرباء آپ کی خیر خیرات سے مستفیض ہوا
کرتے تھے علاوہ ہر جمعرات کو دیوڑھی پر خیرات
مقرر تھی اسی طرح محرم بھی آپ شایان شان منایا
کرتے تھے آپ کی دو صاحبزادیاں رانی گجرا بائی
دوسری رانی تارا بائی ہیں۔

رانی گجرا بائی

آپ راجہ راؤ رنبھا جیونت ثالث
آنجہانی کی بڑی صاحبزادی ہیں
سنہ ۱۳۳۴ف میں آپ کے والد راجہ راؤ رنبھا
جیونت ثالث راہی آنجہانی ہوئے ابتدا میں آپ اپنے
والد کے زیر نگرانی تعلیم حاصل فرمائی والد کے
بعد اسٹیٹ زیر نگرانی صیغہ کورٹ
آف وارڈز لیا گیا۔

آپکی تعلیم وتربیت کیلئے بزمانہ کورٹ
آف وارڈز لیڈی گورنرس مقرر تھیں آپ کو
اردو۔ مرہٹی اور انگریزی میں اچھی قابلیت حاصل
ہے آپ کی شادی سنہ ۱۹۲۱ء میں راجہ سری منت
سردار سیوا جی راؤ صاحب فرزند راجہ نارائن
راؤ صاحب تھورات دنکر راؤ سے نہایت تزک و
احتشام کے ساتھ ہوئی۔ راجہ سری منت سردار
سیوا جی راؤ صاحب مہاراشٹرا کے ایک نہایت
ہی ذی وقار قدیم خاندان تھورات دنکر راؤ کی
باقی ماندہ نشانی ہیں آپ کی عالی تربیت کے
صلہ میں سرکار عظمت مدار کی جانب سے آپ کو
سردار کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے
آپ کی تعلیم و تربیت والیان ریاست ہائے
ہند کے ساتھ راجکوٹ کے راجکمار کالج میں ہوئی
جہاں سے آپ نے ڈپلوما بھی حاصل کیا ہے۔



راجہ مان سنگھ راؤ صاحب سند ھے
داماد اصغر راجہ راؤ رنبہا جیونت آنجہانی

جاگیرداران

بابِ دوم

بقیہ جاگیرداروں کے حالات خاندانی اسکے حصّہ دوم میں ملاحظہ فرمائیے



صاحبزادہ کمانڈر نواب قدرت نواز جنگ بہادر

صاحبزادہ

کمانڈر

نواب قدرت نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی میر قدرت علی خان ہے آپ کی ولادت ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ آپ نواب جہانگیر جنگ مرحوم و مغفور کے اکلوتے صاحبزادہ ہیں۔ آپکا جدی سلسلہ حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد نواب جہانگیر جنگ مرحوم نواب روشن الدولہ مغفور کے حقیقی نواسہ تھے جو ہز ہائنس اعلیٰ حضرت نواب افضل الدولہ مرحوم آصف جاہ نظام الملک خامس کے برادر تھے۔ آپ آبائی جاگیرات علاقۂ دیوانی و صرفخاص مبارک اور مناصب علاقہ صرفخاص مبارک کے علاوہ افواج نظم جمعیت سرکار عالی (جن کی تعداد بارہ ہزار ہے) کے معزز عہدۂ کمانڈر سے بھی سرفراز ہیں آپ کی تعلیم کی تکمیل بحکم حضور پرنور اعلیٰ حضرت ہز اگزالٹیڈ ہائینس نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مدرسہ عالیہ میں ہوئی۔ اردو، عربی، فارسی انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ ریختی میں شعر خوب کہتے ہیں۔ خوش خلق امیر عادل و باذل عہدہ دار ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ نواب خواجہ عبداللہ خان بہادر غازی دہلی

تشریف لائے۔ دربار شہنشاہی سے صوبہ داری ارکاٹ اور صوبہ داری بیجاپور سے سرفراز ہوئے دربار شہنشاہی سے نواب حضرت آصفجاہ بہادر صوبہ داری دکن سے جب سرفراز فرمائے گئے تو نواب خواجہ عبداللہ خان بہادر غازی نے فوری اطاعت قبول فرمائی۔ اور اس امر کی خواہش کی کہ مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت ہو حضرت آصف جاہ بہادر نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی قریب میں ہجرت کا ارادہ رکھتا ہوں آپ ہم ساتھ ساتھ ہجرت کریں گے اور اپنے ہمراہ رکاب حیدرآباد دکن کو لانے کی عزت بخشی۔

حضرت آصف جاہ بہادر اول آپ پر بہت اعتماد اور عزت فرماتے تھے۔ اکثر مواقع پر جب سفر جانے کی ضرورت ہوتی تو آپ کو اپنا نائب مقرر فرماتے تھے ۱۱۳۸ھ ۱۱۳۹ھ میں پہلی مرتبہ نائب مقرر فرمایا۔ غرض خانوادۂ آصفی اور آپ کے خاندان سے قدیم تعلقات تاریخی ہیں جس کی وجہ سے اکثر شاہی خاندان کی صاحبزادیاں آپ کے خاندان میں بیاہی گئیں۔

اعلیٰ حضرت نواب میر محبوب علی خان غفران مکانؒ آصف جاہ سادس علیہ الرحمہ نے اسی بناء پر آپ کی حقیقی ہمشیرہ صاحبہ کا عقد اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلداللہ ملکہ سے فرمایا جن کے بطن مبارک سے دو شہزادے ہز ہائینس پرنس آف برار حضرت والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولی عہد دکن و پرنس والاشان نواب معظم جاہ بہادر اور ایک شہزادی صاحبہ ہیں۔

ہمارے ممدوح نواب صاحب کو پانچ فرزند نواب میر ظہور اللہ خان بہادر عرف میر خوشنود علی خان نواب میر قادر علی خان بہادر۔ نواب میر جہانگیر علی خان بہادر۔ نواب میر کرامت علی خان بہادر نواب میر واحد علیخان بہادر اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کی تعلیم مدرسہ عالیہ میں ہو رہی ہے



صاحبزادہ نواب میر ظہور الدین علی خان بہادر

صاحبزادہ نواب امیر ظہور الدین علیخان بہادر

آپ کا تعلق شاہی خاندان آصفیہ سے ہے جس خاندان کے احوال اظہر من الشمس ہیں ان کا اعادہ کرنا گویا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے آپ کا خاندان خاص و عام میں مشہور ہے آپ کے خاندان عالیشان کے ہر فرد کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کا ہر ایک قطرہ تاجداران مملکت آصفیہ کی جانثاری و وفاشعاری سے مملو اور بہی خواہی و خیرسگالی ملک و مالک میں اپنی آپ نظیر ہے۔ اسی خاندان والا دودمان کے اس وقت آپ واحد چشم و چراغ ہیں۔ آپ (صاحب تذکرہ) حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کے فرزند بہ حافظ محمد پناہ امیر الامرا غازی الدین فیروز جنگ کی اولاد سے ہیں جنھیں نواب ناصر جنگ شہید کے بعد بپیگاہ احمد شاہ جنت آرام گاہ سے نظام الملک کا خطاب سرفراز اور حیدرآباد کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی۔ ۱۱۶۵ھ میں آپ کے جد اعلیٰ وارد دکن ہوئے۔ اورنگ آباد میں تقریباً (۱۷) یوم تک قیام کرنے کے بعد بعارضۂ سوء ہضمی آپنے اس دار فانی سے رحلت کی۔ آپ اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند نواب میر شہاب الدین خاں مختار الملک، عماد الدولہ، عماد الملک، غازی الدین نصرت جنگ اور دو صاحبزادیاں چھوڑ گئے۔

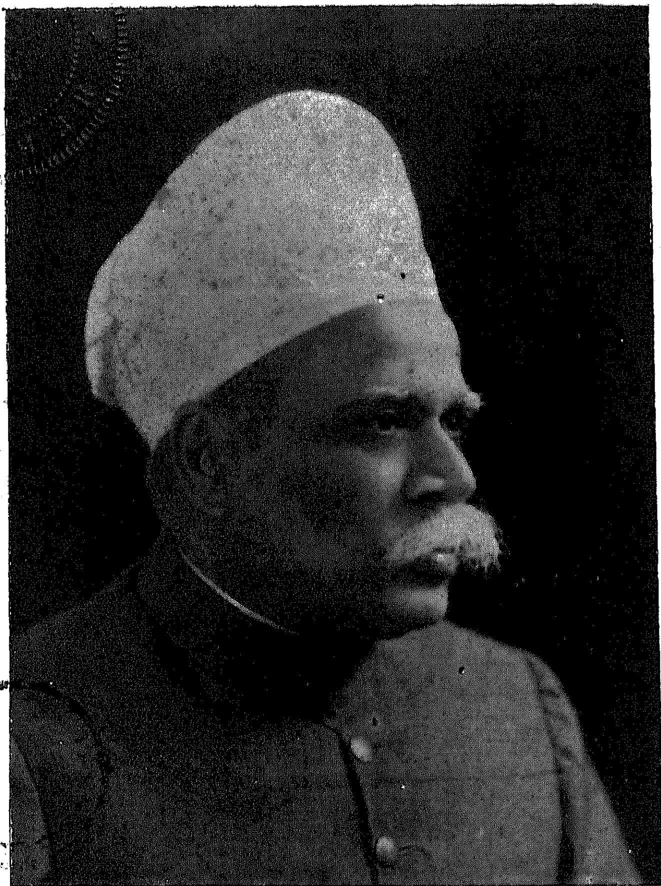
بعہد نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی
مغفرت منزل آپ کو کئی ایک جاگیرات اور مناصب
جلیلہ سے سرفرازی بخشی گئی جن میں سے کچھ اس
وقت ہمارے صاحب تذکرہ کے قبضہ میں ہیں
آپ کے کئی فرزند تھے جن میں نواب سید محمد خاں
عمدۃ الامراء معلیٰ جاہ معین الملک اعتماد الدولہ فیروز
جنگ سپہ سردار تھے جن سے ہمارے تذکرہ کا
سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

معلیٰ جاہ مغفور کے (۵) فرزند تھے جن کے
منجھلے صاحبزادہ نواب میر نصیر الدین علی خاں (ہمارے
صاحب تذکرہ کے جد اعلیٰ) کو حالیہ جاگیرات
کی سند عطا ہوئی۔ آپ (صاحب تذکرہ) صاحبزادہ
نواب میر احمد الدین علی خاں مرحوم کے خلف الصدق
صاحبزادہ نواب میر ظہور الدین علی خاں مرحوم
کے پوتے ہیں۔ ۱۳۲۸ف میں آپ کے والد ماجد
کا سایہ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی
ابتدائی تعلیم اولاً قابل اساتذہ سے اپنے والد
ماجد کے زیر نگرانی ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے
مدرسہ (اعزہ) میں شریک ہو کر انگریزی کی تعلیم
حاصل فرمائی۔ کاروبار خانگی و جاگیری کی وجہ آپ
کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ ایف۔ اے کے
دوسرے سال کی تعلیم کو ختم کر کے سلسلۂ تعلیم کو منقطع
کرنے پر مجبور ہوگئے۔ آپ سیاق و سباق سے ماہر
علم دوست نواب ہیں۔ سلسلۂ تعلیم کو ترک کر کے آپ
خاموش نہیں بیٹھے اپنی قابلیت و استعداد بڑھانے میں
مشغول و مصروف ہوگئے

آپ کی شادی ۱۳۳۹ف میں صاحبزادہ
کمانڈر نواب قدرت نواز جنگ بہادر کی بڑی
صاحبزادی (ڈاکٹر عبد اللہ خاں غوری کی نواسی
سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو (۲) صاحبزادہ
(۱) نواب میر حمید الدین علیخاں (۲) نواب میر
یوسف علی خاں اور (۲) صاحبزادیاں ہیں۔

تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ آپ کو زراعت و
باغبانی کا بیحد شوق ہے۔ آپ کا یہ شوق و شغف
ہمیشہ مفید نتائج کا متلاشی رہا ہے چنانچہ آپ نے
اپنی جاگیر موضع گلہلی (جو بلدہ سے بالکل قریب ہے)
میں زراعت و باغبانی سے بڑی دلچسپی لیکر اچھے نتائج
پیدا کئے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ رعایا جاگیر

کی فلاح و بہبودی کا مستحسن خیال ہمیشہ آپکے
پیش نظر رہتا ہے - اگرچیکہ آپکی جاگیرات کا
محاصل قلیل ہے لیکن اس عطیہ شاہی کی حفاظت
اور رعایا کے آرام و آسایش کو آپ اپنے
آرام و آسایش پر مقدم رکھتے ہیں - چنانچہ
معاشی اور تمدنی حیثیت سے آپکی جاگیر کو
دیگر اس قسم کی کم محاصل جاگیرات پر تفوق
حاصل ہے - آپ اپنی عزیز
رعایا کو ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانا اور انکی امداد
کے لئے تیار رہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - حضرت
ظل سبحانی بندگانعالی متعالی مدظلہم العالے
کی ذات ستودہ صفات سے آپکو دلی عقیدت
ہے - کیوں نہو؟ آپ اسی خاندان کے ایک
فرد ہیں - چنانچہ آپ اپنی جاگیر کی رعایا کو
اپنی رعایا نہیں بلکہ رعایائے حضور پر نور
تصور فرماتے اور خود کو اُس کا محافظ و
پاسبان سمجھتے ہیں - آپ نہایت
خوش خلق، ملنسار، منتظم، کارداں، عالی
حوصلہ اور تعلیم یافتہ نوجوان جاگیردار ہیں -
لیاقت و ہوشیاری تدبر و سیاست
بدرجۂ اتم آپ میں موجود ہے - باوجود امارت
و شان آپ میں غرور نام کو نہیں - ہر کسی
سے نہایت خوش خلقی سے پیش آتے ہیں
غریبوں کی مدد اور محتاجین کے
ساتھ حتی الامکان سلوک کرنے میں
کبھی آپ دریغ نہیں فرماتے -



راجہ کندن لعل بہادر



راجه کرن پرشاد بهادر

راجہ کندن لعل بہادر

آپ حیدر آباد فرخندہ بنیاد کے ایک قدیم اور اولوالعزم و عالیشان خاندان کے رکن رکین اور ہر دلعزیز و بلند حوصلہ راجہ ہیں۔ یہاں ہم آپ کے تذکرہ کی سلسلہ جنبانی اجمالی طور پر اُس خاندان رفیع الشان سے کرتے ہیں کہ جس کے آپ خانہ داماد ہیں اور جسکے اکثر ارکین خطابات راجہ، مہاراجہ و اعزاز و مناصب سے سرفراز اور ہمیشہ مورد الطاف شاہان وقت رہے ہیں۔

"راجہ بہادر" راجہ نانک بخش آنجہانی

آپ مہاراجہ چندو لعل آنجہانی کے فرزند اصغر تھے۔ آپکی ولادت بدور فرمانروائی نواب سکندر جاہ بہادر حضرت مغفرت منزل ۱۲۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے اردو، فارسی وغیرہ کی تعلیم قابل ولایق اساتذہ سے اعلیٰ پیمانہ پر حاصل فرمائی۔ آپ کو پیشگاہ نواب ناصر الدولہ حضرت غفران منزل سے "راجہ بہادر" خطاب مستطاب اور منصب

چار ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
و نوبت و پالکی جھالر دار سے مفتخر و ممتاز
اور خدمت کروڑگیری و سررشتۂ جمعیت
سے سرفرازی بخشی گئی۔ آپنے اپنے
مفوضہ خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیکر
بالآخر بعمر ۴۵ سال سنہ ۱۲۸۶ھ میں اپنی یادگار
راجہ بہاری پرشاد کو اس دنیائے
ناپائیدار میں چھوڑکر کوچ فرمایا۔ آپ نہایت
نیک نفس، صاف باطن، ملنسار، غربا پرور
رحمدل، ہمدرد، مردم شناس اور پابند
مذہب راجہ تھے۔ چنانچہ باقیات الصالحات
سے آپکی تعمیر کردہ ایک دیول موضع جلیل گوڑہ
میں اسوقت موجود اور آپکی یاد کو تازہ کررہی
ہے۔ اس دیول کی سالانہ جاترہ بڑی
دہوم دھام سے ہوتی اور سیوا نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ نکلتی ہے۔

راجہ بہاری پرشاد آنجہانی

(آپ راجہ نانک بخش) "راجہ بہادر" آنجہانی کے فرزند اور مہاراجہ
چندولعل آنجہانی کے نبیرہ تھے۔ آپ نے
اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی نہایت
اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم و تربیت پائی۔ لیکن افسوس
کہ آپ ابھی سن رشد کو بھی نہ پہنچنے پائے
تھے کہ آپ کے والد راجہ نانک بخش "راجہ بہادر"
کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اُٹھ
گیا۔ اس کے پانچ سال بعد یعنے سنہ ۱۲۹۲ھ
میں آپکی شادی بڑی دھوم دھام اور تزک
و احتشام سے ہوئی جس میں امراء کے مماثل
حسب رواج خاندان تمامی اعزاز پیشگاہ
نواب میر محبوب علی خان آصفجاہ سادس
حضرت غفران مکان رح سے آپکو سرفراز فرمائے
گئے۔ اور سنہ ۱۳۱۵ف میں راہی آنجہانی ہوئے
آپ بھی اپنے اب وجد کے خلق و مروت
میں ہمثل اور سنجیدہ طبیعت، خجستہ خصلت
اولوالعزم راجہ تھے۔ جن کے خانہ داماد
ہمارے صاحب تذکرہ (راجہ کندن لعل
بہادر) ہیں۔

راجہ کندن لعل بہادر

(آپ راجہ بہاری)



راجہ جتندر پرشاد بہادر

پرشاد آنجہانی کے خانہ داماد ہیں ۱۲۸۲ف
میں عالم وجود میں آئے اور مدرسہ عالیہ (جہاں
امرا و عمائدین کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں)
میں داخل ہو کر تحصیل علم فرمایا ۔ آپ کو ۱۳۰۵ف
میں خداوند کریم نے ایک فرزند اقبال مندسے
سرفراز فرمایا ۔ اور ۱۳۴۲ف میں پیشگاہ اقدس
حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے خطاب مستطاب
"راجہ بہادر" سے مفتخر و مباہی فرمایا گیا ۔ آپ
ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، علم دوست، سخی، غربا
پرور، شرفا نواز، مردم شناس، خوش خلق،
ملنسار، شگفتہ مزاج ۔ ملک کے بہی خواہ مالک کے
سچے جان نثار بلا تفریق مذہب و ملت
خلق اللہ کی دامے درمے قدمے سخنے امداد
کرنیوالے عالی ہمت سنجیدہ طبیعت رحمدل
اور ہر دلعزیز راجہ ہیں ۔ آپکو سواری کا شوق
اور سیر و سیاحت کا ذوق اور فن باغبانی سے
خداداد دلچسپی ہے ۔ الحاصل یہ کہ آپکی ذات
ستودہ صفات میں وہ تمام خوبیاں بدرجۂ
اتم موجود ہیں جو ایک خاندانی راجہ و مہاراجہ
میں ہونی چاہیئے ۔

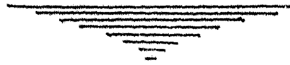
راجہ کرن پرشاد بہادر

آپ "راجہ بہادر" راجہ کندن لعل بہادر
کے فرزند دلبند اور راجہ بہاری پرشاد
آنجہانی کے نواسے ہیں ۱۳۰۵ف میں پیدا
ہوئے ۔ ابتدائی مدارج تعلیمی مدرسۂ عالیہ
میں طے کرکے بغرض تکمیل تعلیم نظام کالج میں
زبان اردو، فارسی میں درجہ امتیاز حاصل
کیا اور اسپورٹس میں بھی برابر حصہ لیتے رہے
خالق عالم نے ۱۳۲۶ف میں آپ کو ایک
فرزند سعادت مند سے سرفراز فرمایا ۔
آپ مثل اپنے والد کے ہمدرد ملک و قوم
ہر دلعزیز اور فنون لطیفہ کے شوقین اختراعات
و ایجادات کی طرف مائل اور ذہن خداداد
و فکر رسا کے دارا راجہ ہیں ۔ چنانچہ "شارع نما"
آپ ہی کی مشہور اختراع ہے ۔

راجہ جتیندر پرشاد بہادر

آپ راجہ کرن پرشاد بہادر کے
فرزند ارجمند اور راجہ کندن لعل بہادر المخاطب

یہ "راجہ بہادر" کے پوتے ہیں ۱۳۲۶ف میں
پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ میں پاکر
اب گھر ہی پر امتحان میٹرک کی اسٹڈی میں
مصروف و مشغول ہیں - آپ ایک بردبار
سنجیدہ مزاج، سعادتمند، فہیم و ذکی دلدادہ
علم و ہنر راجہ ہیں - آپکے چہرہ سے آثار اقبالمندی
ہویدا ہیں



یہ "راجہ بہادرؒ" کے پوتے ہیں سنہ ۱۳۲۶ف میں
پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم مدرسۂ عالیہ میں پاکر
اب گھر ہی پر امتحان میٹرک کی اسٹڈی میں

مصروف و مشغول ہیں - آپ ایک بردبار
سنجیدہ مزاج، سعادتمند، فہیم و ذکی دلدادۂ
علم و ہنر راجہ ہیں - آپکے چہرہ سے آثار اقبالمندی

ہویدا ہیں



نواب صوبہ سعید الدولہ (مرحوم مغفور)

آپ حیدرآباد کے ایک قدیم اور عالیشان خاندان کے معزز رکن ہیں جو خاندان کہ وفاداری وجاں نثاری و خیرخواہی ملک و مالک وہمت وشجاعت رفعت ومنزلت میں مشہور و معروف اور ہمیشہ مورد الطاف شاہان وقت رہا ہے۔ جس کا داخلہ اکثر معتبر تواریخ دکن میں موجود ہے۔ یہاں ہم آپ کا خاندانی تذکرہ آپ کے جد اعلیٰ امیر محمد سعید خان سعید الدولہ مرحوم سے آغاز کرتے ہیں۔

نواب میر محمد خان سعید الدولہ آپ کے والد ماجد میر محمد علی خان خاص ایرانی نژاد تھے ابتداً آپ زمرہ امرائے دربار حیدر علی نائک و پدر ٹیپو سلطان، میں شامل تھے۔ زاں بعد امیر الامراء بسالت جنگ (خلف ارشد آصف جاہ مغفور) کے ہمراہ قلعہ ادہونی آکر اُن کے مصاحبین میں شریک ہوئے۔ بعد انتقال بسالت جنگ مرحوم اُن کے فرزند دارا جاہ اور نواب میر نظام علی خان آصفجاہ ثانی غفران مآب کے مابین وکیل خاص مقرر ہوئے۔ اور جب ادہونی پر سرکار انگریزی کا تسلط ہوگیا تو آپ مع اپنے بھائی محمد ہادی خان ہادی الدولہ حاضر دربار حضرت غفران مآب ہوکر خلعت وجواہر

خطابات سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ زاں بعد میر
عالم بہادر کے ساتھ پونہ جاکر بعد فتح جنگ کھرڈلہ
حیدرآباد دکن واپس آئے اور نواب ارسطو جاہ
بہادر سے محبت و دوستی بے حد تھی آپ ہمیشہ آرام
کی زندگی کے ساتھ بسر کی۔ اور ایک زمانۂ دراز
تک مصاحب و مشیر خاص حضرت آصف جاہ ثانی
مغفرت منزل رح رہنے کا بھی شرف آپ کو حاصل
رہا۔ بعد انتقال نواب ارسطو جاہ بہادر جب میر عالم
بہادر منصب جلیلۂ وزارت پر فائز ہوکر آپ کو
برار و اورنگ آباد کی سپہ سالاری پر روانہ کرنا
چاہا تو حضرت مغفرت منزل نے ارشاد فرمایا۔
"برائے مزاجداری و رفع ملال طبیعت خود بالفعل
مابدولت ایشاں را در پیشگاہ خویش داشتہ ایم
و شما میخواہید کہ از ما جدا کنید ہرگز پذیرہ نخواہد شد
بالفعل مابدولت ایشاں را بخدمت نیابت صوبہ داری
بلدہ سرفراز فرمودیم" چنانچہ ایک مدت مدید تک
آپ نے خدمت صوبہ داری بلدہ کو باحسن الوجوہ انجام
دے کر بالآخر ۱۲۲۹ھ میں اس عالم میں اپنے دو
یادگار (۱) نواب میر محمد علی خاں بہادر (جو اپنے پدر
بزرگوار کے بعد تمام اعزاز و مناصب و خدمات آبائی
سے سرفراز ہوکر ۱۲۳۰ھ میں لاولد فوت ہوئے)
اور (۲) نواب میر خلیل اللہ خان بہادر چھوڑ گئے۔

نواب میر خلیل اللہ خان بہادر

آپ نواب میر محمد سعید خان سعید الدولہ مرحوم کے فرزند
دوم اور میر محمد علی خان مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ
پیشگاہ حضرت آصفجاہ ثالث مغفرت منزل رح سے
تعلقداری محمد آباد بیدر پر مامور اور اپنے بڑے
بھائی نواب میر محمد علی خان مرحوم کی وفات کے
بعد منصب جلیل صوبہ داری نظامت بلدۂ حیدرآباد
فرخندہ بنیاد پر سرفراز ہوکر اپنی مفوضہ خدمات کو
باحسن الوجوہ انجام دے کر ۱۲۴۹ھ میں راہی
روضۂ رضوان ہوئے اور اپنی یادگار ایک فرزند
میر محمد سعید خان چھوڑ گئے۔

نواب میر محمد سعید خان بہادر

آپ نواب میر خلیل اللہ خان کے اکلوتے فرزند اور نواب
میر محمد سعید خان سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے
پوتے تھے۔ بعد نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ
رابع غفران منزل رح باضافہ منصب چار ہزاری و

دو ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و بحالی خدمت نظامت بلدۂ حیدرآباد خطاب مستطاب سعید جنگ، سعید الدولہ و ذات جاگیر و جواہر سے مفتخر و ممتاز ہوئے اور ۱۳۱۰ھ میں بتقریب جشن نوروز پیشگاہ حضرت غفران مکان نواب آصفجاہ سادس سے خطاب سعید الملک و منصب سہ ہزار و پانصد دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفراز ہوئے۔

آپ عقل و فراست، ہمّت و شجاعت، بذل و سخاوت میں اپنی آپ نظیر تھے۔ آپ اپنی یادگار دنیا میں اکلوتے فرزند نواب میر محمد علی خان سعید الدولہ بہادر کو چھوڑ گئے۔

نواب میر محمد علی خان مرحوم سعید جنگ سعید الدولہ

آپ نواب میر محمد سعید خان سعید جنگ، سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے اکلوتے فرزند اور نواب خلیل اللہ خان مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ جملہ خدمات و اعزاز و جاگیرات آبائی سے سرفراز حسب عملدرآمد قدیم عیدین میں بجلوس عماری ادائے نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لے جاتے اور واپسی میں خیرات فرما کر اپنی فیاضی کا ثبوت دیتے تھے۔ آپ کو بتقریب جشن نوروز خطاب خانی و بہادری و منصب یکہزاری ۱۳۰۱ھ میں عطا ہوا اور ۱۳۱۶ھ میں خطاب مستطاب سعید جنگ، سعید الدولہ اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی گئی تھی۔ آپ فارسی و عربی میں مثل اہل زبان کے گفتگو فرمایا کرتے۔ سیاق و سباق سے بخوبی واقف، نہایت خوش اخلاق، سیر چشم، فیاض، رحمدل، ہمدرد، مخیر طبیعت، عالی ہمّت صاحب فہم و فراست، صائب الرائے راست گو، مردم شناس، تجربہ کار ملک کے بہی خواہ مالک کے سچے جان نثار تھے۔ آپ کے چہرہ سے صولت و شوکت و شان امیرانہ ہویدا تھی۔ آپکی ذات ستودہ صفات میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک عالی خاندان امیر میں ہونی چاہئیں بالآخر ایسے جامع کمالات امیر نے اپنی مفوضہ خدمت موروثی نظامت بلدہ کو باحسن الوجوہ انجام دے کر ۱۳۲۸ھ میں روضۂ رضوان کی راہ لی

آپ کی یادگار دنیا میں (۳) صاحبزادے اور چار
صاحبزادیاں ہیں (۳) صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں
انتقال فرمائیں۔ آپکے جاگیرات کی آمدنی تخمیناً (ایک لاکھ)
سالانہ ہے جاگیرات زیرنگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف
وارڈز سرکار عالی ہیں۔

نواب میر سرفراز علی خان بہادر

آپ نواب میر محمد علی خان
سعید جنگ سعید الدولہ مرحوم (صوبہ بلدہ) کے
خلف اکبر نواب میر محمد سعید خان سعید جنگ سعید الدولہ
سعید الملک مرحوم کے پوتے اور خاندان سعید جنگی کے
ایک ہر دلعزیز رکن ہیں۔ آپکی ولادت غرہ ذی قعدہ
۱۳۲۶ھ کو ہوئی۔ آپ دس سال کے تھے کہ
آپکے والد مہربان کا سایۂ عاطفت آپکے سر سے اٹھ
گیا۔ بوجہ صغر سنی آپکے جملہ آبائی و موروثی جاگیرات
اور ملک و املاک زیرنگرانی سرکار (صیغہ کورٹ)
لے لئے گئے۔ آپکی ابتدائی تعلیم اولاً گھر ہی پر آپکے
والد ماجد کے زیرنگرانی لائق و فائق اساتذہ سے
اعلی پیمانہ پر ہوی اور بعد ازاں آلینٹس ہائی
اسکول اور مدرسۂ اعزہ میں شریک کئے گئے جب
آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تو
آپ زیرنگرانی کورٹ بحیثیت وارڈ کورٹ
آف وارڈز بورڈنگ میں شریک ہو کر مدرسۂ عالیہ
میں داخل ہو کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے کورٹ
آف وارڈز بورڈنگ کے برخاست ہونیکے بعد
آپ عالیہ بورڈنگ میں داخل کئے گئے جب جاگیردار
کالج کا قیام ہوا تو آپنے جاگیردار کالج میں شریک ہو کر
ایک سال تک تعلیم حاصل فرمائی اسکے بعد دار العلوم
میں تکمیل درس کے لئے شریک ہوئے اور ایک عرصہ
کے بعد کاروبار جاگیر وغیرہ میں منہمک ہونیکی وجہ
ترک تعلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔

آپکو حصول تعلیم کا عہد طفولیت سے ذوق سلیم ہے
چہرہ سے ذکاوت و ذہانت آشکار ہے یہی کہ
مدرسہ کے بعد آپنے تعلیم کو دل سے نہیں بھلایا۔ قابل اساتذہ
سے اکتساب علم میں مشغول ہوتے علاوہ جاگیری کاروبار کے
آپ علمی مشاغل میں مصروف و مشغول رہتے ہیں
اور اپنے وقت عزیز کا بہت بڑا حصہ مطالعہ کتب
اور علمی مباحث میں صرف فرماتے ہیں مردانہ تمام
کھیلوں میں آپکو اچھا دخل ہے۔ سواری اسپ



نواب میر لائق علی خاں بہادر



نواب میر تلاوت علی خاں بہادر

اور ٹینس میں اچھی مہارت رکھتے ہیں آرٹ میں آپکو ید طولیٰ حاصل ہے۔ قدرت نے انتظام جاگیر کا مادہ آپ میں ودیعت کیا ہے آپ نہایت منتظم واقع ہوئے ہیں۔ اپنے ربّ مجازی سلطان غازی اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ سے دلی عقیدت رکھتے ہیں اور انکی اتباع کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ آپکی سادہ مزاجی امرا زادگان حیدرآباد میں ضرب المثل ہے باوجود امارت آپ میں غرور نام کو نہیں آپ ایک جوان صالح اور پابند صوم وصلوٰۃ نواب ہیں۔

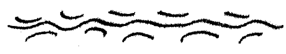
آپکے آبائی جاگیرات کا سالانہ محاصل قریب ایک لاکھ روپیہ ہے۔ جو عنقریب آپکے حق میں واگذاشت ہونیوالے ہیں۔ اور آپکی شادی مستقبل قریب میں قرار پائی ہے۔

نواب میر لایق علی خان بہادر

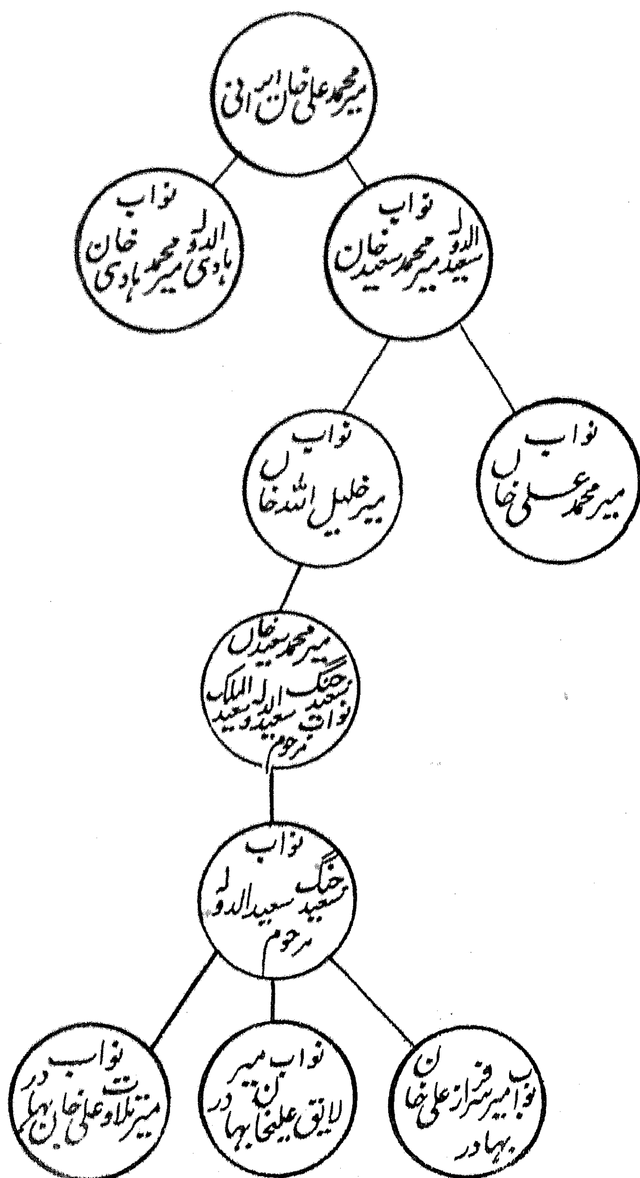
آپ نواب میر محمد علی خان سعید جنگ سعید الدولہ (صوبہ بلدہ) مرحوم کے فرزند دوم نواب محمد سعید خاں سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے پوتے اور نواب میر سرفراز علی خان بہادر کے برادر خورد ہیں۔ آپ یکم جمادی الاول ۱۳۳۲ھ کو پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی زاں بعد آپ جاگیردار کالج میں شریک ہو کر زیر تعلیم ہیں۔

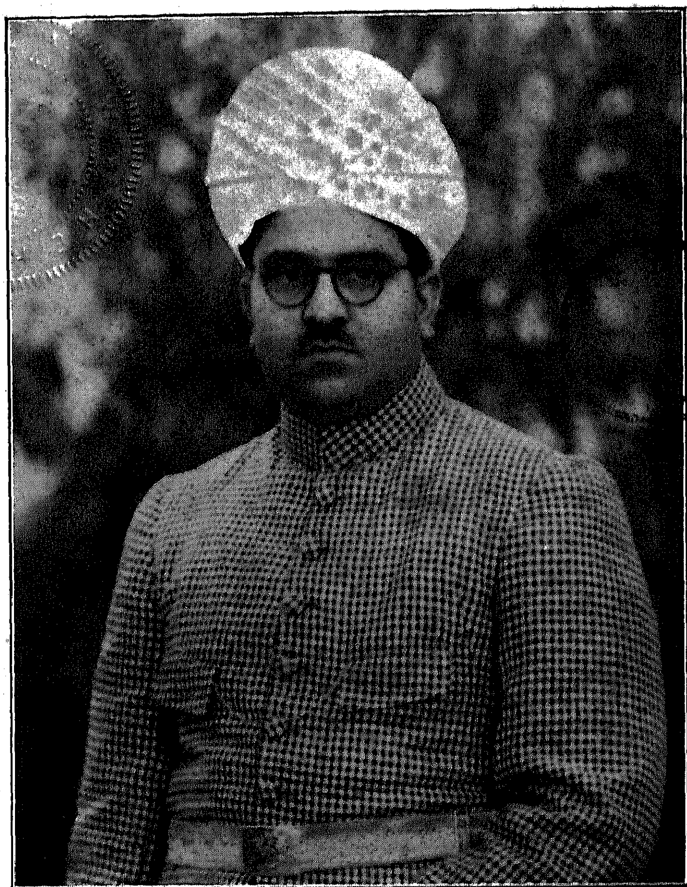
نواب میر تلاوت علی خان بہادر

آپ نواب میر محمد علی خان سعید جنگ سعید الدولہ مرحوم کے فرزند سوم نواب میر محمد سعید خان سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مغفور کے پوتے اور نواب میر سرفراز علی خان بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی زاں بعد جاگیردار کالج میں شریک ہوئے اور اب بھی جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

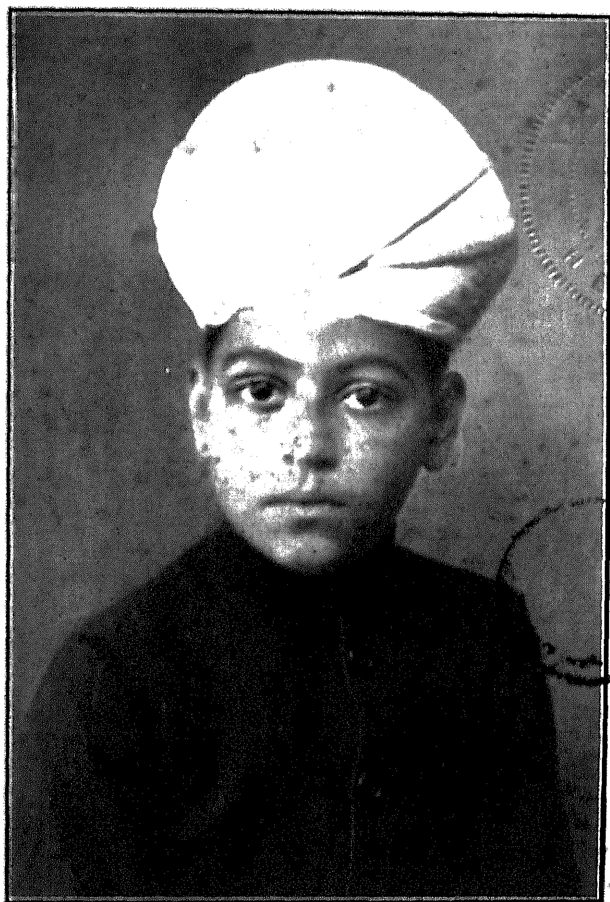


شجرۂ خاندانی





نواب دوست محمد خان بہادر جاگیر دار



نواب اشرف علیخان فرزند نواب دوست محمد خان بہادر

نوّابِ دوست محمد خان بہادر

نواب دوست محمد خان بہادر جاگیر دار تیموری وجعفر آباد و شاہ گڈہ وغیرہ اپنے خاندان کے تنہا چشم و چراغ ہیں۔ دکن سے آپ کا خاندانی تعلق بہت قدیم ہے آپ کے آبا و اجدا د بہت نامور اور ممتاز گذرے ہیں۔ اس نامی گرامی دودمان کے مورث اعلیٰ نواب عادل خان عرف (ایدل خان بہادر) شمالی ہند سے دکن تشریف لائے اور محمد شاہ بہمنی کے ملازم ہوئے قلعہ ورنگل کے سرلشکر و قلعہ دار مقرر کئے گئے۔ انہوں نے ایدل آباد نام سے دو موضع آباد کئے۔ ایک حیدرآباد سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر اور دوسرا وردھا ندی کے قریب سرحد ناگپور پر جو گزیٹر حیدرآباد میں تعلقہ ایدل آباد کے نام لکھا گیا ہے۔ ایدل خان کے فرزند متھے خان تھے جن کے فرزند کا نام اسمٰعیل خان تھا انہوں نے شاہی حکم سے سرکشوں کی گوشمالی کے لئے ہنگار یڈی میں جاکر قیام کیا۔ اور اپنے نام سے قصبہ مذکور کے متصل ایک موضع اسمٰعیل خان پیٹھ بسایا جو آج بھی مشہور ہے۔

ایدل خان کی پانچویں پشت میں فتح خان بہت نامور گزرے جن کو شاہنشاہ اورنگ زیب نے خطاب و منصب سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہیں کے

فرزندان خضر خان[1] رحمت خان[2] یعقوب خان[3] تھے۔
خضر خان سلطنت بیجاپور کے مدار المہام ہوئے
اور قلعہ ادرگ ان کی جاگیر تھی۔ خضر خان کی شہادت
کے بعد رحمت خان کی عرضداشت پر شہنشاہ اورنگ
زیب نے خان ممدوح کی اولاد کو منصب و خلعت
و خطاب سے سرفراز فرمایا۔ خضر خان کے فرزند
نواب داؤد خان بہادر غیر معمولی شخصیت کے امیر تھے
جن کے کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے ہیں بادشاہی
تواریخ کے صفحات اُن سے معمور ہیں۔ تزک والاجاہی
و تاریخ کرناٹک میں مرقوم ہے کہ نواب داؤد خان
نہایت شجاع و بہادر سردار تھے صوبہ ارکاٹ کا
نظم و نسق انہوں نے بہت ہی عدل و انصاف سے
قائم رکھا وہ ناانصافی اور لوگوں کی ظلم و زیادتی کو نہیں
گوارا کرتے تھے۔ اِن کا طرز حکمرانی بالکل رحم و کرم پر
مبنی تھا۔ میدانِ جنگ میں ہمیشہ اِن سے ثابت قدمی
ظاہر ہوئی۔ راستبازی کا یہ عالم تھا کہ جو زبان سے
کہتے اُسی کے مطابق عمل کرتے۔ شجاعت کے ساتھ
عدل پسند و رعایا پرور مزاج پایا تھا۔ تاریخ بہادر شاہی
میں ہے کہ داؤد خان شہنشاہ اورنگ زیب کے تربیت یافتہ
تھے۔ شاہنشاہ کے ساتھ بارہا وہ معرکوں میں شریک
رہے۔ پہلے اورنگ زیب عالمگیر نے اِن کو حیدرآباد
و بیجاپور و کرناٹک کا فوجدار مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد
حیدرآباد و ارکاٹ کی جلیل القدر صوبہ داری پر سرفراز
فرمایا۔

قلعہ واکنکرہ کی مہم بہت سخت تھی جس میں شہنشاہ
عالمگیر نے داؤد خان بہادر کو طلب کیا اور حسب الطلب
میدانِ جنگ میں قلعہ واکنکرہ کے فتح کرنے میں انہوں
نے وہ شجاعت دکھائی کہ شہنشاہ نے گوہر ہائے
تحسین سے مالا مال فرماکر خلعت فاخرہ جس میں شمشیر بہا
تلوار جواہرات اور گھوڑا بھی تھا مرحمت کیا۔ اور انکے
بھائی بہادر خان عرف نواب ابراہیم خان کے منصب
میں سو سواروں کا اضافہ فرمایا اور نقارہ بھی عنایت
کیا۔ داؤد خان بہادر منصب ہفت ہزاری پر ممتاز
اور اُن کو سلاطین دہلی سے متعدد جاگیریں عنایت
ہوئی تھیں شاہ عالم محمد معظم بہادر شاہ اول سلطان
فرخ سیر نے ان کے نمایاں کارناموں کے صلہ
میں احمدآباد گجرات صوبہ کرناٹک کی گورنری
(صوبہ داری) پر داؤد خان کو سرفراز فرمایا تھا

خان ممدوح ارکاٹ کی صوبہ داری پر مامور تھے اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی نے ان سے اجازت حاصل کرکے دارالضرب قائم کیا۔ اور ہندوستان میں پہلے پہل اپنا سکہ رائج کیا۔ نواب داود خان نے انگریزی کمپنی کو چند گاؤں اور ایک اچھا ٹکڑا اراضی کا سکونت کے لئے عنایت کیا تھا۔ سنہ ۱۰۹۷ھ میں اورنگ زیب نے جب بیجا پور کو فتح کیا تو داؤد خان کو کرناٹک کے انتظام کے واسطے بھیجا۔ خان ممدوح بادشاہ کے حسب الحکم وہاں پہونچکر انتظام میں مصروف ہوئے اور وینکٹ نرسمبھراج والی بیجانگر کے نام تین محال گنگاؤتی وبیجانگر دروجی بحال کئے۔ اور نذرانہ پیشکش سے راجہ کو معاف فرمایا۔ اس وقت سے آج تک یہ محال راجہ کی اولاد میں چلے آتے ہیں۔ فرمان شاہی اور سلطان فرخ سیر کے ایک شقہ دستخطی کے بموجب ۱۱۔ رمضان سنہ ۱۱۲۷ھ کو داؤد خان بہادر برہان پور کے میدان جنگ میں کمال شجاعت ظاہر کرکے شہادت پائی۔ (داؤد خان فردوس مکاں) مادۂ تاریخ وفات ہے۔ سلطان فرخ سیر کو جب ان کی شہادت کی خبر پہونچی تو شاہنشاہ کو نہایت افسوس ہوا۔ اور سر دربار

ان کی وفاداری اور بہادری کی تعریف کی۔

داؤد خان کے لاولد ہونے سے اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم خان بہادر ان کی جاگیرات کے مالک ہوئے۔ جن کی حیثیت ایک والئی ریاست کی تھی۔ خافی خان ان کو صاحب فوج وتمن لکھتا ہے شاہنشاہ اورنگ زیب نے ابراہیم خان کو بہادر خان کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور بارہا اپنی حضوری وخلعت وترقی منصب سے ممتاز کیا۔ مہمات بادشاہی میں بہادر خان اکثر اوقات اپنے نامور بھائی نواب داؤد خان کے ساتھ شریک رہے اور ان سے کارہائے نمایاں ظاہر ہوئے نواب میر قمرالدین خان بہادر نظام الملک آصف جاہ اول سے ان کا بہت اتحاد تھا اور یہ اکثر ان کے ساتھ رہے۔ کئی معرکے ابراہیم خان بہادر نے حضور نظام الملک آصف جاہ اول کے انجام دیئے۔ خان ممدوح نے اپنے بھائی خان شہید کے بعد نو سال تک بڑے کروفر سے حکومت کی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی ان کو اپنا دولت خواہ سمجھتے تھے اور یہ بادشاہ دہلی کے مقرب بھی تھے۔ ۲۳۔ محرم سنہ ۱۱۳۶ھ کو

میدان جنگ میں سینہ پر زخم کاری کھا کر رحلت کی
محمد شاہ بادشاہ نے ان کی وفات پر رنج و ملال کا
اظہار کیا اور ان کے فرزند الف خان کو دوشالہ
سیاہ ماتمی بھیجا اور بفرط عنایت خسروانہ برادرزادے
کے الفاظ سے معزز فرمایا اور کرنول کی فوجداری پر
بجائے ابراہیم خان بہادر کے بدستور ان کو سرفراز رکھا
نواب الف خان بہادر اول کے بعد ان کے فرزند
ہمت خان رئیس کرنول ہوئے ہمت خان کے بعد
نواب منور خان المخاطب بہ نواب رحمت خان
بہادر مقرب الدولہ معز الملک منور جنگ قمر نگر عرف
کرنول کے والئی ریاست قرار پائے۔ جن کے بڑے
فرزند نواب اعظم خان بہادر تھے ان کو ۷ شعبان
۱۲۰۶ھ میں حضرت شاہ عالم بادشاہ دھلی نے
منصب پنجہزاری ذات و پنج ہزار سوار اور خطاب
سیف الملک امین الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر روشن
جنگ اور جاگیر صوبہ دکن سے سرفراز فرمایا۔ یہ اپنے
والد بزرگوار کے ہمراہ کرنول سے حیدرآباد آئے۔
اور حضرت غفران مآب نواب میر نظام علی خان بہادر
آصف جاہ ثانی کے حضور میں باریاب ہوئے۔

اعظم خان بہادر ذی وجاہت دلیر اور باصفات
امیر تھے تمام عمر بڑی عزت و امارت سے بسر فرمائی
حضور نظام آصفجاہ ثانی نے جب اپنے ولی عہد نواب
سکندر جاہ کو ٹیپو سلطان کے پاس بھیجا تو محمد اعظم خان
کو بھی ہمراہ روانہ کیا خان ممدوح نے ولی عہد کو اپنے
حسن اطاعت و شجاعت سے اس قدر گرویدہ کیا
کہ وہ اپنے ساتھ آپ کو حیدرآباد لانے پر مجبور ہوئے
اور تا زیست ان کو اپنے پاس سے جدا نہیں کیا۔
آصف جاہ ثانی نے آپ کی کارگزاری کے صلہ میں
دس لاکھ روپیہ سے زیادہ سالانہ آمدنی کی جاگیرات
مرحمت فرمائیں۔ خان ممدوح کی ملکی خدمات بہت
ہیں جو تاریخی کتب میں درج ہیں۔ نظام الملک آصفجاہ
ثانی نے بارہا عنایت نامے نواب اعظم خان بہادر
کے نام تحریر فرمائے ہیں جن کے مضمون سے خان
ممدوح کا مقرب ہونا ثابت ہوتا ہے (جو اس وقت
راقم کے پیش نظر ہیں)

۲۸۔ ربیع الاول ۱۲۰۷ھ کو جب آپ کے
والد نامدار نواب رحمت خان مقرب الدولہ منور جنگ
نے رحلت فرمائی اس وقت اعظم خان حیدرآباد میں

موجود تھے۔ نواب نظام الملک آصف جاہِ ثانی نے
آپ کو والئی کرنول قرار دے کر مسند نشینی کے لئے
کرنول کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ امداد کے
واسطے لشکر بھی دیا مگر اس سے قبل کرنول میں میدان
خالی پاکر اِن کے چھوٹے بھائی نواب الف خان
مسند نشین ہو گئے جن کی امداد میں ٹیپو سلطان بھی شریک
تھے اور اِن دونوں بھائیوں کی مسند نشینی میں وہ
سیاسی گتھیاں پڑیں جو نہ سلجھ سکیں اس پر حضورِ
نظام نے اعظم خان بہادر کو پاکٹور سے حیدرآباد
بلوالیا اور مدۃ العمر کے لئے نہایت عزت و توقیر
سے اپنے پاس رکھا اور دگیر کی مہم میں جب حضورِ نظام
آصف جاہِ ثانی تشریف لے گئے تو اعظم خان بہادر
کو بھی ہمراہ رکاب لے گئے اس موقع پر حضرت
غفران مکاں کے حضور میں اِن کو اور بھی تقرب
حاصل ہوا۔

۱۲۰۹ھ میں حضورِ نظام الملک آصفجاہ ثانی
ایک لاکھ تیس ہزار سوار کا بہت بڑا لشکر لے کر بیدر
سے لوہ تشریف لے گئے اور مرہٹوں پر چڑھائی کی۔
اس وقت اعظم خان بہادر بھی اپنی فوج کے ساتھ
ہمراہ رکاب روانہ ہوئے اعظم خان بہادر نے
اس جنگ میں بڑی تیاری کی تھی اور یہ مہم جنگ کھڑلہ
کے نام سے مشہور رہے۔ میدان کھڑلہ سے جس دن
حضورِ نظام اپنی دارالسلطنت کو واپس ہوئے ہیں
اُسی روز نواب اعظم خان بیمار ہو گئے۔ اسی علالت
کی حالت میں وہ بندگانِ عالی کے ہمراہ سفر کرتے
ہوئے بلدہ آئے دو روز تک تپ محرقہ میں علیل
رہے تیسرے دن ماہِ شوال ۱۲۰۹ھ میں اس دار
فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے اِن کی یادگار میں
رحمت پورہ بہادر پورہ اس وقت بھی بلدہ
حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں موجود ہیں۔ اعظم خان
صاحب کے دو فرزند تھے خلفِ اکبر نواب محمد داؤد
خان بہادر اور خلفِ اصغر نواب محمد خضر خان بہادر
یہ ہر دو حضورِ نظام کے عطائے شاہی سے سرفراز
ہوئے اور اپنی اپنی جاگیروں پر قابض و متصرف رہے

نواب داؤد خان بہادر کے پانچ فرزند تھے
جو بتقریب جشنِ نوروز ۱۲۴۶ھ میں جنگی و دولائی کے
خطابات سے مفتخر کئے گئے۔ پہلے نواب محمد اعظم خان
بہادر المخاطب بہ شاہنواز الدولہ روشن جنگ

دوسرے[2] نواب احمد علی خان بہادر مستعد جنگ
تیسرے[3] نواب سلیمان خان بہادر بے بہا جنگ چوتھے[4]
نواب مجید خان بہادر مختار جنگ پانچویں[5] نواب ہمت خان
بہادر استقامت جنگ۔

نواب سر سالار جنگ بہادر کی سوانح عمری
جو ان کی زندگی میں لکھی گئی تھی اس میں اعظم خان ثانی
روشن جنگ شہنواز الدولہ کے بیش بہا خدمات کا تذکرہ
بھی آیا ہے۔ شہنواز الدولہ کے فرزند انبساط علی خان
عرف داؤد خان ثالث کو نواب مختار الملک سر سالار جنگ
اول نے بزمانہ غدر ریاست حیدرآباد میں سازش کے
انسداد پر مقرر فرمایا تھا چنانچہ خان موصوف نے ان
سرکشوں کی سرکوبی میں پوری قوت صرف کی جس سے
اس گروہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور حیدرآباد کو اثرات
بغاوت سے بچانے میں یہ آپ کی ملکی خدمت نہایت
مفید و کامیاب ثابت ہوئی۔

نواب انبساط علی خان عرف داؤد خان
کے صرف ایک فرزند نواب محمد انور خان تھے جو لاولد
انتقال کرگئے۔ نواب مختار جنگ کے کوئی اولاد نہ تھی
نواب مستعد جنگ کے اکلوتے بیٹے فیاض علی خان بھی
لاولد فوت ہوئے۔ نواب بے بہا جنگ کی شادی
خوش رنگ خان اتالیق مرشد زادہ عالیجاہ کی صاحبزادی
سے ہوئی تھی جن سے صرف ایک صاحبزادہ نواب
محمد ابراہیم علی خان بہادر پیدا ہوئے۔ ان کی شادی
سلطانہ خاتون نواب استقامت جنگ کی اکلوتی
صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ نواب ابراہیم علی خان
بہادر نہایت خوش اخلاق مخیر و دیندار امیر تھے صفدری
و امیرانہ اوصاف میں وہ اپنے اسلاف کے سچے
جانشین تھے اور ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ کو نواب
ابراہیم علی خان بہادر نے رحلت فرمائی۔ نواب
ابراہیم علی خان بہادر کے صرف ایک فرزند نواب
دوست محمد خان جو ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ میں
پیدا ہوئے۔ نواب صاحب ممدوح ابھی گیارہ سال
کے نہ ہونے پائے تھے کہ ان کے سر سے لایق
اور شفیق باپ کا سایہ اٹھ گیا اور نابالغی کی وجہ سے
ان کا اسٹیٹ کورٹ آف وارڈز کی نگرانی میں لیا
گیا۔ مسٹر ویکفلڈ صدر ناظم مال کی زیر نگرانی جو طبقہ
جاگیردار ان کے ہمیشہ بہی خواہ و ہمدرد رہے آپ کی
تعلیم و تربیت ہوئی اور کورٹ آف وارڈز بورڈنگ ہوم میں

میں ادبی تعلیم کے ساتھ آپ فوجی تعلیم بھی پاتے رہے
نواب صاحب کو مطالعہ کتب کا بہت شوق ہے۔
اخبار بینی سے نہایت دلچسپی ہے وہ کسی ایک موضوع
پر بلاتکلف اپنی تقریر سے اظہار خیال کر سکتے ہیں۔
نواب سالار جنگ ثالث مدارالمہام وقت کی منظوری
سے نواب منصور یار جنگ بہادر کی پوتی سے آپ کی
شادی ہوئی جن سے ۱۳۳۹ھ میں دختر نیک اختر
کی ولادت ہوئی اس کے دو تین سال بعد ۱۷۔ ماہ
شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ کو ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔
جن کا تاریخی نام (اشرف علی خان)[1] ہے۔
نواب دوست محمد خان کی عمر قانونی کی تکمیل

کے بعد بموجب سفارش کمیشن دجاگیرات کورٹ آف
وارڈز سے حسب فرمان خسروی ۱۳۴۶ھ ہجری میں
واگذاشت ہوئیں اور نواب داؤد خان مرحوم کی
جاگیرات کے بھی آپ ہی صحیح و جائز وارث تسلیم
کئے گئے۔ بربنا سفارش کمیٹی عطیات حضور بندگانعالی
نے بکمال الطاف شاہانہ ذریعہ فرمان مبارک ۱۷۔
محرم الحرام ۱۳۵۱ھ بحالی کی منظوری کا شرف عطا
فرمایا۔ آپ اپنی جاگیر کا انتظام بذات خاص انجام
دیتے ہیں اور اسٹیٹ کے تمام جزو کل معاملات پر
حاوی ہیں۔ رعایائے جاگیر کی فلاح و بہبودی کا آپکو
بہت خیال رہتا ہے آپ کے اسٹیٹ میں متعدد
لایق تجربہ کار عہدہ دار کار فرما ہیں۔ آپ کے
مشیر ذاتی آپ کے استاد صاحب الفضیلت مولوی
حکیم محمد وزیر صاحب وکیل مولوی فاضل مدرسہ
نظامیہ ہیں اور آپ کے معتمد مولوی میر غلام محمد صاحب
کامیاب بہ عہدہ داران مال و جوڈیشیل بدرجہ اعلی
ہیں آپ کے اسٹیٹ کے اسپیشل افسر مولوی محمد شرف
الدین صاحب وکیل درجہ اول اور آپ کے علاقہ کے
ناظم عدالت و ڈویژنل افسر مال مولوی محمد عبدالعزیز خان صاحب

[1] ماشاءاللہ یہ صاحبزادہ فطرتاً نہایت سنجیدہ اور شائستہ ہیں اور بہت
ہونہار نظر آتے ہیں۔ اپنے لایق باپ سے صورتاً مشابہت اور سیرتاً مناسبت
رکھتے ہیں خدا ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اس کم سنی میں بندوق کے
نشانے اور گھوڑے کی سواری میں مہارت رکھتے ہیں اور طبیعت میں ابھی
سے موزونیت کا مادہ بھی پایا جاتا ہے انگریزی، فارسی، اردو
کی تعلیم پا رہے ہیں۔ مذہبی تعلیم کے لئے بھی ایک معلم دیندار
مقرر ہے۔

بی۔ اے ال ال بی ہیں۔ درحقیقت نواب دوست
محمد خان ایک بیدار مغز روشن خیال امیر ہیں۔ انکی
فکر رسا خیالات بلند معلومات وسیع ہیں ان کا مطمح
نظر صرف اسٹیٹ کی درستی نہیں بلکہ ملک و مالک کی
خدمت و خیر خواہی بھی ہے۔ رفاہ عام کے کاموں
میں آپ کو بہت دلچسپی ہے۔ طبقۂ جاگیرداران کی
اصلاح میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ وہ متعدد وفود
میں شریک ہوئے مختلف کمیٹیوں میں انہوں نے سرگرمی
ظاہر کی اور طبقۂ جاگیرداران کے حقوق و مفاد کے
لئے مفید تجاویز پیش کرتے رہتے ہیں مجلس وضع
قوانین میں طبقۂ جاگیرداران کی نمائندگی باحسن الوجوہ
فرمائی چنانچہ آپ ہی کے زمانہ رکنیت میں صفائی
بلدہ کا قانون مجلس بلدیہ میں پیش ہوا یہ آپ کی عملی
کوشش کا نتیجہ ہے کہ مجلس بلدیہ میں طبقۂ جاگیرداران
کی نشست کا موزوں تعداد میں تحفظ کیا گیا۔ نواب
صاحب موصوف کمیٹی جاگیرداران اور بنک جاگیرداران
اور تو بلز کلب کے انتظامی خدمات کو اعزازی طور پر
انجام دے رہے ہیں اور آپ بنک جاگیرداران
کے نائب صدر بھی ہیں۔ شہزادگان والاشان کی

شادی کے بعد جب یورپ سے مراجعت ہوئی
تو اس مبارک موقع پر والنٹیر کور گارڈ آف آنر میں عملی حصہ لینے کا شرف
حاصل ہوا نوازش و قدردانی شاہانہ سے آپکو دربار شاہی میں بھی ایک نمایاں
عزت حاصل ہے اپنے واجب الاحترام بادشاہ ذی جاہ
کی حقیقی وفاداری اور اہل ملک کے ساتھ ہمدردی
آپ کی زندگی کا شعار ہے آپ جاگیردار کالج کے
بورڈ آف گورنرس میں جاگیرداروں کی جانب سے
رکن ہیں بورڈ مذکور میں کالج کے مداخل و مخارج کے
بجٹ کو برابر رکھنے اور بعد فراغ تعلیم جاگیرداروں
کے بچوں کو سرکار عالی میں ملازمت دلانے کے لئے
تجاویز پیش کئے اور جاگیری نظم و نسق کی عملی تعلیم دلانے
پر بھی بارہا توجہ دلائی۔ اپنی زندگی بہت سادہ طور
پر گزارتے ہیں لیکن مزاج میں بہت عالی حوصلگی ہے۔
ملک کے اقتصادی و معاشی کساد بازاری کے
اندازہ کرنے میں آپ ہی سب سے پہلے جاگیردار
ہیں جنہوں نے سرکاری اعلان کے ساتھ زر مالگذاری
میں کاشتکاروں کو بارہا معافی دی اور آپ کے
اس عمل کو سرکار عالی نے بنظر استحسان ملاحظہ
فرمایا۔ رعایا کی آسائش و اصلاح کی خاطر نواب صاحب

نے پون لاکھ روپیہ نقد محفوظ کرا دیا ہے جس سے
جاگیرات میں امورِ رفاہی کی تکمیل ہوگی۔ حال ہی میں
بصیغۂ بند وبست پیمایش ہو چکی ہے عنقریب سڑکیں
دفاتر دواخانہ تعمیر ہوگا۔

بحمد اللہ آپ کا علاقہ جاگیرات میں شمار
ہوتا ہے اور ہر طرح جاگیر کلاں کی تعریف میں داخل
ہے اور آپ کو جمعیت ہمراہی کے رکھنے کا اعزاز
بھی حاصل ہے۔ آپ اپنے جاگیرات کے باقاعدہ نظم
ونسق کے واسطے سررشتہ جات عدالت و پولیس
ومال کے خاطر خواہ انتظامات قائم کر چکے ہیں ڈاکخانہ
اور رجسٹری کے قیام سے رعایائے جاگیرات کو بہت
سی سہولتیں حاصل ہوگئیں ہیں۔ جاگیر کے مستقر کی
رونق کے لئے آپ نے ایک تفریحی کلب اور بچوں
کے کھیلنے کے لئے میدان بنوا دیا ہے اور ایک کمیٹی
اصلاح وترقی دیہات قائم فرما دی ہے جو دیہی
سدھار کا کام کر رہی ہے۔ نواب صاحب اکثر
حیدرآباد اور سکندرآباد کے کلبوں اور انجمنوں
کے رکن ہیں اور دکن ماربل اینڈ مائننگ کمپنی کے
اعزازی ڈائرکٹر بھی ہیں پبلک سوسائٹی میں وہ بہت
ہر دل عزیز سمجھے جاتے ہیں۔ ہندوستان
کے تاریخی مقامات اور آثارِ قدیمہ کے دیکھنے کی
غرض سے بارہا انہوں نے سیاحت کی ہے
تعلیمی اور اصلاحی اداروں سے بھی دلچسپی لیتے
ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا سفر
کیا ہے اور اکثر اکابر ملت و مشاہیر سے مل کر ان
کے خیالات سے استفادہ کیا ہے بالخصوص صوبۂ
متحدہ اور بمبئی کو نگاہ غور سے دیکھا اور مختلف صوبجات
کے معاشداروں کے طریقۂ زندگی اور قانون
وراثت وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل کئے ہیں
جن کے پیش نظر آپ عرصہ دراز سے ریاست
ابد مدت کے نزاعات جاگیری اور ضروریات
زمانہ کے پیش نظر آپ عرصہ دراز سے ریاست ابد
مدت کے نزاعات جاگیری اور ضروریات زمانہ
کے پیش نظر اصول کلانیت کے حامی ہیں جس کے
لئے آپ نے بارہا کوششیں کی ہیں اور اب بھی آپ کا
پختہ یقین ہے کہ جب تک کوئی واضح قانون طریقۂ
وراثت مدون نہ ہو اور قابضین جاگیر کو مدت مناسب
کے لئے مستقر جاگیر پر قیام رکھنے کا لزوم نہ ہو جائے

اس وقت تک طبقۂ جاگیرداران آنے والے زمانہ میں ملک و مالک کے لئے زیادہ مفید و موزوں ثابت نہ ہوگا غرض کہ آپ کو دنیاوی معاملات کے ساتھ دینی معاملات سے بھی دلچسپی ہے۔ صوم و صلواۃ کے پابند ہیں۔ رمضان المبارک میں بڑی دریادلی اور عالی ہمتی سے وہ افطار و طعام اور تراویح میں قرآن مقدس سننے کا انتظام کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت حضور پرنور آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ اور آپ کے خانوادۂ شاہی کے لئے دعائے خیر کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں



نواب داؤد جنگ بہادر

نواب داؤد جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نواب مرزا داؤد علی خان بہادر ہے آپ حیدرآباد دکن کے اُن معزز اور ممتاز خاندان سے ہیں جو اپنی وفاشعاری اور جاں نثاری کی وجہ سے ہمیشہ مورد الطاف شاہانہ رہا ہے آپ کے جدّ امجد نواب مرزا ابوالحسن خان مجاہد جنگ شاہ نواز الدولہ بہادر دہلی سے آصف جاہ اول نواب مغفرت مآب کے ہمراہ وارد حیدرآباد دکن ہوئے یہ مغفرت مآب کے سچے بہی خواہوں جاں نثاروں اور وفاشعاروں سے تھے۔ ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مہم میں حضرت مغفرت مآب کے ساتھ رہکر انتہائی خلوص کا ثبوت دیا۔ آپ کے پُرخلوص خدمات بنظر استحسان وقدردانی ملاحظہ ہوکر عزت بخشی گئی۔ اس خاندان کے اکثر اراکین نے حیدرآباد کی سلطنت کے بڑے بڑے اور اہم اور ذمہ دارانہ خدمات انجام دیئے۔ جن میں نواب مرزا احسن علی خان طالب الدولہ بہادر بھی تھے جنہوں نے برسوں کوتوالی بلدہ کی گراں قدر خدمات کو انجام دیا۔ آپ بلدہ حیدرآباد کے اوّل کوتوال تھے کہ جس نے اپنی اس اہم ترین خدمت کو بعہد آصف جاہ ثانی (غفراں مآب) و آصف جاہ

ثالث (مغفرت منزل) نہایت وفاشعاری و دیانتداری سے انجام دی۔ اُس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ جنگ و جدال اور لوٹ مار کا بازار نہایت گرم تھا آپ نے ایسی کوتوالی کی کہ بادشاہ وقت نے آپ کے خدمات کو بنظر پسندیدگی دیکھ کر مناصب و جاگیرات سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔

ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے جد امجد نواب مرزا شمس الدین خان بہادر المعروف بہ ابن صاحب جو تجارت کی طرف دلی رغبت رکھتے تھے ہمہ تن مشغول ہو کر اُس کو ایسا فروغ دیا کہ لاکھوں روپیہ کا داد و ستد آپ کے یہاں جاری ہوا۔ تجارتی معلومات خرید و فروخت کی واقفیت، دیانتداری اور راستبازی سے آپ کو اس تجارت میں ایسی کامیابی ہوئی کہ آپ جس کی بدولت بہت جلد نامور ہو گئے مہاراجہ چندو لعل بہادر مدارالمہام وقت نے آپ کو تعلقداری محلات اورنگ آباد، برار اور بالاگھاٹ کے لئے منتخب فرمایا جس کو اپنی ذاتی لیاقت و استعداد و قابلیت و فراست و تدبر و سیاست سے بکمال خوش اسلوبی انجام دیا۔ آپ کو بنی نوع انسان سے بڑی

ہمدردی تھی۔ خلایق کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آنا آپ کا فطری جوہر تھا۔ امور رفاہِ عام میں آپ نے بے حساب و بے شمار دولت صرف کی۔ شہر کے مشرقی جانب کوہ شریف مولا علیؑ کے دامن میں ایک باغ موسوم بہ باغ ابن صاحب آپ ہی کا ہے۔ جہاں اعلیٰ حضرت بندگانعالی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ بوقت عرس کوہ شریف ہر سال اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشتے ہیں۔ اس کے بیچوں بیچ آپ نے ایک آبدار خانہ تیار کرا کے عملی طور پر اپنے مالک کی بہی خواہی و وطن پرستی کا ثبوت دیا۔ رفاہ عام کے لئے آپ نے بڑے بڑے کام کئے ہیں منجملہ ان کے خلدآباد کی نہر اور دیول گھاٹ کو بڑی اہمیت و شہرت حاصل ہے۔ خلدآباد میں نہر کا پانی مسدود ہو گیا تھا اس کو آپ نے از سر نو تیار کرایا۔ برار و برہان پور کے مابین شمالی ہندستان کے راستہ پر دیول گھاٹ جو نہایت دشوار گذار تھا آپ نے بصرف کثیر ہموار کر کے مسافروں کی آمد و رفت کا راستہ آسان کر دیا۔ اور یہ گھاٹ اب نظام گھاٹ سے موسوم ہے۔ علاوہ دیریں آپ نے

بہت سارے آبدارخانے، سرائیں اور کنوئیں تعمیر کرائے جو اس وقت آپ کی یادگار ہیں۔ آپ خطاب خانی و بہادری سے مفتخر و ممتاز تھے۔

آپ کے بعد آپ کے خلف اکبر نواب مرزا ثابت علی خان بہادر جائداد و املاک و جاگیرات و مناصب آبائی سے مفتخر ہوئے اور اپنے والد کے قدم بقدم رہکر اس خاندان کی شہرت کو اور زیادہ کردیا۔ ۱۳۱۶ھ میں آپ بتقریب سالگرہ اعلیٰحضرت غفران مکانؒ خطاب خانی و بہادری اور منصب یکہزاری سے سرفراز و ممتاز ہوئے اور بڑی آن بان و شان و شوکت سے زندگی بسر کرکے آخرالامر بعمر ہشتاد سالگی ۱۳۱۹ھ میں راہی دارالبقا ہوئے۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ اس مشہور و معروف خاندان کے ایک ہردلعزیز قابل اور لایق رکن ہیں۔ تدبر و حسن انتظامی استعداد و قابلیت کا رتبہ آپ نے وراثتاً اپنے آبا و اجداد سے پائی ہے بعدادا ذہانت و لیاقت و فراست و دانائی کی وجہ آپ نہایت اطمینان سے اپنے جاگیرات کے کاروبار کی دیکھ بھال باحسن الوجوہ کرتے ہیں۔

امور خیر میں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے مصداق بہت بڑا حصہ لیتے ہیں۔ آپ نے یوں تو اپنے آپ کو رفاہ عام کے کاموں کے لئے وقف کر رکھا ہے مگر آپ کا یہ کارنامہ جو ہمدردی بنی نوع انسانی پر مشتمل ہے دنیا والے قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے چنانچہ اسٹیشن ڈبیج پلی پر جذامیوں کے لئے جو دواخانہ قایم ہے اس میں چار رروم بصرف فی روم ایک ہزار روپیہ اور دواخانہ مذکور کے لئے ایک گیٹ (۱۵۲۵) روپیہ خرچ فرماکر تعمیر کرادیا آپ مسافرین عتبات عالیات کی مدد کرتے ہیں انتہا درجہ کے لایق، فیاض، سیرچشم، صاحب ثروت، خلق و مروت میں یکتا اور محبت و دوستی میں فرد فرید نواب ہیں۔ علمی معاملات سے بھی آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ خیرات و حسنات کے امور مذہباً ضروری سمجھکر بجا نہیں لاتے بلکہ بنی نوع انسان کی مدد کرنا اپنا اولین فریضہ اور جزو زندگی تصور کرتے ہیں۔ نہایت مدبر، تجربہ کار، خوش سلیقہ، وضع امیرانہ کے پابند نواب ہیں ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان

نواب اعظم جاہ بہادر ولی عہدِ دکن اور شہزادۂ والاشان نواب معظم جاہ بہادر کی شادی کی یادگار میں پبلک چندہ سے جو شادی خانہ سرکاری طور پر تیار ہو رہا ہے اس مبارک یادگار میں آپ نے اپنا ایک قیمتی مکان واقع محلہ جلال کوچہ دیدیا ہے اور مفخر سلاطین زمن شاہنشہ اقلیم سخن اعلحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے سلور جوبلی مبارک و مسعود کی یادگار میں آپ نے حیدرآباد میلکیچ (اکاچی گوڑہ) اسٹیشن پر ایک سرائے (موسوم بہ یادگار سلور جوبلی) نہایت خوشنما وضع اپ ٹو ڈیٹ فیاشن پر بصرف تخمیناً (پچیس ہزار) روپیہ تعمیر کروا کر خسرو دکن کی انتہائی خوشنودی حاصل فرمائی۔ اس موقع پر سرائے کی از حد ضرورت تھی آپ نے اس ضرورت کو محسوس کر کے سب امیروں سے پہلے پہل انجام دیا۔ آپ کی یہ یادگار ابد الآباد تک باقی رہے گی۔ ظل اللہ کی سلور جوبلی کے مبارک و مسعود تقریب کی یادگار میں جو جو یادگاریں سرکاری اور غیر سرکاری طور پر قائم ہو رہی ہیں ان سب میں ہمارے معزز صاحب تذکرہ کی قائم کردہ یادگار کو اہل ملک و بیرون ملک کی نظروں میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ حضور پرنور بندگانعالی خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ اکثر تقاریب و مجالس کے مواقع پر آپ کے دولتکدہ پر جلوہ افروز ہو کر عزت افزائی فرماتے ہیں۔ آپ بتقریب سالگرہ ہمایونی ۱۳۵۴ھ میں نواب داؤد جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز و مفتخر فرمائے گئے۔



نواب اصغر نواز جنگ بہادر



نواب شہاب جنگ مرحوم

نواب صغر نواز جنگ بہادر

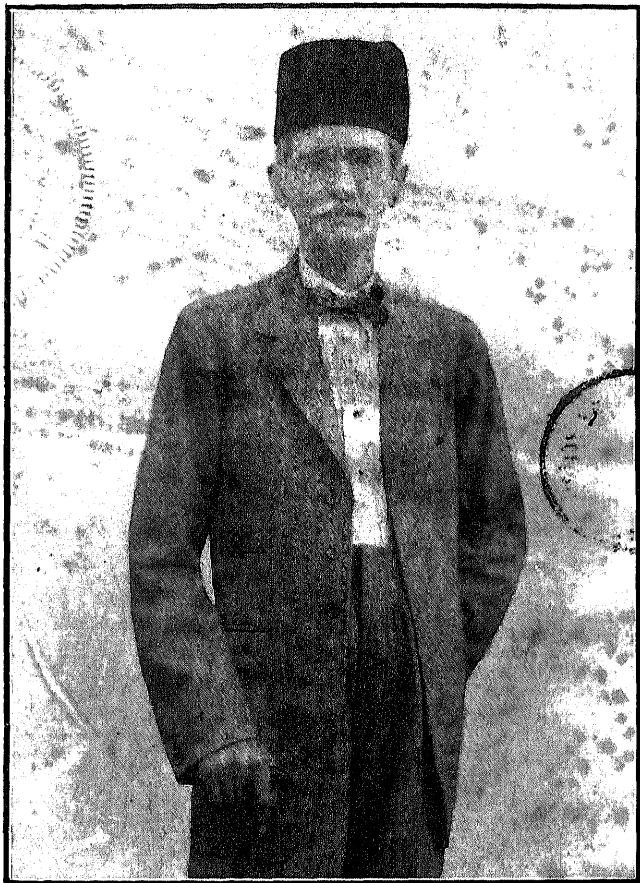
آپ مشہور قدیم معزز خاندانی امیر ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں آپ کے جد اعلیٰ میر محمد درویش (خراسانی) سید صحیح النسب تھے شہنشاہ دھلی ہمایون کو کوئی اولاد بہ قید حیات نہ رہنے سے متردد و پریشان رہتا تھا۔ ایک روز عالم رویا میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے تشریف لاکر شہنشاہ موصوف کو ارشاد فرمایا کہ ہماری اولاد میں سے ایک کو (جن کی شناخت اوسی وقت کرادی گئی) ہم تیری مدد کے لئے روانہ کریں گے۔ ادھر میر محمد درویش کو بھی عالم رؤیا میں ایما ہوا کہ دھلی جاکر شہنشاہ کی امداد کریں۔

جس وقت آپ دھلی تشریف لائے شہنشاہ نے بہ لحاظ ایمائے عالم رؤیا آپ کو شناخت کرکے آپکی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپ کی دعا کی برکت سے ہمایون کی بیگم حمیدہ بانو حاملہ ہوئیں۔ اور شہنشاہ اکبر پیدا ہوا جس وقت ہمایون ہند سے ایران گیا سب سے پہلے اُس نے روضۂ مبارک پر جاکر زیارت کی (بحوالہ تاریخ دبدبۂ نظام) میر محمد درویش کے تخلف سید محمد کو دو فرزند سید معصوم اور سید جعفر معروف بہ نیشاپوری تھے جو بہ عہد شاہ جہاں منصب سے سرفراز ہوئے۔ اور کابل کی مہم میں سید جعفر کے

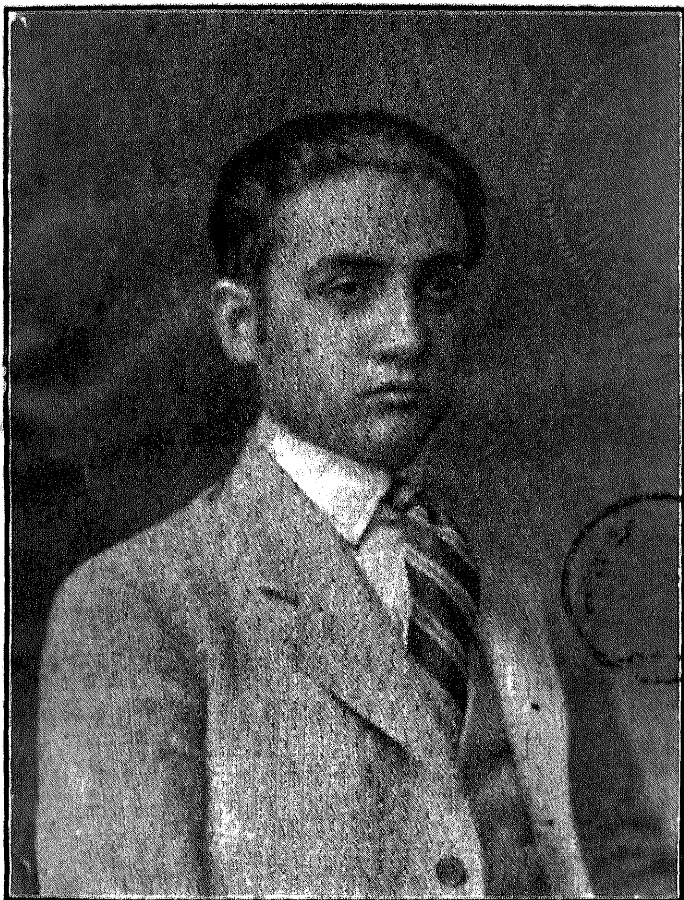
دو فرزندوں میں سے ایک میر محمد معصوم شاہی کام
آئے دوسرے میر محمد سعید اپنی قابلیت اور کارگزاریوں
کے صلہ میں آبائی منصب کے علاوہ دولت آباد کی
قلعہ داری سے بھی سرفراز ہوئے۔ حضرت آصفجاہ
اولیٰ اور ثانی کے عہد میں میر محمد سعید کے فرزند
سوّمی میر محمد کاظم رگھوناتھ راؤ مرہٹہ کے مقابلہ میں
کامیاب ہوکر خاندانی اعزاز و خدمت قلعداری
کے علاوہ مزید جاگیرات وعہدہ ہائے جلیلہ سے
بھی سرفراز ہوئے آپ کے فرزند دومی میر محمد معصوم
شہاب جنگ اولیٰ کے سوّمی فرزند میر کاظم علیخاں
مختار الدولہ کی شادی ہمشیرۂ میر عالم سے ہوئی۔
(جس کا واخلہ تاریخ گلزار آصفیہ میں موجود ہے) انکے
بطنی فرزند میر غلام مہدی خان سزاوار جنگ کے
فرزند سوّمی میر یاور علی خان شہاب جنگ مختار الدو
افتخار الملک نواب سالار جنگ اولیٰ کے حقیقی بھانجے
تھے۔ آپ اپنی قابلیت اور تدبر کے مدنظر
سنہ ۱۲۸۶ھ میں صدر المہام مقرر ہوئے۔ اس وقت
آپ کی عمر (۲۰) سال کی تھی ۱۲۹۱ھ میں خطاب
خانی بہادری اور شہاب جنگ سے سرفراز ہوئے

سنہ ۱۳۰۱ھ میں کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت عطا
ہوئی سنہ ۱۳۰۲ھ میں خطاب مختار الدولہ افتخار الملک
و پالکی جھالردار و منصب چہار ہزاری وسہ ہزار
سوار علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ سنہ ۱۳۰۸ھ میں وزیر
کوتوالی و تعمیرات مقرر ہوئے سنہ ۱۳۲۰ھ میں جبکہ وقت
مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار عالی
بغرض شرکت دربار تاجپوشی ملک معظم ایڈورڈ
ہفتم آنجہانی حضرت غفران مکان کے ہمرکاب دہلی
تشریف لے گئے تھے آپ خدمت جلیلہ مدار المہامی
کو بھی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ اور جس وقت
مسٹر کیاسن واکر معین المہام فینانس سنہ ۱۳۲۱ھ میں رخصت
پہ گئے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے متعلقہ خدمات
کے علاوہ خدمت معین المہامی فینانس کو بھی انجام
دیا۔ من بعد جس وقت مکرر سنہ ۱۹۱۱ء میں مہاراجہ
سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر مدار المہام
بہ موقع تاجپوشی ملک معظم جارج پنجم بغرض شرکت
دربار سواری مبارک حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی
کے ہمرکاب دہلی تشریف لے گئے تھے آپ ہی
خدمت مدار المہامی کو بحسن و آئین انجام دیتے

رہے شاہی دربار اور جلسوں میں آپ کی کرسی
بہ حکم اعلیٰ حضرت بندگانعالی مہاراجہ سرکشن پرشاد
یمین السلطنتہ بہادر کی کرسی کے بعد رکھی جاتی تھی
بہر حال قابلیت انتظام و تجربہ کاری میں نواب
سر سالار جنگ اول کے بعد آپ ہی کا نمبر تسلیم
کیا گیا ہے آپ کا انتقال ۲۸۔ محرم ۱۳۳۸ھ کو
ہوگیا۔ آپ کے اکلوتے فرزند نواب سید اصغر حسین خان
المخاطب بہ اصغر نواز جنگ بہادر ۱۳۱۰ھ میں تولد
ہوئے اور اس وقت آپ کا سن (۴۲) سال
کا ہے آپ زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہیں
بعد انتقال والد جاگیرات کا منتخبہ وراثت پیشگاہ خسروی
سے آپ ہی کے نام منظور ہوکر آپ ہی بلا شرکت
غیرے ان پر قابض و متصرف ہیں آپ کو تعمیر امکنہ
سے خاص مذاق ہے۔ چنانچہ اپنے آبائی شکستہ
مکان موقوعہ اعتبار چوک کو از سر نو تعمیر کرا کے
اس کا اصغر منزل نام رکھا اور اسی میں مقیم ہیں
اس کے علاوہ ایک جدید عالیشان مکان کوہ
مولا علیؑ پر تعمیر کروا کے جس سلیقہ سے آراستہ
فرمایا ہے قابل دید ہے۔ اس کا نام "اصغر ویلا"
ہے۔ آپ کی شادی ۱۳۳۶ھ میں مریم بیگم عرف
وزیر النساء بیگم صاحبہ نبیرہ نواب مکرم جنگ صبیہ
نواب معتمد الدولہ مرحوم سے ہوئی جن کے بطن
سے اس وقت آپ کی دو صاحبزادیاں تراب
النساء بیگم و اعظم النساء بیگم موجود ہیں۔ آپ کو پیشگاہ
خسروی سے بہ موقع سالگرہ مبارک ۲۹۔ جمادی
الثانی ۱۳۵۲ھ کو خطاب "اصغر نواز جنگ" سرفراز
ہوا ہے۔ اور آپ عالیجناب وائسرائے بہادر
کی تشریف آوری حیدر آباد کے موقع پر و نیز
دیگر شاہی دعوتوں میں مدعو رہتے ہیں۔ بہر حال آپ نہایت ہی خوش
خلق بامروت، علم دوست اور سنجیدہ مزاج امیر ہیں۔ اور اپنے مالک
کی اطاعت گزاری اور ملکی بہبودی میں حصہ لینا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔



نواب محمد غالب بیگ خان بہادر آصف جاہی



نواب محمد سرتاج بیگ خاں بہادر آصف جاہی
بی ۔ یس سی ، یف ۔ آر ۔ یم ۔ یس ۔ اور یم ۔ آر ۔ اے ۔ سی

نواب محمد غالب بیگ خان بہادر (آصف جاہی)

آپ حیدر آباد دکن کے اُن مایہ ناز امیروں سے ہیں جو اپنی آپ نظیر اور جن کا خاندان عالیشان ہمیشہ سے مورد الطاف شاہان وقت رہا ہے نیز جس کو سفر و حضر میں ہمرکاب سعادت رہنے کی عزت حاصل رہی۔ آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ اول کے ہمراہ دہلی سے وارد حیدر آباد فرخندہ بنیاد ہوئے تھے اسی لئے اس خاندان کا ہر معزز رکن خود کو آصف جاہی سے ملقب کرنے کو اپنا فخر اور طرۂ امتیاز سمجھتا ہے اس خاندان کے حالات حیدر آباد دکن کی ہر معتبر تاریخ میں موجود ہیں وفا شعاری، جاں نثاری اور خیر خواہی اس خاندان کا ہمیشہ سے مطمح نظر رہا ہے اس خاندان کے معزز اراکین نے جو کارہائے نمایاں اپنے ملک اور مالک کے لئے انجام دیئے ہیں اگر ان سب کو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی لہذا ہم اجمالی طور پر یہاں اس خاندان کا ذکر کرتے ہیں جس خاندان کے ایک معزز، تعلیم یافتہ رکن، وارث اور جانشین ہمارے صاحبِ تذکرہ ہیں جن کا نام نامی زیب دہ عنوان ہے آپ کے خاندان کے

ابتدائی حالات کا پتہ چلانا بوجہ قلتِ وقت ہمارے لئے دشوار تھا اِس لئے ہم نواب محمد یار بیگ خان سے اس خاندان والا دودمان کے ذکر کی ابتدائ کرتے ہیں۔

نواب محمد یار بیگ خان

آپ ہمارے صاحبِ تذکرہ کے جدِّ اعلیٰ ولایت کاشغر کے ایک ذی مرتبت اور عالی گھرانے کے رکن تھے آپ بطور سیاحت وارد شاہجہاں آباد دھلی (ہندوستان) ہوئے۔ نواب میر قمر الدین چین قلیچ خان آصف جاہ اوّل مغفرت مآب نے آپ کے خصائل حسنہ و دلیرانہ کو دیکھ کر اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائی اور معقول منصب سے آپکو مفتخر و ممتاز فرمایا۔

نواب لطیف بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب محمد یار بیگ خان کے فرزند تھے بعد وفات نواب میر قمر الدین چین قلیچ خان آصف جاہ اوّل مغفرت مآب نواب میر احمد خان ناصر جنگ شہید نے آپ کو اپنی مصاحبت میں رکھا چنانچہ نواب موصوف کی شہادت تک اُن کی خدمت میں حاضر رہے جب نواب سید محمد خان امیر الممالک صلابت جنگ مرحوم سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپ کے وہی اعزاز باقی رہے جو نواب شہید کے دور میں تھے بعہد نواب میر نظام علی خان آصفجاہ ثانی غفران مآب آپ کو جاگیرات و مناصب آبائی کے علاوہ توشک خانہ کی خدمت بخشی گری سہ ہزار سواراں، قایم خانی و پیادگان اور شکار خانہ شاہی کی خدمت سے بھی مفتخر و ممتاز فرمایا گیا آپ نے اپنی زندگی نہایت آن و بان اور شوکت و شان سے بسر کی۔ چنانچہ آپ کو ہمیشہ نواب میر نظام علی خان آصف جاہِ ثانی غفراں مآب کی خلوت اور جلوت میں رہنے کا عز و افتخار حاصل تھا۔ آپ کو اورنگ آباد خجستہ بنیاد میں جاگیرات سے بھی سرفراز فرمایا گیا۔

نواب غالب بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب لطیف بیگ خان آصفجاہی کے خلف الصدق اور نواب محمد یار بیگ خان کے

پوتے تھے آپ اپنے والد کے بعد بعہد نواب
میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران مآب
جملہ اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے مفتخر
اور خدمتِ موروثی پر فائز ہو کر خطاب معظم جنگ
لطف الدولہ و جواہرات و جیغۂ الماس و کنٹھی
مروارید سے سرفرازی پائے آپ کے فرزند
نواب واحد بیگ خان تھے۔

نواب واحد بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب غالب بیگ خان
معظم جنگ لطف الدولہ آصفجاہی کے خلف اکبر
اور نواب لطیف بیگ خان آصف جاہی کے
پوتے تھے۔ آپ اپنے والد کے بعد بعہدِ
نواب آصفجاہِ ثالث مغفرت منزل جملہ اعزاز و
مناصب و جاگیرات آبائی اور خدمات موروثی
سے مفتخر و ممتاز ہوئے آپ کو حضرت تہنیت النساء
بیگم عرف بی بی صاحبہ محل خاص نواب میر نظام علی
خان آصف جاہِ ثانی غفران مآب و والدۂ نواب
میر اکبر علی خان سکندر جاہ آصف جاہِ ثالث
مغفرت منزل کی قرابت میں منسوب ہونے کا افتخار
حاصل تھا۔

نواب تراب بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب واحد بیگ خان
آصفجاہی کے خلف اور نواب غالب بیگ خان
معظم جنگ لطف الدولہ کے پوتے تھے۔ آپ
اپنے والد کے بعد بعہد نواب میر فرخندہ علی خان
ناصر الدولہ آصف جاہ رابع غفران منزل جملہ اعزاز
و مناصب و جاگیرات آبائی اور خدمات موروثی
اور خطاب مستطاب معظم جنگ سے مفتخر و مباہی
ہوئے۔ نواب میر فرخندہ علی خان ناصر الدولہ
آصف جاہ رابع غفران منزل کو شکار کا بے حد
شوق تھا۔ آپ نے شکارخانہ کو اس عمدگی سے
آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ جس سے آپ کے
حسنِ انتظام اور خوش سلیقگی کا پتہ چلتا تھا جسکے
باعث آپ مورد تحسین و آفرین ہوئے آپ کو
ہمیشہ شکار کے مواقع پر حضرت غفران مآب
کے ہمرکاب رہنے کا شرف حاصل رہا کرتا تھا۔

نواب احمد بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب تراب بیگ خان

معظم جنگ آصف جاہی کے خلف اور نواب
واحد بیگ خان آصف جاہی کے پوتے تھے
آپ اپنے والد کے بعد بعہدِ نواب میر تہنیت
علی خان افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت
مکاں جملہ اعزاز و مناصب جاگیرات و معاش
آبائی سے مفتخر و ممتاز ہوئے سنہ ۱۲۹۱ھ میں بزمانۂ
وزارت نواب تراب علی خان سر سالار جنگ
مختار الملک اول مرحوم و مغفور آپ خطاب خانی و
بہادری و معظم جنگ سے مباہی ہوئے اور
سنہ ۱۳۰۱ھ میں خطاب لطف الدولہ و اضافۂ
منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
و نوبت سے سرفراز اور سنہ ۱۳۱۱ھ میں خطاب لطیف
الملک و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار سے
مفتخر ہوئے۔

نواب محمد جہانگیر بیگ خان (آصفجاہی)

آپ نواب احمد بیگ خان
معظم جنگ لطف الدولہ لطیف الملک آصف جاہی
مرحوم کے اکلوتے فرزند اور نواب تراب بیگ
خان معظم جنگ آصف جاہی کے پوتے تھے آپ
اپنے والد کے بعد جملہ اعزاز و مناصب و جاگیرات
و خدمات آبائی و موروثی سے بعہدِ نواب میر
محبوب علی خان آصف جاہ سادس غفران
مکاں سرفراز ہوئے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ
و الطاف عمیمانہ نے وجاہت خاندانی و حشمت
آبائی کی زینت کو دوبالا کر دیا۔ سنہ ۱۳۱۱ھ میں
پیشگاہ حضرت غفران مکاں سے خطاب خانی
و بہادری و شہنور جنگ و منصب دو ہزاری
و یکہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے
مگر افسوس کہ آپ نے بتاریخ ۲۸۔ ربیع الاول
سنہ ۱۳۳۸ھ اپنی دیوڑھی واقع سوماجی گوڑہ میں
داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ نہایت وجیہ، ذہین،
مدبر، حلیم الطبع، لایق، وفا شعار، فیاض،
رحمدل، غربا پرور، مردم شناس، شرفا نواز
نواب اور اخلاق و مروت، اتحاد و محبت میں
اپنی آپ نظیر تھے۔

شادی اور اولاد

آپ کی پہلی شادی نوابہ
شکر النساء بیگم صاحبہ
مرحومہ (ہمارے صاحب تذکرہ کی حقیقی والدہ ماجدہ)

سے ہوئی - حضرتہ شکر النساء بیگم صاحبہ نواب زور
آور جنگ مرحوم سابق کوتوال بلدہ (جن کے جد
اعلیٰ نواب رفعت الملک مرحوم تھے) کی صاحبزادی
ہوتی تھیں - نواب رفعت الملک مرحوم امرائے
سلطنت عالیہ آصفیہ سے ہونے کے علاوہ
والا جاہ سے بھی خاندانی تعلق رکھتے تھے آپکی
متعدد جاگیریں ضلع ناندیڑ میں تہیں - اسی خاندان
کی ایک صاحبزادی جنابہ حسینی بیگم صاحبہ مرحومہ
(جو نواب جرارت جنگ مرحوم کی صاحبزادی تھیں)
کی شادی نواب محمد رشید الدین خاں شمس الامراء
امیر کبیر سے ہوئی تھی جو آئینہ محل کے نام سے موسوم
تہیں (ملاحظہ ہو تاریخ خورشید جاہی) اس لحاظ
سے ہمارے صاحبِ تذکرہ کو امرائے پائیگاہ
سے بھی قرابت ہے -

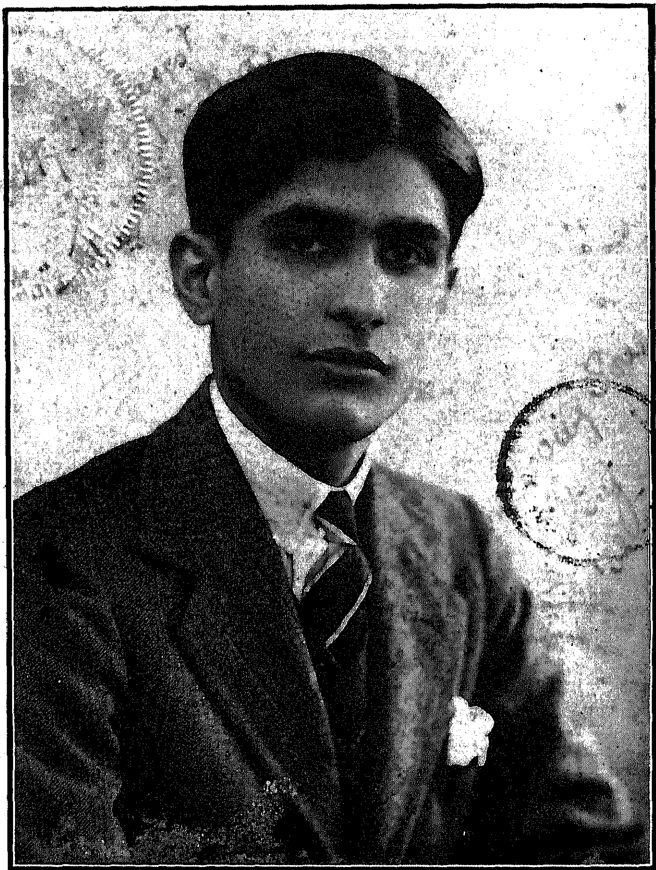
آپ کی دوسری شادی حضرتہ شکر النساء
بیگم صاحبہ کے وفات کے بعد جنابہ یٰسین بیگم صاحبہ
عرف غفور النساء بیگم صبیہ نواب محمد شرف الدین خان
صاحب منصبدار سے ہوئی -

محل اوّل الذکر سے آپ کو دو صاحبزادے
(۱) محمد لطیف بیگ خان مرحوم (۲) ہمارے صاحب
تذکرہ نواب محمد غالب بیگ خان بہادر آصف جاہی
تولد ہوئے اور محل ثانی الذکر سے تین صاحبزادے
(۱) نواب شاہ محمد بیگ خان بہادر (۲) نواب
غوث بیگ خان بہادر اور (۳) نواب احمد بیگ
خان بہادر آصف جاہی تولد ہوئے جو اپنے آبائی
جاگیرات سے حصّہ پا رہے ہیں -

نواب محمد غالب بیگ خان بہادر (آصفجاہی)

آپ نواب محمد جہانگیر
بیگ خان شہزور جنگ آصف جاہی مرحوم کے
فرزند دوم، نواب احمد بیگ خان معظم جنگ
لطف الدولہ لطیف الملک آصفجاہی مرحوم کے
پوتے اور نواب زور آور جنگ مرحوم کے
نواسے اور خاندان معظم جنگی کے وارث و
جانشین، معزز و ممتاز اور ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ رکن
ہیں آپ اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ
سے اولاً گھر ہی پر ازاں بعد سرکاری مدارس
میں اردو، فارسی اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم حاصل
فرمائی آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد جملہ

اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے مفتخر ہوئے
آپ شرفا نواز، جوہر شناس، عالی
فطرت اور فیض رساں امیر ہونے کے ساتھ ساتھ
بااخلاق، ذی مرتبت، بلند ہمت اور ملک کے
مایہ ناز جاگیردار ہیں۔ آپ کے جاگیرات کے
انتظامات علاقہ دیوانی کے انتظامات کے مماثل
ہیں۔ آپ کی جاگیر میں آئین اور قوانین مثل
قوانین علاقہ جات دیوانی رائج ہیں آپ بذات
خود جاگیرات کے انتظام میں ہمہ تن مصروف
رہتے ہیں آپ کے زیر سایہ جاگیر کی جملہ رعایا
نہایت اطمینان اور خوش و خرمی سے اپنی زندگی
پُرامن بسر کر رہی ہے آپ ایک منتظم، معاملہ فہم
لایق و فایق، عالی حوصلہ اور امور انتظامی سے
بخوبی واقفیت رکھنے والے نواب ہیں جب ہی
تو آپ کے اسٹیٹ کے کاروبار نہایت خوش
اسلوبی سے انجام پاتے ہیں جوہر مردم شناسی
جو آپ میں ہے وہ قابل قدر ہے آپ کے جو
ملازمین خیرخواہی اور ایمانداری سے اپنے مفوضہ
خدمات کو انجام دیتے ہیں ان کی قدر کرنا آپ
اپنا فرض اولین تصور فرماتے ہیں سب سے بڑی
خوبی آپ میں یہ ہے کہ آپ اپنی عزیز رعایا کی تکلیف
کو اپنی تکلیف اور ان کی راحت کو اپنی راحت تصور
فرماتے ہیں۔ شادی کے موقع پر ان کے ساتھ
ہر ممکن مدد کرتے اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں
آپ ایک ذی ہمت اور صاحب شان و شوکت،
غربا پرور، علم دوست، شرفا نواز، خوش خلق، ملنسار
ملک کے بھی خواہ، مالک کے سچے جان نثار نواب
ہیں آپ کے چہرہ سے شان و شوکت امیرانہ
ہویدا ہے آپ اپنے عالیشان باغ موسومہ "بستان سر" واقع
مشیرآباد میں سکونت پذیر رہتے ہیں۔ جو شہر
حیدرآباد سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اسی باغ
کے ایک گوشہ میں آپ کی جاگیرات کا صدر محکمہ
ہے جس کے معتمد مولوی سید رسول صاحب ہیں جو
ایک کار فہم، تجربہ کار، دیانت دار، وفا شعار،
خلیق اور بے لوث منتظم فرد ہیں جن پر ہمارے
صاحب تذکرہ کو اعتماد کلی ہے۔ دیوڑھی ہی میں
دفتر کا قیام اس لئے عمل میں آیا کہ وقتاً فوقتاً
بوجہ قربت خود ہمارے صاحب تذکرہ بھی کاروبا



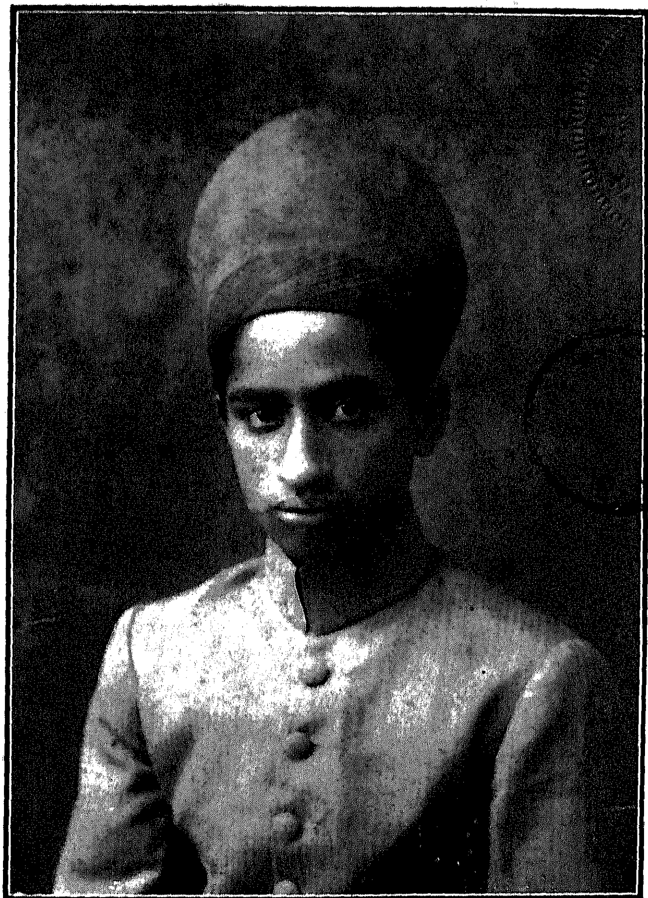
نواب محمد ممتاز بیگ خان بہادر آصف جاہی

جاگیرات سے باخبر رہیں۔

اولاد جس طرح خداوندکریم نے آپ کو دولتِ علم و مال سے سرفراز فرمایا اسی طرح آپکو دو لایق و فایق فرزند بھی عطا فرمائے جو فہم و فراست علم و لیاقت خلق و مروت میں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے مصداق ہیں جن کے اسمائے گرامی نواب محمد سرتاج بیگ خاں بہادر آصف جاہی اور نواب محمد ممتاز بیگ خاں بہادر آصف جاہی ہیں۔ یہ ہر دو صاحبزادگان تعلیم کے ابتدائی مدارج اپنے تعلیم یافتہ اور شفیق و مہربان والد کے زیر نگرانی طے فرمانے کے بعد انگلستان تشریف لے جاکر زراعت و مویشیوں (ایبارسٹری) کی تحصیل میں مصروف ہیں صاحبزادہ اوّل الذکر نواب محمد سرتاج بیگ خان بہادر آصف جاہی حال ہی میں جامعہ برسٹل سے زراعت میں بی۔ ایس۔ سی۔ کی ڈگری اور ایف۔ آر۔ یم۔ ایس اور یم۔ آر۔ اے۔ سی کے ڈپلوما لے کر بہ صحت و عافیت وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے ہیں جن کی اس نمایاں کامیابی نے نہ صرف خاندان کو روشن کر دیا۔ بلکہ طبقۂ جاگیرداران کو چار چاند لگا دیا ہے امید کہ طبقۂ جاگیرداران اپنی اولاد کو آپ کے جیسا لایق بنانے کی سعی کریگی اور یقین کہ ہماری معزز گورنمنٹ آپ کے خاندانی اعزاز و خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو کسی عہدۂ جلیلہ پر ممتاز فرماکر نوجوان، عالی خاندان، اعلیٰ تعلیم یافتہ نواب زادہ کو اپنے اب و جد کی طرح اپنے ملک اور مالک کے خدمات بجالانے کا موقع دے گی ہمارے صاحب تذکرہ اپنے لایق و فایق فرزندوں پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔



نواب محمد فیاض الدین خان بہادر



نواب محمد حفیظ الدین خان بہادر

نواب محمد فیاض الدین خان بہادر

ہم تعارف کے لئے پہلے نواب صاحب ممدوح کا شجرۂ خاندانی پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ آپ کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں ۔

شجرۂ ددیالی

نواب حافظ یار جنگ مرحوم

نواب مجاہد الدین خان مرحوم

نواب محمد شرف الدین خان مرحوم

نواب محمد حفیظ الدین خان مرحوم

نواب محمد اسد الدین خان مرحوم

نواب محمد فیاض الدین خان بہادر — نواب محمد حفیظ الدین خان بہادر

شجرۂ ننیالی

حضرت نواب آصف جاہ بہادر اول

حضرت مظفر الممالک نواب صلابت جنگ مرحوم

صاحبزادہ نواب میر قمر الدین علی خان ظفر جنگ نصیر الدولہ مرحوم

صاحبزادہ نواب احمد الدین علی خان مرحوم

صاحبزادہ نواب امیر نثار علی خان مرحوم

صاحبزادی صاحبہ مرحومہ و مغفورہ محل نواب محمد اسد الدین خان مرحوم

نواب محمد فیاض الدین خان بہادر

نواب محمد حفیظ الدین خان حافظ یار جنگ بن ثانی حضرت نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی بہ ہمراہی نواب ارسطو جاہ مرحوم پونہ کی لڑائی میں شریک ہوئے وہاں سے واپس آنے کے بعد خطاب و جاگیرات و عماری نوبت و منصب یکہزاری سے سرفراز ہوئے اور تین سو سوار کیساتھ بہ ہمراہی نواب سکندر جاہ بہادر قلعہ گولکنڈہ میں متعین ہوئے انکے فرزند نواب مجاہد الدین خان مرحوم بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے دربار شاہی میں باریاب رہے ۔ آپ کا خاندان ہمیشہ سے الطاف شاہانہ سے سرفراز رہا ہے آپ کے نانا نواب صاحبزادہ میر نثار علی خان کی شادی ١٢٨٤ھ میں نواب صمصام الملک ثانی مرحوم کی صاحبزادی کیساتھ عمل میں آئی ۔ اِن کے بطن سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے ۔ صاحبزادی نواب محمد فیاض الدین خان کی والدہ ہیں اور صاحبزادہ نواب میر نثار علی خان کے دادا نواب میر قمر الدین علی خان نصیر الدولہ ظفر جنگ اپنے والد نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کی وفات کے وقت صرف سات سال کا سن تھا آپکے حال پر نواب میر نظام علی خان بہادر کی نظر نوازش تھی اِن کی تعلیم و تربیت بھی حضرت غفران مآب ہی کے جانب سے ہوتی رہی عربی، فارسی، نیزہ بازی، تیر اندازی کی تعلیم پا چکے تو حکم ہوا کہ نواب سکندر جاہ بہادر کو درس دیا کرو اور ہمارے پاس بھی حاضر رہا کرو ۔ یہ فرما کر خدمتِ مورچل گری و مگسرانی و ماہانہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار جیب خاص سے اور سالانہ تیس ہزار روپیہ خزانۂ عامرہ سے سرفراز فرمائے ۔ آپ کے والد نواب محمد اسد الدین خان چودہ برس تک بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ درجۂ اول فوجداری و دیوانی بلدہ میں کارگذار تھے اور بہ حیثیت منصف و ناظم ضلع بھی خدمت انجام دے چکے ہیں آپ کو قانون میں بڑی مہارت تھی آپ ایک قانونی کمیٹی قائم فرمائے تھے جہاں پر لوگوں کو مفت قانونی تعلیم دیا کرتے تھے اِس وقت آپ کے شاگردوں میں بہت سے وکلاء موجود ہیں ١٣٢١ف میں جب حیدرآباد میں پلیگ شروع ہوا تو آپ

بہ حیثیت اسپیشل مجسٹریٹ سمت سوم اندرون کام کرتے
رہے ہیں جس کے صلہ میں حکومت سرکار عالی
کی جانب سے ایک نقروی گھڑی سرفراز ہوئی
آپ ایک با وضع قانون داں امیر تھے ان کے
نوجوان فرزند نواب محمد فیاض الدین خان صاحب
تذکرہ بھی اپنے آبا و اجداد کے قدم بقدم چلتے
ہیں۔آپ خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہٗ کے آل سے
ہیں چنانچہ آپ کو محلات مبارک سے بزمرۂ خانہ زادگان
تعلقہ نواب صلابت جنگ ماہانہ تنخواہ ملا کرتی ہے
آپ ملک و مالک کی خدمت کرنا فرض خیال فرماتے
ہیں چنانچہ اسی جذبہ کے تحت آپ ۱۳۳۹ف
میں مجلس جاگیرداران کے شریک معتمد منتخب ہوئے
اور ۱۳۴۳ف تک بہ حیثیت شریک معتمد کارگذار
رہے آپ دلچسپی و محنت سے کام کرنے کی وجہ
سے اپنے طبقہ میں ہر دلعزیز ہو گئے آپ کا انتخاب
منجانب طبقۂ جاگیرداران ۱۳۴۳ف میں کمیٹی
مجلس وضع قوانین سرکار عالی پر عمل میں آیا اور
۱۳۴۴ف میں آپ کا انتخاب مجلس جاگیرداران
کی معتمدی پر ہوا جو اس وقت تک کارگزار ہیں۔

۱۹۳۱ء میں آپ نظام اون مونٹ والنٹیر کور
کے رکن ہوئے۔آپ کی کارگذاری و قابلیت
و موزونیت وہاں کے ارکان اور عہدہ داروں
سے پوشیدہ نہیں رہی چنانچہ آپ کا انتخاب
۱۹۳۲ء میں نظام اون مونٹ والنٹیر کور کی
معتمدی پر عمل میں آیا۔اور بحیثیت معتمد اب تک
کارگذار ہیں ۱۳۴۲ف میں نوبل کلب کا قیام
دوبارہ عمل میں آیا۔آپ اس کے شریک معتمد
بنائے گئے ۱۳۴۳ف میں بنک امداد باہمی
جاگیرداران کا قیام عمل میں آیا۔بلحاظ موزونیت
آپ اسی سال اس کے شریک معتمد بنائے گئے
اور اس وقت تک کارگذار ہیں ۱۳۴۴ف میں
بلدیہ بنک امداد باہمی کا قیام عمل میں آیا۔آپ اس
کے مجلس نظماء کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۳۴۳ف
میں آپ کی شادی امیر پائیگاہ عالیجناب نواب
لطف الدولہ مرحوم سابق صدر المہام عدالت و امور
مذہبی سرکار عالی کی بڑی صاحبزادی سے عمل
میں آئی آپ بہت سادگی پسند اور صائب الرائے
امیر ہیں۔آپ اپنے ملک اور مالک کی خدمت

کرنے ہمیشہ کمربستہ رہتے ہیں آپ میں غرور
تام کو نہیں ہے ہر کس وناکس سے بلاتکلف ملاقات
فرماتے ہیں۔ اور ان کی خدمت دامے۔ درمے
قدمے۔ سخنے کرتے ہیں آپ کے معلومات
نہایت وسیع ہیں اور اپنے مالک یعنے بادشاہ
کے سچے وفادار ہیں۔

نواب محمد حفیظ الدین خان بہادر

آپ نواب محمد اسدالدین
خان مرحوم ومغفور کے
فرزند اصغر، نواب حافظ یار جنگ مرحوم کے پوتے
نواب محمد فیاض الدین خان بہادر جاگیردار (معتمد
مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ ومعتمد نظام والنٹیر کور)
کے چھوٹے بھائی ہیں آپ کی ولادت ۱۳۲۸ھ میں
ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ان بعد
گورنمنٹ سٹی کالج میں شریک کئے گئے جہاں
سے میٹرک کا امتحان کامیاب فرمایا اس وقت
عثمانیہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ آرٹ (Art)
میں آپ کو خاصی دلچسپی ہے چنانچہ اب تک آپ
نے ڈرائنگ کے کئی ایک امتحانات میں کامیابی
حاصل کی ہے علاوہ ازیں ٹائپ Type
اور فریٹ ورک میں بھی کافی دستگاہ رکھتے ہیں
فٹ بال، ہاکی، کرکٹ اور دیگر مردانہ کھیلوں
میں کافی حصہ لیتے ہیں کالج کا کورس ختم کرکے
ولایت جانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو نہایت مبارک ارادہ ہے آپ کا
یہ علمی ذوق وشوق قابل قدر وتحسین وآفرین ہے آپ ایک ہونہار خوش خلق
ملنسار، عالی حوصلہ، اور علم دوست نواب ہیں۔ علمی اداروں کو مدد پہنچانے
کا ذوق وشوق رکھتے ہیں۔ آپ کے سب مشغلوں میں سے یہ شوق سب
سے زیادہ قابل قدر ہے۔ آپ اپنے آبائی مکان موسوم بہ دیوڑھی
"حافظ یار جنگ" مرحوم واقع شاہ گنج میں مقیم ہیں۔



نواب میر سلیمان علی خان بہادر جاگیردار

نواب میر سلیمان علی خان بہادر

آپ کا نام نواب میر سلیمان علی خان ہے آپ نواب میر محمد علی خان سردار جنگ مرحوم کے فرزند جن کا سلسلہ میر محمد درویش سے اب تک گیارہواں واسطہ ہے جن کا سلسلہ حضرت امام رضاؑ تک پہنچتا ہے میر محمد درویش عالی خاندان سید صحیح النسب تھے یہاں اُن کی بزرگی اور خرق و عادت کے متعلق ایک واقعہ درج ذیل کیا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ شہنشاہ ہمایون کو اولاد نہ تھی ایک لڑکا ہوکر جاتا رہا تھا جس سے سخت غمگین رہتا تھا ایک رات خواب میں حضرت امام رضا علیہ الصلواۃ والسلام کے جمال مبارک سے مشرف ہوا اور عرض حال کیا ارشاد ہوا کہ ہم اپنی اولاد سے میر محمد درویش کو بھیجتے ہیں اب جو لڑکا ہوگا اُن کے گود میں ڈال دے۔ انشا اللہ تعالیٰ صحیح و تندرست رہے گا اور تیرا قائم مقام ہوگا۔ اُسی عالم رویا میں میر محمد درویش کی شناخت بھی کرادی۔ ادہر میر محمد درویش کو ہند (دہلی) جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ میر محمد درویش حسب الارشاد امام علیہ السلام وہاں سے ہند روانہ ہوئے۔ اور شہنشاہ ہمایون سے بمقام بھکر ایسے وقت میں ملاقات ہوئی۔ جبکہ ہمایون شاہ شیر خان سوری کے حملہ سے بعض آپس کے

نفاق و سازش کی وجہ شکست کہا کر۔ لاہور ملتان
بھکر۔ اجمیر یا امرکوٹ وغیرہ میں ٹھہرتے ہوئے سمت
ایران راہی ہو رہا تھا اور اسی سفر کے دوران
میں بمقام ملتان حمیدہ بانو بیگم سے عقد کیا۔ جس وقت
بمقام بھکر میر محمد درویش سے ملاقات ہوئی صورت
دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی صاحب ہیں جن
سے عالم رویا میں جناب امام رضا علیہ الصلواۃ
والسلام نے روشناس فرما دیا تھا۔ غرض کہ میر
محمد درویش کو شہنشاہ نے اپنے ساتھ رکھا اور
امرکوٹ کے چندے قیام کے زمانہ میں حمیدہ بانو
بیگم کے بطن سے فرزند تولد ہوا اور شہنشاہ ہمایوں
نے حسب الارشاد حضرت امام علیہ السلام
نو مولود کو میر محمد درویش کے آغوش میں دیا۔ میر
محمد درویش نے شہزادہ کے لئے ترقی عمر و اقبال
کی دعا فرمائی یہی وہ شہزادہ ہے جس کا نام محمد
جلال الدین اکبر ہے اور حضرت ہی کی دعائے خیر
و برکت سے اکبر اعظم شہنشاہ ہند نے بکمال شان
شوکت زمانہ دراز تک سلطنت کی اور سلطنت کو
اس قدر مستحکم و درخشان بنا دیا کہ عہد اکبری

تمام سلاطین ہند و ایران وغیرہ میں ضرب المثل ہے
میر محمد درویش کے فرزند سید محمد سے کلید بردار
روضۂ مقدسہ جناب امام ضامن علی ابن موسیٰ
الرضا علیہ الصلواۃ والسلام کی اکلوتی دختر منسوب
تھیں۔ آن عفیفہ کے بطن سے دو فرزند ہوئے
فرزند اکبر سید معصوم نے بعد انتقال اپنے نانا کے
تولیت مقدس حاصل کیا۔ فرزند دوم سید جعفر
نیشاپوری دہلی آئے۔ اپنی ذاتی لیاقت و قابلیت
کی وجہ بہت جلد زمرۂ منصبداران شاہی منسلک
ہوئے۔ آن کو دو فرزند (۱) میر محمد معصوم (۲)
میر محمد سعید پیدا ہوئے جنگ قنوج میں شہنشاہ
دہلی کے روبرو اپنی شجاعت و مردانگی کے جوہر
دکھلا کر سید جعفر معہ اپنے فرزند اوّل میر محمد معصوم
اسی جنگ میں راہی دارالبقاء ہوئے۔ میر محمد
سعید بعد مارے جانے اپنے والد و برادر بزرگوار
کے اپنے والد کے خدمات و مناصب سے سرفراز
ہوئے سنہ جلوس شاہجہان میں جب قلعہ دیوگڑھ
یعنی دولت آباد فتح ہوا تو پیشگاہ شاہجہانی سے
میر محمد سعید کو خدمت احشام وغیرہ قلعداری

دولت آباد و جاگیرذات مواضعات گنواری وسکنڈ
پیٹھ پرگنہ سلطان پور سرکار دولت آباد صوبہ
اورنگ آباد سرفراز ہوئی اور تاحیات کمال
دیانت وامانت کے ساتھ نظم ونسق انجام
دیا۔ اُن کے بعد اُن کے تیسرے فرزند میر محمد
کاظم خان رضوی دولت آبادی نے بعد انتقال
اپنے پدر بزرگوار کے خدمات منصب جاگیرات
وقلعداری دولت آباد سے سرفرازی پائے
۱۱۷۶ھ میں جب کہ رگھناتھ راؤ تیس ہزار سوار
لے کر اورنگ آباد آیا۔ اور شہر میں ایک خطرناک
لڑائی ہوئی اس وقت میر محمد کاظم خان رضوی
نے معہ اپنے فرزندوں کے و بالاشتراک موتمن
الملک بہادر سالار جنگ ناظم اورنگ آباد شہر کی
حفاظت اور غنیم کی مدافعت میں اپنی قوت و
شجاعت ولیاقت کا کافی ثبوت دیا جس کا نتیجہ
یہ برآمد ہوا کہ رگھناتھ راؤ کی شکست ہوئی اور ناکام
واپس گیا جن کا مفصل تذکرہ حدیقۃ العالم وغیرہ
میں مندرج ہے۔ نواب میر محمد کاظم خان قلعدار
دولت آباد کی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی
نواب ایلچی کی پوتری سے دوسری شادی نواب
شاہ نواز خان صمصام الملک کے صاحبزادی سے
آپ کو پانچ فرزند ہوئے میر جعفر[1]۔ میر محمد معصوم[2]
شہاب جنگ۔ سید رضا[3] علی خان۔ میر غلام
حیدر خان ممتاز[4] جنگ اعتصام الدولہ اعتصام
الملک۔ سید غلام[5] محمد خان۔

ہمارے صاحب تذکرہ کا سلسلہ نواب
میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک
سے جاری ہے جو فرزند چہارمی نواب میر محمد
کاظم خان قلعہ دار دولت آباد تھے اور آپ کا
سنہ تولد ۱۱۵۲ھ ہے۔ بایام رشد وتمیز قلعہ
دولت آباد سے اورنگ آباد ہو کر باریاب
بارگاہ نواب میر نظام علی خان بہادر ہوئے
حضرت غفران مآب اعلیٰ حضرت نواب میر نظام
علی خان بہادر اُن کی لیاقت علمی وکمال ذاتی
سے غایت درجہ خوش ہو کر براہ قدردانی
قلمدان دارالانشاء خاص سے سرفراز فرمایا۔
علاوہ جاگیرات کے پانسو روپیہ ماہوار سے
بھی عزت بخشی۔ صاحب گلزار آصفیہ لکھتا ہے کہ

دولت آباد و جاگیر ذات مواضعات گنواری و سکند
پیٹھ پرگنہ سلطان پور سرکار دولت آباد صوبہ
اورنگ آباد سرفراز ہوئی اور تا حیات کمال
دیانت و امانت کے ساتھ نظم و نسق انجام
دیا۔ اُن کے بعد اُن کے تیسرے فرزند میر محمد
کاظم خان رضوی دولت آبادی نے بعد انتقال
اپنے پدر بزرگوار کے خدمات منصب و جاگیرات
و قلعداری دولت آباد سے سرفرازی پائے
۱۱۷۶ھ میں جب کہ رگھناتھ راؤ تیس ہزار سوار
لے کر اورنگ آباد آیا۔ اور شہر میں ایک خطرناک
لڑائی ہوئی اس وقت میر محمد کاظم خان رضوی
نے معہ اپنے فرزندوں کے و بالاشتراک موتمن
الملک بہادر سالار جنگ ناظم اورنگ آباد شہر کی
حفاظت اور غنیم کی مدافعت میں اپنی قوت و
شجاعت و لیاقت کا کافی ثبوت دیا جس کا نتیجہ
یہ برآمد ہوا کہ رگھناتھ راؤ کی شکست ہوئی اور ناکام
واپس گیا جن کا مفصل تذکرہ حدیقۃ العالم وغیرہ
میں مندرج ہے۔ نواب میر محمد کاظم خان قلعدار
دولت آباد کی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی
نواب ایلچی کی پوتری سے دوسری شادی نواب
شاہ نواز خان صمصام الملک کے صاحبزادی سے
آپ کو پانچ فرزند ہوئے میر جعفر[1]۔ میر محمد[2] معصوم
شہاب جنگ۔ سید رضا[3] علی خان۔ میر غلام
حیدر خان ممتاز[4] جنگ اعتصام الدولہ اعتصام
الملک۔ سید غلام محمد[5] خان۔

ہمارے صاحب تذکرہ کا سلسلہ نواب
میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک
سے جاری ہے جو فرزند چہارمی نواب میر محمد
کاظم خان قلعہ دار دولت آباد تھے اور آپ کا
سنہ تولد ۱۱۵۲ھ ہے۔ بایام رشد و تمیز قلعہ
دولت آباد سے اورنگ آباد ہو کر باریاب
بارگاہ نواب میر نظام علی خان بہادر ہوئے
حضرت غفرآن مآب اعلیٰ حضرت نواب میر نظام
علی خان بہادر اُن کی لیاقت علمی و کمال ذاتی
سے غایت درجہ خوش ہو کر براہِ قدردانی
قلمدان دارالانشاء خاص سے سرفراز فرمایا۔
علاوہ جاگیرات کے پانسو روپیہ ماہوار سے
بھی عزت بخشی۔ صاحب گلزار آصفیہ لکھتا ہے کہ

میر غلام حیدر خان بہ آں مرتبہ مصاحبت و تقرب رسید
کہ رشک امیران دربار شد مگر یہ ہمراہ حضور پُر نور
بودہ صاحب منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار وعلم
ونقارہ پالکی جہالر دار بجاگیر عمدہ سیر حاصل معزز گشت
ان دنوں راجہ صاحب پونہ نے حضرت غفران مآب
سے میر غلام حیدر خان کے ملاقات کی آرزو ظاہر
کی۔ چنانچہ بعد اجازت آپ راجہ صاحب پونا کی
خدمت میں پہونچے راجہ صاحب آپ کی صحبت و
ملاقات سے اس درجہ محظوظ ہوئے کہ آپ کو
وہاں ایک عرصہ تک ٹھہرالئے آخر آپ کے اصرار
پر رخصت دی۔ اور قیمتی تحائف و ہدایائے کثیر
سے سرفراز کیا۔ یہاں حاضر ہو کر حضرت غفران مآب
کے پیشگاہ میں وہ سب تحائف و ہدایا پیش کیا جس کو
حضرت نے بکمال مسرت واپس مرحمت فرمایا
۱۱۸۹ھ میں منصب یکہزاری و یکہزار سوار وعلم و
خطاب خانی و بہادری سے سرفرازی بخشی اور
۱۱۹۶ھ میں دوہزاری منصب و نقارہ و ممتاز
جنگ خطاب ہوا و بعد از الفراغ ہٹیلہ ٹیپو سلطان
۱۱۹۹ھ میں پنج ہزاری منصب و سہ ہزار سوار
خطاب اعتصام الدولہ پالکی جہالر دار سے ممتاز
کئے گئے۔ ۲۰ شوال ۱۲۰۶ھ میں دستبند مرصع
عطا ہوا۔ اور صاحب تزک آصفیہ لکھتا ہے کہ "در
جشن عید الضحی کنٹھی مروارید و شمشیر و نیزہ سرفراز
ہوا و بمقام رودکولاس و ورود اچراس سرپیچ مرصع
و جیغہ مرصع و پہنچند مرصع مرحمت ہوا اور اسی
سال خطاب اعتصام الملک سے سرفرازی پائی"
کل معاش ذاتی سوا دو لاکھ روپیہ کی تھی۔ جب
آپ کا سن اسی سال کا ہوا تو آپ نے اپنے
بڑے فرزند نواب میر محمد علی خان حیدر یار جنگ
رشید الدولہ بہادر کو خلعت نظامت دارالانشا
سے سرفراز کروا کر عزلت نشینی اختیار کی۔ آخر
۷ شوال ۱۲۳۵ھ کو انتقال فرمایا آپ کو پانچ فرزند
نواب میر محمد علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ
نواب میر ابو تراب خان وحید الدولہ۔ نواب
میر عباس علی خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ
اعتصام الملک ثانی عرف بنگی اول۔ نواب میر
دلاور علی خان صارم جنگ عزیز الدولہ نواب
میر ابراہیم علی خان خورشید جنگ اور تین صاحبزادیاں۔ نواب

میر محمد علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے
یہ نہایت حلیم، بردبار، حسین و شجیع صاحب کمال ہر فن میں
شہرۂ آفاق تھے جن کو آپ کے پدر بزرگوار نواب اعتصام الملک نے
اپنے حین حیات، بوجہ کبیر سنی ۱۲۱۹ھ میں حضرت
مغفرت منزل سے عرض کر کے خدمت دار الانشاء
پر آپ کو مقرر کر دیا تھا اس کے علاوہ وقائع نگاری
پرگنہ کانڈالور و بھینسہ پور تعلقہ دارالخلافہ دولت آباد سے بھی
معزز و مفتخر تھے۔ الحاصل تادمِ زیست مالک و
ملک کے جاں نثار و خدمت گذار رہکر آخر ۱۵ محرم
۱۲۴۳ھ کو گلشن جناں کو آباد کیا۔ آپ کو پانچ
صاحبزادے تین صاحبزادیاں تھیں۔

سوائے نواب میر اسمٰعیل علی خان حیدر یار جنگ
رشید الدولہ رشید الملک کے نواب صاحب
مذکور کے دوسرے صاحبزادے و صاحبزادیوں
کا صغر سنی میں انتقال ہو گیا۔

نواب میر اسمٰعیل علی خان بہادر حیدر یار جنگ
رشید الدولہ رشید الملک ۱۲۱۲ھ میں تولد ہوئے
عہد طفلی سے آثارِ فطرت و ذہانت اُن کی پیشانی سے
ظاہر تھے۔ بلفظ صاحب گلزار آصفیہ "میر اسمٰعیل علی خان بہادر
از بدو شعور آثار ارشادات از جبین مبین او درخشان
بود۔ در اندک حاضر باشی منظور نظر خاقانی مشمول
عواطف سلطانی گشتہ بدرجۂ بلند و بخدمت موروثی
معمور گردید۔" اور اُن کے عقل و رسا و فہم و ذکاء
کا تذکرہ یوں کرتا ہے کہ "روزے در مجلس میر عالم
بہادر کپتان سڈنم صاحب وکیل انگریزی در گفتگو امورات
کلیات سرکار مشغول بود۔ رشید الدولہ با میر
اسمٰعیل علی خان بہادر شریک مجلس گردیدند۔ در آن وقت
عمر میر اسمٰعیل علی خان ہشت سالہ بود۔ چون شمشیر
بر طبق معمول دربار در دست داشت۔ سڈنم
صاحب سوال کرد کہ شمشیر را بانشیان کہ اہل قلم
اند چہ نسبت است بہادر معز در آن صغیر سنی فوراً
بدیہہ جواب داد کہ ماسادات ہستیم سیف و قلم
ہر دو وابستہ خاندان واجب الاحترام ما است
میر عالم بے اختیار مانند گل بشگفت و سڈنم صاحب
را کمال استعجاب حاصل بر آمد ہر دو کامل العصر
والزمان بہادر معز را بسینۂ خود تنگ کشیدہ
دعاہائے فراوان درازی عمرش دادند رشید الدولہ
بہادر را بسیار بسیار تحسین و آفرین نمود سڈنم

صاحب اینهمه واردات مجلس را بعینه صورت مجلس از مصوران
ولایتی خود درست کنانیده ولایت لندن و کلکته و مدراس
و بندر بمبئی فرستاد۔ بعد چندروز زبانی سدّنم صاحب بمیر عالم
بهادر معلوم شد و میر صاحب مرحوم بر رشید الدوله بهادر بکمال الطاف
ظاهر ساختند که نزد سدّنم صاحب مفصل خبر آمد که این صورت مجلس
و واردات آن که روبروی شاه و صاحبان کمپنی و گورنر جنرل کلکته و
مدراس و بمبئی رفت همه با مجموع از ادراک این حقیقت بر تفرج و
تفرح و شوق و سرور آمده گفتند از قیافه این تصفیه چنان معلوم می شود که
این طفل در سن رشد و تمیز خویش علامه عصر خواهد شد که در دربار
آصفیه یکس لفطرت او نخواهد رسید و فی الواقع چنین است القصه
بعد رحلت رشید الدوله بهادر پدر بزرگوار خویش از پیشگاه خداوند نعمت
حضرت مغفرت مآب دارالانشائی بنسبت و بحالگی سرفراز و ممتاز گردید
جواب عرائض گورنر جنرل بهادر کلکته بآن درستی و جامعیت عبارت مطالب
وتوارب درست کرده بملاحظه اقدس حضور پرنور آورد که پسند خاطر مبارک
گشته مورد تحسین گردید چراکه در جمیع علوم در آن هنگام بهره کامل داشت
در عهد میمنت مهد جناب بندگان عالی مدظله العالی حضور پرنور
ادام الله اقباله و عمره و خلد الله ملکه و سلطنته بکمال قدردانی بهادر
معز خطاب جنگی و دولائی و ملکی و منصب و مناصب عمده
علم و نقاره و نوبت و جاگیر قدیم و
جدید و بحالی خدمت موروثی دارالانشائی
سرکار و قلعداری قلعه مبارک
دولت آباد و پالکی جهالردار و عماری وغیره که
لازمه امیران ذی شان دولت است سرفراز
و مشرف و همواره مقدمات کلیات سرکار باریاب
که احدے را در آنمیان دخلے نیست گاه گاه زبان
واجب الاذعان بادشاه ذیجاه هندوستان
شرف صدور می یابد و نیز عرائض لارڈ و گورنر
بهادر کلکته در حضور پرنور می گذارد۔ بهادر معتبر
در دربار جهاندار بغیر مطالعه و ملاحظه در آن مجمع
کثیر بآن طلاقت لسان و فصاحت بیان در پیشگاه
خداوند نعمت حضور پرنور علی الدراس الاشتهار
بکمال درستگی و شائستگی عبارت بجلوه بیان
می آورد که مورد تحسین و آفرین سلطانی و اهل دربار
می گردید خطاب خانی بهادری و جنگی و دولائی پیشگاه حضور
پرنور سے ایک ہی روز عطا ہوے خطاب ملکی بمنصب
ہفت ہزاری پنج ہزار سوار علم و نقارہ سال،
سنہ ۱۲۴۶ھ میں پیشگاہ حضرت غفران منزل سے
عطا ہوا وہ اعزاز و رتبت خدا نے عطا فرمایا جو اپنی آپ

نظیر اور اسی طرح آپس میں برتاؤ ہوا کرتے تھے
چنانچہ جس زمانہ میں کہ خدمت وزارت نواب امیر
کبیر بہادر کے مفوض تھی حسب ایما حضرت ولی النعمت
اعلیٰ حضرت نواب رشید الملک بہادر ملاقات کیلئے
گئے۔ نواب اقتدار الملک و نواب عمدۃ الملک آپ کا
استقبال کئے۔ ایک وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ رشید
الملک بشرکت سیف جنگ مدار المہامی کے کام کو نو
مہینے تک بعد عزل سراج الملک سال ۱۲۶۴ھ میں
انجام دیا کئے۔ بعد ازاں ۱۲۶۵ھ میں نواب امیر
کبیر شمس الامراء بہادر دیوان ہوئے۔ دوبارہ
جب سراج الملک بہادر دیوان ہوئے تو یہ امر
قرار پایا کہ بمعاوضہ ادائی رقم کنٹنجنٹ ملک برار
امانی رکھا جاوے۔ بخلاف اُن کے رشید الملک
مرحوم نے ولی نعمت کو یہ رائے عرض کی کہ مثل دیگر
تعلقات کے ملک برار بھی نواب سالار جنگ کے تفویض
کیا جاوے اور ان سے سبیل ادائی کنٹنجنٹ کی
جاوے بلکہ صاحب عالیشان بہادر بھی رضامند
ہوئے۔ قضاء الٰہی سے چارہ نہیں۔ آخر تا دم زیست
مالک و ملک کے جان نثار رہکر چہار دہم رمضان ۱۲۶۷ھ
میں رحلت فرمائے۔ پدر بزرگوار کے برابر پھول
باغ کے روبرو مقبرہ میں دفن ہوئے۔

"امر سیت بکمال لیاقت و وجاہت باخلاق
پسندیدہ و اوصاف حمیدہ کہ در جمیع علوم عقلی
و نقلی و تمامی فنون و صنائع و بدائع کمالات بہرہ کامل
ورزود فہم بلند خیالی کمال دولت نجیب ستائش
دشمن را ازل رفیق نوا و خوش مزاج تیز فکر صاحب
ہمت فیض رسان خوش لباس راگ پسند۔ متقی۔
تہجد گزار پابند صوم و صلوٰۃ زوار و حجاج را سال
بسال راضی و خوشنود دارد" زاید اس کا خیال تھا
کہ کوئی سائل و حاجتمند بلا کامیابی و حصول مدعا و مقصود
محروم چلا نہ جاوے۔ ہمدردی قوم و ملت اپنا
سچا کام سمجھتے تھے ہر ایک فن میں بے عدیل ذکی،
فہیم عقیل، صرف و نحو منطق۔ ادب ہندسہ۔ فلسفہ،
ریاضی سے دبیر و زیر مہمات ریاست سے دار الانشائی
کی جو حالت تھی وہ روشن۔ شکار دوست جانوران
شکار از یوز و باز و بحری و جرہ و شاہین وغیرہ
ہمراہ سواری خود داشتہ تا پنج و شش کروہی بلدہ
مشغول شکار می گردید۔ و درمیان سیر و شکار

احباء و اقربا را فراموش نمی فرماید - از مسجد ثالث
آن منبع کمالات متصل دروازۂ پل قدیم بالائے
راستہ کلان و عمارات عالیشان و یک خانہ باغ
دلچسپ نہایت حضرت ذی نظارت موجود کہ مسکن و
مقام بہادر معز است -

آپ کی شادی نواب کاظم علی خان شہامت
جنگ مختار الدولہ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ
سے ہوئی آپ کو چھ فرزند و چار صاحبزادیاں
ہوئیں -

نواب میر سلیمان علی خان سردار جنگ رشید
الدولہ - نواب میر مہدی علی خان مہدی یار جنگ
میر یادگار حسین خان میر نثار حسین خان - میر شہر
یار علی خان - میر کفایت علی خان اور چار صاحبزادیاں

آپ کی بڑی صاحبزادی کی شادی نواب
اعتصام جنگ جو نواب خورشید جنگ اول فرزند
نواب میر غلام حیدر خان اعتصام الملک تھے سے ہوئی
جو صاحب اولاد ہوئیں خورشید جنگ ثانی وغیرہ
آپ کے صاحبزادے ہیں -

دوسری صاحبزادی نواب محمد کاظم خان شہامت
شوکت جنگ حسام الدولہ سے منسوب ہوئیں - جن
کے صاحبزادے نواب محمد ابو الحسن خان شوکت
جنگ حسام الدولہ بہادر حال ہیں - تیسری صاحبزادی
نواب شوکت جنگ بہادر کے خاندان میں منسوب
ہوئیں لاولد فوت - چوتھی صاحبزادی خاندان
افسر الدولہ اول میں بیاہی گئیں لاولد فوت -

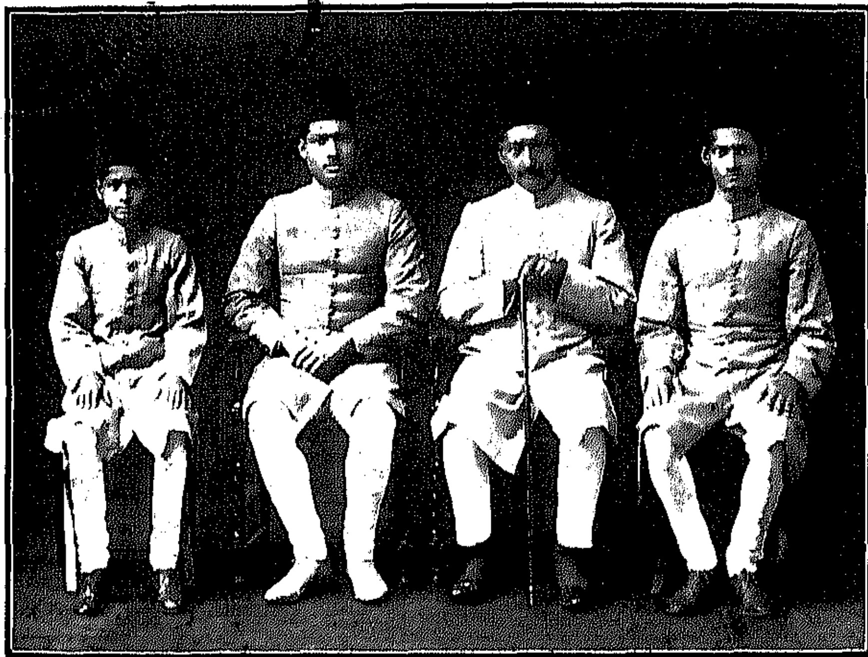
ہمارے صاحب تذکرہ کا سلسلہ فرزند اول
رشید الملک سے جاری ہے - جنکا نامی و اسم گرامی
نواب میر سلیمان علیخان ہے - جو ہمارے صاحب تذکرہ کے جد امجد ہیں
آپ ۱۲۴۲ھ میں تولد ہوئے بعد رحلت پدر بزرگوار
خدمت دارالانشائی سے سرفراز ہوئے خطابات
سردار جنگ رشید الدولہ سرفراز و منصب جاگیرات
سے سرفراز و ممتاز رہکر ہمرکابی اعلی حضرت
سفر دہلی وغیرہ میں معہ اپنے فرزند خورد سال
میر محمد علی خان کے شریک سفر و حضر رہکر اپنی عمر
گرامی تابعداری سرکار میں صرف کرکے ۱۲۹۵ھ
میں راہی دارالجنان ہوئے - خلق و مروت و
سخاوت و لیاقت و شجاعت میں بے نظیر
آپ کی شادی صوبہ بلدہ نواب سعید الملک مرحوم کی

بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی نواب رشید الدولہ
بہادر کو صرف ایک ہی فرزند نواب میر محمد علی خان بہادر
سردار جنگ تھے جو ۱۲۸۲ھ میں تولد ہوئے جو ہمارے
صاحب تذکرہ میر سلیمان علی خان بہادر کے والد
بزرگوار ہیں۔ بعد رحلت پدر بزرگوار خود خدمت
موروثی نظامت دارالانشاء و منصب و جاگیرات
موروثی سے سرفراز و ممتاز ہوئے اور ۱۳۰۸ھ
میں خطاب خانی و بہادری و سردار جنگ و منصب
دو ہزاری و یکہزار سوار سے سرفرازی پائی
میر محمد علی خان نواب سردار جنگ مرحوم کی شادی
نواب ناظم الدولہ رستم جاہ بہادر رئیس و والئی
مچھلی بندر کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی
جو بھی صاحبزادی صاحبہ نواب میر غلام علی خان
بہادر منصور الدولہ والئی بیگن پلی کی حقیقی نواسی
ہیں۔ بیگم صاحبہ موصوفہ سے صرف ایک فرزند
ہمارے صاحب تذکرہ نواب میر سلیمان علی خان
اور ایک صاحبزادی متولد ہوئے۔ اس
لحاظ سے ہمارے صاحب تذکرہ نواب سردار
جنگ کے فرزند رشید الدولہ رشید الملک

کے حقیقی نبیرہ نواب ناظم الدولہ رستم جاہ رئیس
مچھلی بندر کے نواسے اور نواب میر غلام علی
خان منصور الدولہ والئی بیگن پلی کے پڑ نواسہ
ہیں مگر افسوس کہ نواب سردار جنگ مرحوم نے نوجوانی میں
انتقال فرمایا۔ بعد انتقال پدر بزرگوار بوجہ کمسنی
تا سن بلوغ زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز
رہنا پڑا۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت
قدر قدرت خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ نے براحم
خسروانہ آبائی جاگیرات و منصب اور خدمت
موروثی نظامت دارالانشاء سے سرفراز
و ممتاز فرمایا۔ اس وقت آپ ہی میر منشی یعنے
ناظم دارالانشاء حضور پرنور ہیں۔ اور بزمانہ
تبادلہ صاحب عالیشان بہادر یعنے ہر نئے
رزیڈنٹ صاحب بہادر کی تشریف آوری
کے موقع پر منجانب حضور پرنور بغرض مزاج
پرسی عماری میں جلوس سے تشریف لے جاتے
اور اسی موقع پر خریطہ دربار ہوتا ہے۔ آپکی
شادی میر یادگار حسین خان ابن رشید الملک
کی پوتری سے ہوئی۔ جو آپ کے جدی

خاندان میں ہیں جن سے بفضل تعالیٰ اس وقت آپکو
تین صاحبزادے ۔ میر محمد علی خان ۔ میر غلام حیدر
خان و میر غلام علی خان و چھ صاحبزادیاں ہیں
آپ کے صاحبزادے جاگیردار کالج میں زیر
تعلیم ہیں ۔ نواب میر سلیمان علی خان کی ہمشیرہ
کی شادی نواب رئیس جنگ سے (جو نواب فخر الملک
مرحوم کے چوتھے فرزند ہیں) ہوئی ۔ بحالت موجودہ
بخدمت معتمدی صنعت و حرفت سرکار عالی سے
سرفراز ہیں ۔ جو بفضل تعالیٰ بیگم صاحبہ موصوفہ
سے نواب رئیس جنگ بہادر کو دو فرزند
میر معظم حسین خان و میر اعظم حسین خان اور تین
صاحبزادیاں ہیں ۔

نواب میر سلیمان علی خان ۔ اردو انگریزی و فارسی میں لایق خلق و مروت
و اتحاد محبت و سخاوت میں یکتا مالک و ملک کے جان نثار آپ کا
خاندان اس ریاست ابد قرار میں بہت وسیع ہے اور اس خاندان
کے افراد سلطنت کے بڑے عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز رہے
ہیں و بفضل تعالیٰ بہت سے ممبران خاندان خدمات سرکاری سے
سرفراز اور ملک و مالک کے خیرخواہ و جان نثاری میں سرگرم ہیں۔



صاحبزاده نواب میرحشمت علیخان بهادر معه فرزندان

صاحبزادہ

نواب میر حشمت علی خان بہادر

آپ اُن صاحبزادگان ذی شان سے ہیں جن کے خاندانی احوالات اظہر من الشمس ہیں آپ کے خاندان کے معزز ارکان کو سلطنت عالیہ دکن میں جو عزّت اور عظمت حاصل تھی اُس کے اندراج سے معتبر تواریخ دکن کے صفحات پُر ہیں مزید تفصیلات کی چنداں احتیاج نہیں کرر اس کا اعادہ کرنا گویا آفتاب عالم تاب کو شمع دکھانا ہے ہمارے صاحب تذکرہ باباخانی بلند پایہ خاندان کے ایک ایسے معزز، تعلیم یافتہ چشم و چراغ ہیں جن کی ذات عالی حیدرآباد دکن کی سلطنت میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ ملک و مالک کی بہی خواہی، پاسداری، اور وفاشعاری آپ کا فطری شیوہ ہے اس پر بھی مزید تعارف کے لئے ہم آپ کے خاندانی حالات کا تذکرہ اس مقام پر بھی اجمالی طور پر کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت خواجہ باباخان بہبندی' المعروف بخواجہ ہاشم جن کے دادا مولانا خواجگی احمد مشہور "مخدوم اعظم" تھے جن کا سلسلہ نسب (۱۸) واسطوں سے حضرت امام موسیٰ الرضا علیہ التحیہ والثناء سے ملتا ہے۔ آپ

خاندانِ شاہان بخارا کے رکن رکین تھے۔ خواجہ بابا خان کا حسب ونسب وتذکرہ ازدواج (شجرۂ آصفیہ المعروف وقائع معظمیہ مؤلفہ نواب بدرالدین خان معظم الملک سنہ ۱۳۵۲ھ کیفیت صبیہ دوم حضرت مغفرت مآب موسومہ بادشاہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ حقیقی نواب ناصر جنگ شہید) میں موجود ہے۔ ولایت ماوراء النہر، سمرقند، بلخ وبخارا کے عامۃ المسلمین آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ بالخصوص قبائل ازبک وترک غلام درم ناخریدہ تھے۔ آپ جامع العلوم وعالم متبحر وفاضل جید وصاحب دیوان فارسی ونیز بخارا میں "شیخ الاسلام" کے خطاب سے سرفراز تھے۔ ملاحظہ فرمایا جائے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصۂ اوّل صفحہ (۳۸۸) مؤلفہ صوفی ملکاپوری) صاحب ممدوح حج وزیارات سے فارغ ہوکر اپنے وطن مالوف اور کند پائے تخت ولایت فرغانہ کو مراجعت فرماتے ہوئے بطور سیر وسیاحت وارد ہندوستان ہوئے۔ آپ کے ورود کی اطلاع حضرت مغفرت مآب کو ملنے پر بتقریب ملاقات بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے

ملاحظہ ہو تاریخ نگارستان آصفیہ صفحہ (۷۲) ونیز تاریخ یادگار لکھمن لال صفحہ ۴۰ جس کی فارسی عبارت بجنسہٖ ہدیہ ناظرین کرام کی جاتی ہے:۔

"خواجہ باباخان باشندۂ بخارا لئے تیز لف فرزند بادشاہ بخارا وارد دہلی شدند۔ آصفجاہ بہادر خبر ورود ایشان یافتہ بتقریب ملاقات رفتہ ہمراہ آوردند بحر آرزوئے تمام نزد خود داشتند وتا چہار ماہ الوب مزاج وکیفیت خاندان دریافتہ بادشاہ بیگم دختر خود را شادی نمودہ دادند) صاحب معز دنیوی جاہ وحشم سے متنفر تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی خدمت جلیلہ قبول نہیں فرمایا۔ باوجود مناصب وجاگیرات سے سرفراز ہونے کے ہمیشہ درس وتدریس میں مشغول رہا کرتے تھے ملاحظہ ہو (قلمی نسخہ تذکرۂ تحفۃ الشعراء مرزا افضل بیگ خاقشانی اورنگ آبادی سنہ ۱۱۶۵ھ کتب خانہ آصفیہ نمبر ۱۲۲ صفحہ ۸۸) صاحب موصوف کو حضرت مغفرت مآب کی صاحبزادی بادشاہ بیگم صاحبہ کے بطن سے خواجہ عبد الیقا خان تولد ہوئے جنکی شادی آصف جاہ اول کے چچا زاد بھائی نواب

مرحمت خان بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے میر محمود خان المخاطب منصور جنگ بہادر قمرالدولہ قمرالملک وقطب الامراء امیر الممالک معالیجاہ پیدا ہوئے معالیجاہ کی شادی سیدالنساء بیگم عرف حاجی بیگم صاحبہ (صبیۂ نواب ناصر جنگ شہید) سے عمل میں آئی۔ آپ اعزا زآبائی کے ماسوا از مزید جمعیت معہ لوازمات وجاگیرات سیر محاصل خلعت وجواہرات بیش بہاسے سرفراز تھے ملاحظہ ہو۔ (تزک محبوبیہ حصہ دوم دفتر اوّل ردیف (د) صفحہ ۱۹۸) آپکو پانچ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھیں (فرزند دوم) صاحبزادہ میر معظم خان بہادر المعروف میر بہاؤالدین خان کی شادی ممتازالامراء نواب کلیانی جو دکرمہ بانو بیگم صاحبہ عرف کالی بیگم صاحبہ صبیۂ سومی حضرت مغفرت مآب کے بطن سے تھے) ان کی دختر سکینہ بانو بیگم صاحبہ سے ہوئی اور آپ کے صاحبزادے میر داور علی خان بہادر کی شادی دختر میر تاور علی خان خلف عظیم الدولہ نبیرۂ عظیم الملک میر حلیہ آصف جاہی سے ہوئی۔ ملاحظہ ہو (دبدبۂ نظام حصہ اول باب ثالث صفحہ ۱۲)

صاحبزادہ نواب میر داور علی خان مرحوم ہمارے صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے۔ ہمارے صاحب تذکرہ کی تعلیم بمدرسۂ اعزہ ہوئی۔ ابتدائی تقرر ۱۳۲۶ف میں بعلاقہ دیوانی سررشتہ عدالت سے ہو کر اس وقت علاقہ صرفخاص مبارک میں عدالت دیوانی ضلع اطراف بلدہ پر منتقل عمل میں آئی ہے۔ آپ کا ازدواج دختر نواب حیدر الدولہ مرحوم خلف نواب رشیع الدولہ مرحوم نبیسۂ نواب روشن الدولہ مغفور (ارادتمند خاص) سے عمل میں آیا۔ جن کا سلسلہ سیادت جدی قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعیؒ سے ہوتا ہوا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ التحیۃ والثناء کو پہنچتا ہے ملاحظہ ہو (تزک محبوبیہ جلد دوم دفتر اول ردیف (م) صفحہ ۴۰۵) اور (دبدبۂ نظام حصہ اول باب ثالث صفحہ ۵۸) ان کے بطن سے (۳) صاحبزادے اور (۲) صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادہ میر محمود علی خان۔ صاحبزادہ میر محمد علی خان۔ صاحبزادہ میر سردار علی خان جو زیر تعلیم ہیں۔ بہ بطن دیگر چار لڑکیاں موجود ہیں آپکا

حیدر آباد دکن کے شاہی خاندان سے تعلق ہے
آپ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، خوش خلق، ملنسار اور نیک
خصال نواب ہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش
آتے ہیں۔ جملہ اعزاز آبائی و جاگیرات و مناصب
موروثی سے متمتع ہیں آپ کے ایک کار دان منتظم
اور رحمدل حاکم ہونے کا ہر کوئی مقر ہیں۔
آپ کے تمام ماتحتین آپ سے نہایت خوش ہیں
اور ہمیشہ آپ کے معترف رہتے ہیں۔ آپ کے
تینوں صاحبزادگان بھی آپ کی طرح ذہین و فہیم
ہیں۔ اپنے سے چھوٹوں اور برابر والوں سے

بمحبت پیش آتے ہیں۔ اور بڑوں کا ادب کرتے ہیں امید کہ بہت جلد
آپ کے تینوں صاحبزادے آپ کے زیر سایہ و نگرانی اعلیٰ تعلیم حاصل
کر کے ملک اور مالک کے خدمات اپنے اب و جد کی طرح انجام دیں گے
آپ کے بڑے صاحبزادے صاحبزادہ نواب میر محمود علی خان کی شادی
خانہ آبادی نواب شمشیر نواز جنگ مرحوم سابق سلطان مکلہ کی دختر نیک اختر
سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بتاریخ ۲۷۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ
ہوئی ریاست حیدر آباد فرخندہ بنیاد کے جملہ مرشد زادگان، امرائے عظام
معزز جاگیرداران اور خوش باش حضرات مدعو تھے طرفین سے دعوتیں بھی
بڑی آؤ بھگت کی گئی۔

شجرۂ خاندانی

خواجہ بابا خان

↓

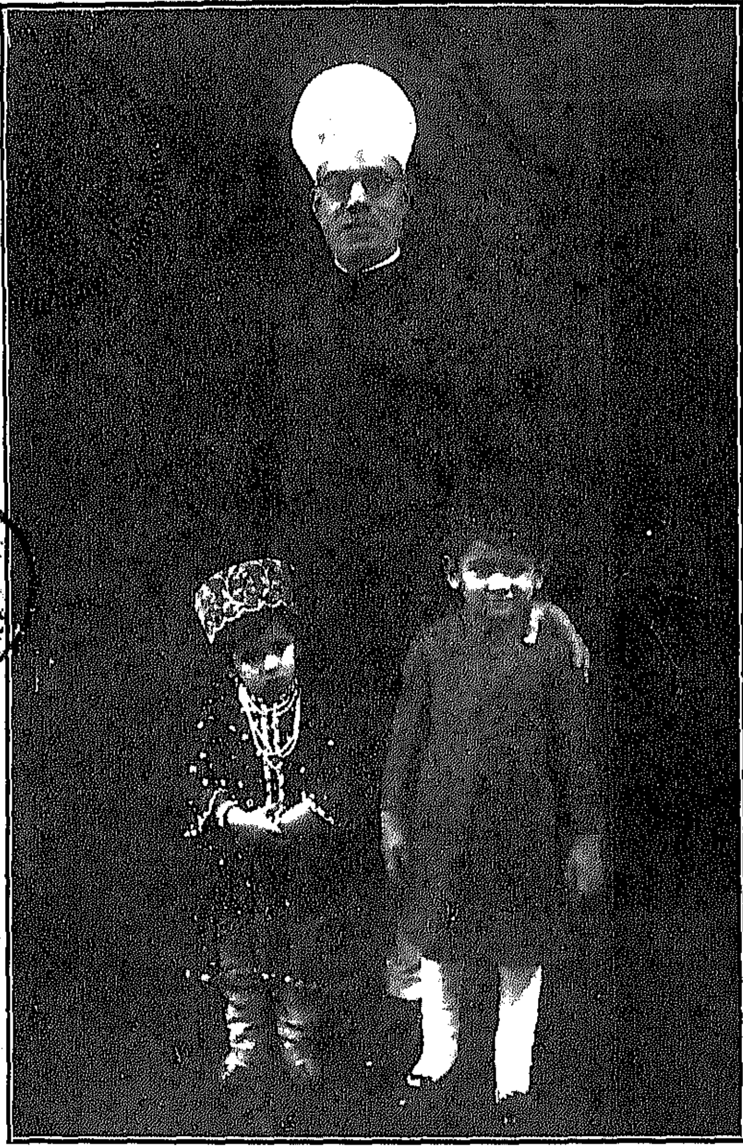
خواجہ عبد البقا خان

↓

نواب میر محمود خان منصور جنگ قمر الدولہ قمر الملک قطب الامرا امیر الممالک معالیجاہ

↓

- صاحبزادہ نواب سید محمد خان مرحوم عرف بڑے میر صاحب
- صاحبزادہ نواب سید معظم خان مرحوم المشہر میر بہاؤ الدین خان
  - ↓ نواب میر داور علی خان مرحوم
    - ↓ صاحبزادہ نواب میر حشمت علی خان بہادر
      - صاحبزادہ میر محمود علی خان
      - صاحبزادہ میر محمد علی خان
      - صاحبزادہ میر داور علی خان
- نواب میر رحمان الدین خان مرحوم
- نواب میر غلام احمد خان مرحوم
- نواب میر حیدر علی خان مرحوم



نواب محمد غیاث الدین خان بہادر جاگیردار
اپنے بچون کے ساتھہ

نواب محمد امین الدین خان — نوابہ سلطانہ بیگم



نواب محمد شمس الدین خان بہادر

نواب محمد غیاث الدین خان بہادر

آپ حیدرآباد دکن کے ایک قدیم، بلند مرتبہ خاندان کے فرد ہیں آپ کا خاندان سات سو برس سے اس وقت تک معزز و مفتخر ہے سنتشہ ہجری میں بعہد خلجیہ اس خاندان کے سلف ولایت روسے ہندوستان آئے اور نارنول کی قصبات پر فائز ہوئے شاہان لودھی کے زمانہ میں وزارت و سپہ سالاری انکے ہاتھوں میں رہی خان خانان قرلی عثمان خان قرلی وغیرہ کے نام تواریخ فرشتہ صفحہ ۱۷۹ وغیرہ میں نظر آتے ہیں اسی خاندان سے شاہنشاہ اکبر اعظم کے دربار میں امیر ابوتراب ایک ذی عزت امیر تھے ان پر شاہنشاہ کے بڑے عنایات والطاف رہے ہیں تاریخ فرشتہ فارسی صفحہ ۲۶۷ بعد تولدی شہزادہ سلیم جب اکبر اعظم پاپیادہ اجمیر جاکر حضرت غریب نوازؒ کی زیارت کی تھی امیر ابوتراب ہمراہ رکاب تھے راستہ میں شہر نارنول ملا امیر ابوتراب نے اپنے دادا امیر قطب الدین کے محل میں شہنشاہ کی ضیافت کی جہاں شہنشاہ نے دو روز قیام فرمایا۔ جام صاحب جوناگڑھ نے جب بغاوت کی اور تیس ہزار (تیس ہزار ۳۰) سوار کے ساتھ شہنشاہ کے مقابلہ میں

آ کھڑا ہوا امیر ابوتراب کے بھتیجے امیر شرف الدین
مقابلہ پر ڈٹ گئے جام صاحب نے انہیں کہا اگر
میرا ساتھ دو تو تمہیں مغربی ہند کا والی بنا دوں۔
انہوں نے کہا کہ بادشاہ کی نیازمندی پر ایسی
سینکڑوں ولایتیں قربان ہیں اور وہ ہا وا کر دیا۔
جام صاحب کو شکست فاش دی۔ تاریخ فرشتہ
فارسی صفحہ (۳۶۷) امیر ابوتراب کی اولاد سے
محمد غوث خاں تھے جو بعہدِ آصف جاہِ اوّل
بزمرۂ منصب داران رکاب سعادت بلدہ وارد
ہوئے اور نواب نظام علی خاں کے نوازے
ہوئے ہی پہلے امیر تھے جنہیں تعلقات باون
لاکھہ (دیورکنڈہ و نلگنڈہ) عطا ہوئے اور خطاب
سیف الدولہ ملا۔ حیدرآباد میں بھی بانی خاندان
نارنولی ہیں ماہنامہ ۶۷ ونکہن لعل۔ ان کے ابن
عم میر بدر الدین حسین خاں بہادر نواب میر نظام
علی خاں بہادر کے رفیق خاص تھے ولی عہد
سلطنت کی اتالیقی کے لئے انہی کی اولاد اب
تک منتخب ہوتی رہی ہے ان کے فرزند
میر شرف الدین خاں رستم جنگ مدبر الدولہ

اپنے وقت کے بڑے مدبر و سیاس امیر ہوئے ہیں
ان کے جاں نثارانہ خدماتِ ملک و مالک مسلم الثبوت
تواریخ میں مرقوم ہیں انہی کے صلاح و مشورہ
سے منیر الملک مدار المہام بعہد حضرت سکندر جاہ
بہادر سب سے پہلے ایک عدالت قائم کئے
جس کا نام عدالت بزرگ رکھا گیا جو بعد کو عدالت
العالیہ بن گئی۔ اس عدالت کے پہلے ناظم شرف
الدین خاں ہوئے انہوں نے امورات ملکی
میں بہت اصلاحیں کیں اور اس وقت کی عظیم
المرتبہ خدمت وکیل سلطنت جو مدار المہامی کی
مماثل تھی بعد میر عالم کے یہ خدمت بھی ان کے
تفویض ہوئی اور جملہ لوازمات اعزازی
عماری پستائی رنگ، پالکی، چتر آفتاب گیری
نوبت، روشن چوکی کارخانہ جات شاہی
وخطابات رستم جنگ مدبر الدولہ و منصب
سہ ہزاری و دو ہزار سوار علم و نقارہ و
جاگیرات و احشام قلعہ منگور سے سرفراز ہوئے
جاگیرات تحقیقات انعامی سے مستثنیٰ تھے محصول
کروڑگیری معاف تھا شادی و دیگر تقاریب

ہیں شاہ وقت کی جانب سے دو عدد جواھر
کی سرفرازی ہوتی اور غمی میں دوشالہ ماتم پرسہ
عطا ہوتا۔ آپ کے خلف دوم محمد قطب الدین
خان نواب نظام نواز جنگ بہادر ان کے فرزند
اکبر محمد سلطان الدین خان نواب نظام نواز جنگ
سوم ہیں آبائی جاگیرات و مناصب وخدمات
سے سرفراز اور ریوڑھی دربار کی شرکت کی عزت
حاصل تھی انہی کے فرزند صاحب تذکرہ نواب
محمد غیاث الدین خان بہادر ہیں جو ۱۸۸۷ء
میں تولد ہوئے ابتدائی تعلیم مکان ہی میں ہوئی
مولوی محمد یحیٰی صاحب اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر
مدرسۂ دارالعلوم مولوی عبدالرزاق صاحب
وغیرہ آپ کے استاد و اتالیق مقرر ہوئے
جن سے عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی اور سٹی
ہائی اسکول میں انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی
۱۳۲۹ف میں موعود الخدمت دوم تعلقداری
ہوئے اسی سال امتحان مال میں بدرجۂ اعلیٰ
کامیابی حاصل کی بزمانہ چہل سالہ جوبلی حضرت
غفران مکان علیہ الرحمہ نواب میر محبوب علی خان بہادر

نظامس اون مونٹیڈ و انفینٹری کور میں شریک ہوکر
فنون سپہ گری کی تعلیم حاصل کی ۱۹۱۱ عیسوی
میں حضرت اقدس و اعلیٰ نواب میر عثمان علی خان بہادر
کے ہمراہ دہلی دربار میں شرکت کی بزمانہ طغیانی
رود موسی رلیف کا کام بحسن خوبی انجام دیا منجانب
سرکار عالی اظہار خوشنودی کیا گیا آپ کو
اسپورٹ کا بھی شوق رہا ہے ٹینس اچھی کھیلتے
ہیں نظام کلب کے آپ قدیم ممبروں میں سے
ہیں آپ مجلس جاگیرداران کے دیرینہ رکن ہیں
کاروبار مجلس سے دلچسپی رکھتے ہیں ۱۹۳۰ء میں
آپ کے چچا نواب داور یار جنگ بہادر مرحوم
کی اکلوتی صاحبزادی سے آپکی شادی عمل میں آئی ۱۳۳۷ف
میں بیگم صاحبہ موصوفہ کا بقضائے الٰہی انتقال
ہوگیا اس کے بعد ۱۳۴۰ف میں دوسری
شادی مولوی سید یوسف الدین صاحب
مرحوم و مغفور صوبہ دار صوبۂ گلبرگہ شریف کی
صاحبزادی سے کی۔ ان کے بطن سے ایک
صاحبزادہ نواب محمد امین الدین خان بہادر اور
ایک صاحبزادی ارجمند سلطان بیگم موجود ہیں۔

آپ سنہ ۱۹۳۶ء میں لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے
جاگیرات و مناصب آبائی سے سرفراز ہیں بڑے
خوبیوں کے نواب ہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش
آتے ہیں اہلِ علم کی قدر کرتے ہیں۔
آپ کے چھوٹے بھائی نواب محمد شمس الدین خان

بہادر نواب نظام نواز جنگ مرحوم کے خلفِ دوم
ہیں آپ حیدر آباد دکن کے معزز و قابل نوجوان
ہیں، آپ کو علم ادب میں بے حد دلچسپی اور انہماک
ہے آپ بہتر ہی مفید اور مصلحانہ خیالات رکھتے
ہیں بلدۂ حیدر آباد کے بعض اخبار و رسائل میں
آپ کے مضامین بھی نکلتے ہیں طرزِ تحریر نہایت شائستہ سلجھا ہوا
اور موثر ہوتا ہے انگریزی ادب و زبان میں بھی اچھا ملکہ ہے آپ
معزز والنٹیر کور کے ایک رکن ہیں آپ کی اس وقت ایک صاحبزادی ہے



نواب محمد قطب‌الدین خان بہادر جاگیردار

اپنے فرزندون کے ساتھہ

ب محمد برہان‌الدین خان نواب محمد قاسم‌الدین خان نواب محمد فریدالدین خان

نواب محمد قطب الدین خان بہادر

آپ اس قدیم خاندان عالی شان کے معزز رکن ہیں کہ جس کے اراکین مشاہیر نارنول شریف سے تھے اور جن کو اکثر مہمات میں شاہان وقت کے ہمرکاب رہکر کارہائے نمایاں انجام دینے اور اُن کی خوشنودی حاصل کرتے رہنے کا فخر حاصل تھا اور جن کی بادشاہ پرستی و وفا شعاری و جاں نثاری کے تذکروں سے اکثر و بیشتر تواریخ دکن مملو ہیں۔ لہٰذا یہاں ہم آپ کے تذکرہ کا آغاز آپ کے جدّ اعلیٰ قاضی بدرالدین حسین خان مرحوم سے کرتے ہیں۔

قاضی بدرالدین حسین خان مرحوم

آپ بعہد نواب سکندر جاہ مرحوم نارنول شریف سے وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہو کر ان کے مقرب خاص اور اکثر مہموں میں اُن کی ہمرکابی کی سعادت سے بہرہ ور اور دادِ شجاعت و مردانگی حاصل فرماتے اور ہمیشہ مورد الطاف و عنایات بے پایان شاہان وقت ہوتے رہے۔ جب آپ نے انتقال فرمایا تو اپنی یادگار دنیا میں دو صاحبزادے (۱) محمد جمال الدین خان صادق جنگ اولیٰ

اور (۲) نواب محمد شرف الدین خان رستم جنگ تدبر الدولہ مرحوم چھوڑ گئے۔

نواب محمد شرف الدین خان رستم جنگ مدبر الدولہ مرحوم

آپ قاضی بدرالدین حسین خان کے فرزند دوم اور خاندان عظیم الشان نارنولی کے چشم و چراغ تھے۔ جنہوں نے اپنی بادشاہ پرستی اور فدائیت سے وکیل سلطنت جیسے مہتم بالشان عہدہ پر سرفرازی پائی۔ آپ کی اصابت رائے کی وجہ بادشاہ وقت ہر امر میں آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور آپ انہیں گرانقدر خدمات کے صلہ میں خطابات رستم جنگ تدبر الدولہ اور اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے مفتخر و مباہی ہوئے۔ آپ نے اپنے باقیات الصالحات میں چار صاحبزادے چھوڑے جن کے منجملہ نواب محمد قطب الدین خان نظام نواز جنگ اوّل تھے۔

نواب محمد قطب الدین خان نظام نواز جنگ اولی

آپ نواب محمد شرف الدین خان رستم جنگ مدبر الدولہ مرحوم کے فرزند اور قاضی بدرالدین حسین خان مرحوم کے پوتے اور تمام مناصب و اعزاز و خطاب و جاگیرات آبائی سے مفتخر و ممتاز تھے اور مثل اپنے اب و جد کے مورد الطاف و عنایات شاہی رہکر اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ فرمایا اور اپنی یادگار اپنے دو فرزند (۱) نواب محمد سلطان الدین خان نظام نواز جنگ ثانی اور (۲) نواب محمد فرید الدین خان شہباز جنگ مرحوم چھوڑ گئے۔

نواب شہباز جنگ مرحوم

آپ کا نام نامی نواب محمد فرید الدین خان اور عرف فرید میاں تھا۔ آپ نواب محمد قطب الدین خان نظام نواز جنگ اولی مرحوم کے فرزند اصغر اور نواب محمد شرف الدین خان رستم جنگ تدبر الدولہ مرحوم کے پوتے اور ہمارے صاحب تذکرہ نواب محمد قطب الدین خان بہادر کے والد ماجد اور نواب تہنیت یار الدولہ مرحوم کے یک جدی قریبی رشتہ دار تھے۔

نواب منیر الدین خان صادق جنگ

ثانی مرحوم (دادا نواب تہنیت یار الدولہ مرحوم) کی صاحبزادی آپ سے منسوب تھیں۔ آپ اُردو، فارسی میں کافی مہارت رکھتے تھے آپکو بتقریب جشنِ سالگرہ ۱۳۰۵ھ خطاب خانی و بہادری و منصب یکہزاری اور بتقریب جشن سالگرہ ۱۳۱۱ھ خطاب مستطاب شہباز جنگ اور منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے حضرت غفران مکانؒ کی پیشگاہ سے سرفرازی بخشی گئی تھی۔ علاوہ مناصب و اعزاز و جاگیرات آبائی کے آپ کو حضور پرنور بندگان عالی خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کی اتالیقی کا شرف بھی حاصل تھا۔ نیز مددگار صفائی محلات مبارک کی خدمت پر آپ فائز تھے۔

آپ خجستہ خصلت، نیک سیرت، عالی ہمت، اولوالعزم، خلیق، ملنسار، شگفتہ مزاج محبت و اتحاد میں یکتا، فیاض، رحمدل، ہمدرد، غریب پرور، مردم شناس، مالک کے بہی خواہ مالک کے سچے جان نثار نواب تھے۔ ۱۳۱۸ف میں آپ نے اپنی یادگار دنیا میں ایک صاحبزادہ نواب محمد قطب الدین خان بہادر کو چھوڑ کر راہی ملکِ جاودانی ہوئے۔

نواب محمد قطب الدین خان بہادر

آپ نواب محمد فرید الدین خان شہباز جنگ مرحوم کے اکلوتے فرزند اور نواب محمد قطب الدین الدین خان نظام نواز جنگ اولیٰ کے نبیرہ اور نواب تہنیت یار الدولہ مرحوم (جو شاہان وقت کے مقربان خاص سے تھے) کے نواسے ہیں۔ آپ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے آپ نے حسب دستور امرا اردو، فارسی، عربی کی تعلیم قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی من بعد اپنے والد مرحوم کے تمام اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے مفتخر اور بلحاظ اعزاز خاندانی خدمت مددگاری صدر محاسبی صرفخاص مبارک اور علاقہ دیوانی میں دوم تعلقداری ہی کی خدمت سے سرفراز ہوئے آپکو مثل اپنے آبا و اجداد کے دیوڑھی دربار کا شرف بھی حاصل ہے۔ نواب نصیح جنگ مرحوم سابق معتمد مالگذاری سرکار عالی کی بڑی صاحبزادی آپ سے منسوب ہیں۔ جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادیاں

اور تین صاحبزادے (۱) محمد فرید الدین خان (۲) محمد برہان الدین خان (۳) محمد قاسم الدین خان ہیں جو اس وقت مدرسۂ عالیہ میں زیرِ تعلیم ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق، صائب الرائے، بلند ہمت نیک

سیرت، فیاض، ہمدرد، غریب پرور، شرفا نواز رحدل، شگفتہ مزاج، بذلہ سنج، ملنسار، وفا شعار، مالک کے جاں نثار ملک کے بہی خواہ اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلنے والے الولد سر لابیہ کے

مصداق نواب ہیں باوجود امارت غرور آپ میں نام کو نہیں جس سے ملتے ہیں کشادہ پیشانی ملتے ہیں حالات خاندانی تفصیل سے تذکرہ نواب محمد غیاث الدین خان بہادر میں درج ہیں۔

شجرۂ خاندانی

ذات شریف الدین خان ہیبت یار جنگ ہیبت یار الدولہ

فیاض الدین خان

قاضی بدر الدین حسین خان

نواب محمد شرف الدین خان رستم جنگ برالدولہ

نواب محمد جمال الدین خان صادق جنگ اول

نواب محمد امام الدین خان دائم جنگ مرحوم

نواب قیام الدین خان بہادر

نواب محمد فیاض الدین خان بہادر

نواب محمد منیر الدین خان صادق جنگ ثانی

نواب محمد معین الدین خان بہادر

نواب محمد جمال الدین خان صادق جنگ ثالث

نواب محمد نظام الدین خان بہادر

نواب محمد بہاؤ الدین خان بہادر

نواب محمد نصیر الدین خان بہادر

نواب محمد قطب الدین خان نظام نواز جنگ اول

نواب محمد [illegible] الدین خان [illegible] جنگ مرحوم

نواب محمد [illegible] الدین نظام نواز جنگ ثانی

نواب محمد قطب الدین خان بہادر

نواب محمد قاسم الدین خان

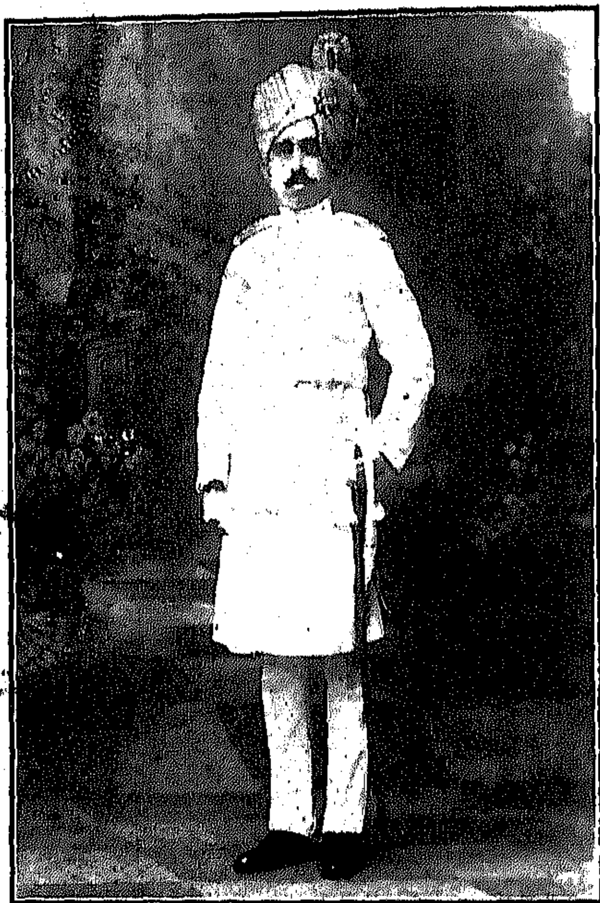
نواب محمد برہان الدین خان

نواب محمد [illegible] الدین خان

نواب محمد شمس الدین خان بہادر

نواب محمد غیاث الدین خان بہادر

نواب محمد امین الدین خان بہادر



نواب محمد لائق علیخان بہادر



نواب محمد لائق علیخان بہادر

نواب محمد لایق علی خان بہادر

آپ اس خاندان کے فرد ہیں جن کے آبا و اجداد ملک و مالک کی بہی خواہی و وفاشعاری کے لئے اپنی عزیز جان کو کھٹر لہ کے خطرناک مہموں میں ڈال کر وہ وہ کارہائے نمایاں کئے کہ جس سے تاریخ گلزار آصفیہ اور دیگر دکن کی مشہور و معروف تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ آپ کے جدِ اعلیٰ نواب محمد پر ورش علیخاں اول و خان جہاں خاں اولیٰ و جدِ امجد نواب محمد جہاندار خان مرحوم و مغفور تھے اور آپ نواب محمد ریاست علی خان مرحوم کے خلفِ اکبر اور نواب محمد محبوب علی خان المخاطب بہ جہاندار نواز جنگ مرحوم کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ آپ کی والدۂ ماجدہ کا اسمِ گرامی مہتاب النساء بیگم صاحبہ مرحومہ عرف مہتاب خاتون ہے۔

ولادت و تعلیم

آپ بتاریخ ۲۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ یوم پنجشنبہ تولد ہوئے آپ کا سلسلۂ تعلیم ۱۱ سال کی عمر سے آغاز ہوا اور آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسۂ عالیہ میں ہوئی۔

شادی

آپ کی شادی حسبِ وصیت آپ کے عمِ معظم عالیجناب نواب جہاندار نواز جنگ مرحوم و مغفور کے ہز اکسلنسی یمین السلطنت

بہادر سابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کی صاحبزادی نواب محبوب النساء بیگم صاحبہ (جو غوثیہ بیگم صاحبہ مرحومہ المعروف بہ مسرت محل کے بطن سے ہیں) سے بہ منظوری اعلیٰ حضرت بندگان عالی مدظلہم العالی سنہ ۱۳۴۲ھ میں ہوئی۔

اولاد

آپ کو اس وقت خدا کے فضل سے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں موجود ہیں اور ایک صاحبزادی ولی النساء بیگم مرحومہ صغیر سنی میں انتقال کر گئیں صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) نواب محمد پرورش علی خان (۲) نواب محمد ریاست علی خان (۳) نواب محمد شجاعت علی خان (۴) نواب محمد حسین علی خان یہ چاروں صاحبزادے اس وقت جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں صاحبزادہ پنجمی نواب محمد مصطفیٰ علی خان کمسن ہیں۔

صاحبزادیاں (۱) نواب سلطان النساء بیگم صاحبہ (۲) نواب غوث النساء بیگم صاحبہ (۳) نواب یوسف النساء بیگم صاحبہ منجملہ ان کے بڑی صاحبزادی صاحبہ کی شادی محمد مظفر الدین خان (برادر زادہ حقیقی نواب ناصر الدولہ بہادر) سے ہو چکی ہے۔ اور باقی دو صاحبزادیاں محبوبیہ گرلز اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔

اس وقت بزرگ خاندان ہمارے صاحب تذکرہ ہیں جن کا نام نامی زیب دہ عنوان ہے۔ آپ کی حقیقی نانی جنابہ آفتاب بیگم صاحبہ کی حقیقی بھاوج موتی بیگم صاحبہ مرحومہ کے جاگیرات اور ننیال کی دیگر جاگیرات کی وراثت آپ ہی کے نام منظور ہوئی جن کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے:-

جاگیرات ننیالی (۱) موضع چپکے پلی (۲) موضع کارپامل کلاں (۳) موضع کارپاملہ خرد (۴) موضع ساتہ پور (۵) موضع کتہ پیٹہ (۶) موضع ناگوارم (۷) موضع نند پلی (۸) موضع کوڑ بگل (۹) موضع سنور منجملہ ان کے موضع سنور مشروطہ بہ جلیلہ خواجہ غریب نوازؒ (جو احاطہ زبردست خان (ثانی) مرحوم و مغفور میں واقع ہے) اور موضع کوڑ بگل حسب فرمان خسروی بحال ہوکر پھر آپس کی نزاع کی وجہ داخل صرفخاص مبارک ہو گئے۔ چونکہ موضع کوڑ بگل خاص موتی بیگم صاحبہ مرحومہ کا تھا۔ دیوڑھی

منلپورہ (مسکونہ موتی بیگم صاحبہ مرحومہ جس میں چاہ شہ خواجہ
غریب نواز واقع ہے) اور اس کے تحت کے مکانات
ونگیات اور ننیالی مقبرہ (واقع علی آباد) بھی بحکم
اقدس واعلیٰ داخل صرفخاص کر لئے گئے۔

قلعہ ییلکندل، قلعہ پانگل، قلعہ کھن پورہ، تعلقہ
پاسر، قطب پورہ، یلکٹہ، نیاں پلی بعہد حضرت غفران
مکان بدورِ وزارت سالار جنگ مرحوم و مغفور
اولی بوجہ نزاع باہمی شریک خالصہ کر لئے جا کر
نواب محمد منور خان مرحوم کی ہمشیرہ آفتاب بیگم صاحبہ
کے نام تنخواہ مقرر کی گئی تھی۔ جاگیرات جدی
وجائداد ہائے موروثی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) موضع کمال الدین پور (۲) موضع اگوارم
(۳) موضع کنڈہ پور (۴) موضع ہنگرگہ (۵) موضع
سنگی گوڑہ (۶) موضع بلگوپہ و یہ تمام جاگیرات اور
خدمات آپ کے والدِ مرحوم و عمِ معظم کے متوفی
بموجب سند جدِ اعلیٰ نواب محمد جہاندار خان مرحوم
جاگیردار بہ فرمان اقدس واعلیٰ حسبِ معروضۂ محکمۂ
مالگزاری سرکار عالی باتفاق رائے معین المہام بہادر
محکمۂ فینانس و عالیجناب مدار المہام بہادر سرکار عالی
آپ ہی کے بزرگوں کے نام بحال ہوئی اور بشرف
صدورِ فرمان واجب الاذعان آقائے ولی نعمت
حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی مترشدہ
۵۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ف باب حکومت کی رائے
کے مطابق آپ کے والدِ مرحوم کے جاگیرات
کی منظوری صادر ہوئی اور بحکم صدر المہام بہادر
فوج و صدر المہام بہادر صرفخاص مبارک آپ
خدمت مہتممی فراش خانہ و شمع و چراغ خانہ صرفخاص
مبارک و جمعداری و سلحداریان موروثی و ذاتی
محکمۂ نظم جمعیت سرکار عالی و منصب دیوانی وغیرہ
سے ورثتاً سرفراز ہوئے۔ نواب محمد محبوب علی
خان المخاطب بہ جہاندار نواز جنگ مرحوم و مغفور
کی وراثت کی کارروائی مرافعۂ عطیات باب حکومت
میں زیرِ دوران رہی ابھی کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔
چونکہ آپ ہی نواب صاحب مرحوم کے وارث
شرعی ہیں اور مہتممی فراش خانہ و شمع و چراغ خانہ
و خدمتِ جمعداری صرفخاص مبارک ورثتاً آپ
ہی کے نام بحال ہوئے ہیں اس لئے قوی امید
ہے کہ اس کا بھی تصفیہ مستقبل قریب میں آپ ہی کے

حق میں ہوگا۔ آپ بہ حیثیت مددگار معتمد فوج برابر تین سال تک کام انجام دیتے رہے آپ ہز اگزالٹیڈ ہائنس وی نظام سس اون مونٹڈ والنٹیر کور کے قدیم رکن ہیں۔ چنانچہ جب بعد عقد مسعود و مبارک شہزادگان والاشان دام اقبالہم مراجعت فرمائے دارالسلطنت حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن شرور والفتن ہوئے تو آپ اسٹیشن نامپلی پر گارڈ آف آنر کی حیثیت سے استادہ تھے۔

آپ نہایت خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، رحمدل، سیر چشم، فیاض، مدبر، علمدوست، بلند ہمت، نیک خصلت، پابند صوم وصلواۃ، شریف شناس وغرباء پرور واقع ہوئے ہیں۔ آپ میں جاگیرات کی انتظامی قابلیت لائق صد ستائش ہے۔ آپکو اپنی جاگیرات کی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ آپ کے زیر سایہ عاطفت آپ کی رعایا نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کر رہی ہے۔



نواب لطیف نواز جنگ بہادر جاگیردار

نواب لطیف نواز جنگ بہادر

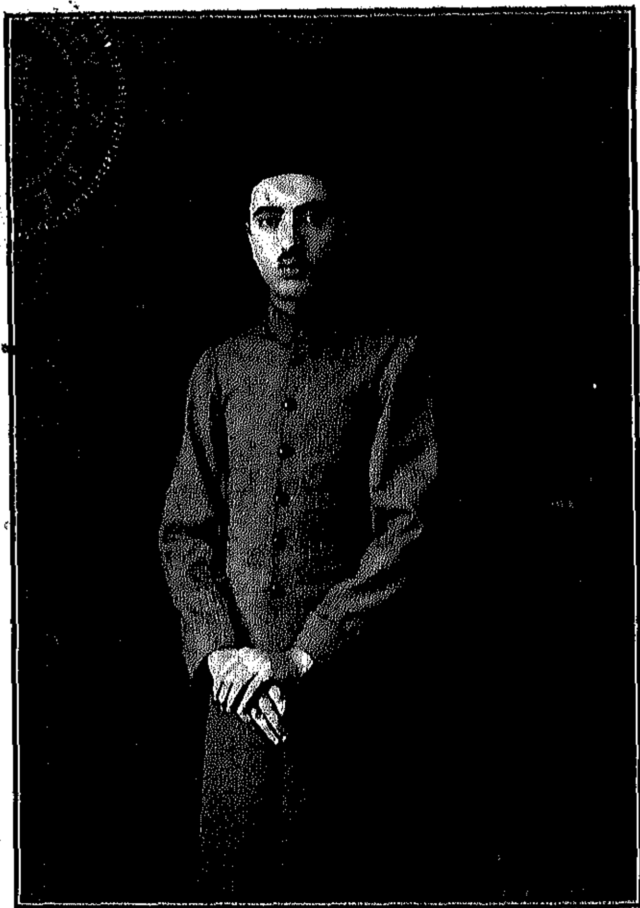
آپ کا نام نامی مرزا عبد اللطیف خان ہے۔
آپ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد میں ۱۲۹۵ف میں پیدا
ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں پائے۔ اس کے
بعد مدرسہ عالیہ نظام کالج میں شریک ہوئے اور
انٹرنس بمبئی یونیورسٹی سے کامیاب کئے۔ السنہ
مشرقیہ کے امتحان منشی میں آپ بدرجۂ اعزازی (آنرز)
کامیاب ہوئے۔ اور امتحان عہدہ داران مال اور
جوڈیشل ڈپارٹمنٹ میں بدرجۂ اعلیٰ کامیاب ہوئے
آپ نے فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا حیدر
علی صاحب قبلہ مرحوم سے پائی۔ اور اس کے بعد
صدر العلماء مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ
مرحوم اور مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب قبلہ
المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ بہادر طباطبائی
مرحوم سے فیضِ درس حاصل کیا۔ آپ اس وقت
مددگار معتمد سرکار عالی صیغہ تجارت وصنعت وحرفت
کے عہدہ پر مامور ہیں۔ آپ کو حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ
ملکہ وسلطنتہ کی ولی عہدی کے زمانہ میں مصاحبت
کا فخر و امتیاز حاصل رہا۔ آپ کے والد نواب مرزا
علی محمد خان معتمد جنگ معتمد الدولہ بہادر مرحوم ثانی
ایک عرصہ تک حضرت غفران مکاں نواب میر

محبوب علی خان نظام سادس کے اے ڈی سی تھے۔ آپ کے دادا مرزا عبداللطیف خان مرحوم اول معہ اپنے والد نواب مرزا علی محمد خان معتمد جنگ، معتمد الدولہ بہادر اول کے نواب سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم و مغفور کے عہدِ وزارت میں نواب صاحب ممدوح کی خواہش پر بمبئی سے بلدۂ حیدرآباد تشریف لائے۔ بمبئی میں نواب معتمد الدولہ بہادر اول منجانب دولت عالیہ عثمانیہ ترکی کے کونسل جنرل اور سرکار عظمت مدار کی جانب سے جسٹس آف دی پیس تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و مغفور کے مدِ نظر بلدۂ حیدرآباد کی تنظیم تھی اس لئے نواب صاحب ممدوح نے بغرض مشورہ آپ کو بمبئی سے طلب فرمایا تھا۔ مدارس عدالت اور مختلف محکمہ جات کے قیام میں نواب معتمد الدولہ نے سر سالار جنگ مرحوم و مغفور کو بڑی امداد دی اور محکمۂ اجرائی اعمال کے آپ اعلیٰ عہدہ دار مقرر ہوئے اور جاگیر و منصب نوبت و علم و نقارہ و عماری اور خطابات سے سرفراز فرمائے گئے۔ حضرت غفران مکان نے اپنی چہل سالہ جوبلی کے موقع پر پبلک بیٹھک میں جبکہ طلبا کی جانب سے ایڈریس پیش ہوا تھا۔ تو جواب میں سر سالار جنگ کے نام کے ساتھ علی محمد خان کا بھی نام لیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ان دونوں کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آج میں اتنے طلبا اپنے گرد دیکھ رہا ہوں۔ نواب معتمد الدولہ اول سنہ ۱۸۵۲ء میں لندن بھیجے گئے تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے آپ کے اعزاز میں ڈنر ترتیب دیا تھا۔ آپ کو گورنمنٹ کی جانب سے کرسٹ عطا ہوا جس کے استعمال کی آپ کے خاندان کو از روئے سند معطیہ اجازت ہے۔ مارکوئیس آف ولزلی کے عہد میں آپ نے گورنمنٹ اور سلطان زنجبار مسقط کے مابین جو تنازعات تھے اس کا تصفیہ باحسن وجوہ کروا دیا۔ سلطان زنجبار نے آپ کو ایک گنگا جمنی چھڑی تحفتاً عطا کی تھی جو اس وقت تک موجود ہے۔

نواب معتمد الدولہ اول کے چچازاد بھائی نواب مرزا عبداللطیف خان مرحوم مصنف تحفۃ العالم منجانب سرکار نظام کلکتہ میں سفیر تھے۔ نواب لطیف نواز جنگ بہادر مع شامل اپنے آباو

اجداد کے جاگیر و مناصب سے سرفراز فرمائے گئے ہیں اور آپ کا خاندان ہمیشہ مورد الطاف و نوازشات شاہانہ رہا ہے۔ آپ ایرانی الاصل شوستری ہیں آپ کے جدِ اعلیٰ سید نعمت اللہ جزائری والشوستری الموسوی تھے۔

آپ کی پہلی شادی پرنس مرزا کام بخش بہادر مرحوم و مغفور فرزند ہز مجسٹی واجد علی شاہ مرحوم و مغفور کی منجھلی صاحبزادی سے بمقام کلکتہ ہوئی اور اُن کے انتقال کے بعد دوسری شادی پرنس اصغر مرزا مرحوم کی بھانجی، مولوی امام علی خان مرحوم و مغفور کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی



نواب مرزا محمد علی خان بهادر نبیره نواب معتمد الدوله مرحوم

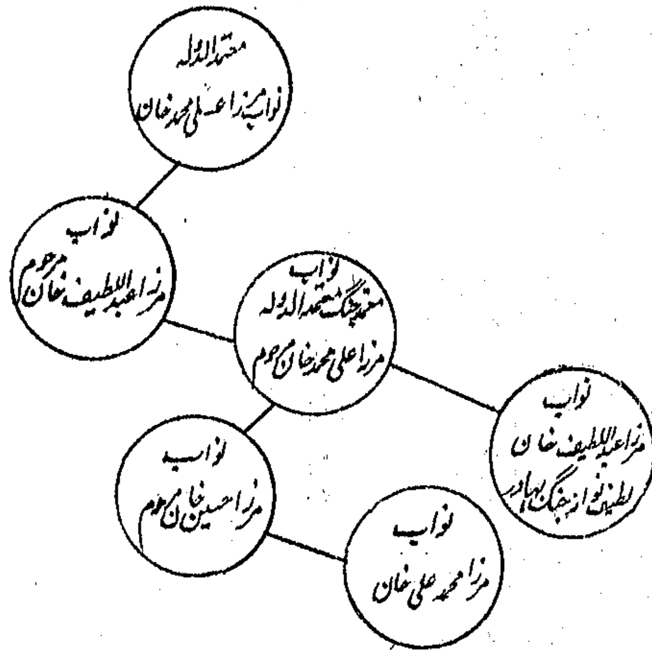
نواب مرزا محمد علی خان بہادر

آپ نواب مرزا حسین خان مرحوم کے فرزند نواب مرزا علی محمد خان معتمد جنگ معتمد الدولہ ثانی کے پوتے نواب مرزا عبد اللطیف خان بہادر (لطیف نواز جنگ) کے بھتیجے اور نواب محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے چہیتے نواسے ہوتے ہیں۔ آپ کے خاندانی حالات کا ذکر بالتفصیل آپ کے عم بزرگوار نواب لطیف نواز جنگ بہادر کے ذکر میں ہو چکا ہے۔

ولادت و تعلیم آپ ذی حجۃ الحرام ۱۳۳۵ھ کو بمقام حیدر آباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ آپ نے اپنے نانا نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے زیر نگرانی اولاً خانگی طور سے گھر پر تعلیم حاصل فرمائی ازاں بعد مدرسۂ جاگیرداران یعنے نوبل کالج (یہ کالج جاگیرداروں کے بچوں کی تعلیم کی غرض سے ظل اللہ کے عہد مبارک میں قائم ہوا ہے اور یہ عہد میمنت مہد تاجدار ملک دکن و برار کا اہم کارنامہ ہے) میں شریک ہو کر تعلیم حاصل کی۔ مگر کچھ دنوں سے مدرسۂ عالیہ میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرما رہے ہیں۔ اردو، فارسی میں لایق ہیں روزہ نماز کے پابند ہیں۔

خوش خلق، خوش رو، خوش حال، بامروت اور باہمت امیرزادہ ہیں بزرگوں کی اطاعت، ساداتؔ نوازی، غربا پروری آپ کا شیوہ ہے آپ میں غرور نام کو نہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی ملتے ہیں۔ نہایت سادہ مزاج ہیں۔ اپنے جدّ امجد نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر اور اپنے ماموؤں کے ہمراہ اکثر مقامات کی سیر کی۔ اور ان سیاحتوں میں آپ نے کافی تجربہ حاصل فرمایا بوجہ صغر سنی آپ کی موروثی جاگیرات زیر نگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف وارڈز ہیں عنقریب آپ اپنے آبائی مناصب و جاگیرات سے سرفراز ہونے والے ہیں

شجرۂ خاندانی



نواب مرزا سردار علی خان بہادر

آپ کا سلسلہ نسب امیر چنگیز برادر امیر تیمور صاحب قران ابن امیر طراغان سے ملتا ہے سلاطین مغلیہ اور آپ ہم جد ہیں آپ کا خاندان پشتوں سے باعزت اور باوقار چلا آتا ہے اکثر تواریخ اس کے مقر ہیں کہ آپ کا خاندان سب سے قدیم ہے اور اس خاندان کا ہر معزز رکن جان نثار سرکار آصفیہ ہے جب شہنشاہ غازی اورنگ زیب عالمگیر وارد دکن ہوئے تو ان کے ہمراہ آپ کے جد اعلیٰ جان نثار خان بہادر بھی دہلی سے دکن میں آئے اور اعلیٰ مراتب پر فائز رہے افواج دکن کی سپہ سالاری اور قلعہ جات دکن کی قلعہ داری و حکومت آپ سے متعلق تھی فتح نمایاں کے صلہ میں شہنشاہ غازی اورنگ زیب عالمگیر نے خوش ہو کر آپ کو ایک سند عطا فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا "بحسن تدبیر جان نثار خان شش صوبہ دکن فتح کردہ ام" اس کے علاوہ خلعت، جواہر اور شمشیر خاص بذریعہ سند عطا ہوئی جو اس وقت ہمارے صاحب تذکرہ جن کا نام نامی زیب وہ عنوان ہے کے قبضہ میں ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ میں اپنی تلوار جان نثار خان کو عطا کرتا ہوں جان نثار خان

میری تلوار ہے وغیرہ شہنشاہ غازی اورنگ زیب
عالمگیر کے ان الفاظ سے اس خاندان کے وقار
کا پتہ چلتا ہے علاوہ بریں آپ کے اجداد کے
گرانقدر کارنامے، اسناد اور فرامین شاہی میں
بڑی تعریف اور تمجید کے ساتھ درج ہیں شہنشاہ
غازی اورنگ زیب عالمگیر نے ایک سند کے
ذریعہ بطور خدمات جنگی جاگیر قلعہ ملکھیڑ مظفر نگر جس کے
تحت باون قلعہ جات تھے عطا فرمائے۔ بعہد میمنت
مہد نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران
مآب قلعہ مظفر نگر عرف ملکھیڑ ممالک محروسہ سرکار عالی
میں داخل ہوا چنانچہ اس عہد میں بھی آپ کے بزرگ
مرزا برہان الدین قلندر خان مناصب عالیہ و
اعزاز جلیلہ سے مفتخر رہے چنانچہ ۲۲ جمادی الثانی
میں خانی و بہادری ۲۷ شوال کو بیگلر جنگ بہادر
خطاب اور ۱۸ ذی قعدہ میں منصب پانصدی
ذات وعلم ویکہزاری منصب ونقارہ سے سرفرازی پائے
اس وقت قلعہ مظفر نگر عرف ملکھیڑ کی آمدنی معہ دیگر
مقبوضات کے چودہ لاکھ تھی اور باون قلعہ کی
قلعداری تھی چنانچہ اکثر قلعہ جات کے اسناد ہمارے

صاحب تذکرہ کے پاس موجود ہیں جن کے دیکھنے
سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے صاحب تذکرہ کے
بزرگوں نے سلاطین مغلیہ و آصفیہ کے بڑے بڑے
جنگی خدمات انجام دیئے ہیں اس وقت ان میں
سے صرف ایک ملکھیڑ جاگیر واقع تعلقہ سیڑم جس کی
آمدنی پچیس تیس ہزار ہوگی ہمارے صاحب تذکرہ
کے قبضہ میں ہے۔ جاں نثار خان بہادر کے سلسلۂ
صلبی میں نواب خواجہ سکندر بیگ خان مرحوم جن کے
فرزند نواب خواجہ وزیر بیگ خان مرحوم جو اپنے
والد کے بعد موروثی خدمت قلعہ داری قلعہ مظفر نگر
عرف ملکھیڑ سے ممتاز اور آبائی اعزاز و مناصب
سے بحال تھے آپ اردو، فارسی میں لائق سیاق
وسیاق سے واقف، صاحب اخلاق، ذی مروت،
فیاض، سیر چشم، مستعد، جفاکش نواب تھے اتحاد و
محبت میں یکتائے روزگار، تجربہ و تقریر میں طولی
رکھتے تھے آپ (نواب خواجہ وزیر بیگ خان مرحوم)
اپنی یادگار دنیا میں ایک فرزند ہمارے لائق صاحب
تذکرہ نواب مرزا سردار علی خان بہادر کو چھوڑ
گئے۔

نواب مرزا دارا علی خان بہادر

آپ نواب خواجہ وزیر بیگ خان مرحوم کے فرزند اور نواب خواجہ سکندر بیگ خان مرحوم کے پوتے نواب رشید الدین خان مرحوم نبیرۂ نواب سرور الملک عرف گھانسی میاں کے نواسے ہیں سنہ ۱۳۰۲ھ میں آپ اپنے نانا نواب رشید الدین خان مرحوم نبیرۂ نواب سرور الملک گھانسی میاں کی دیوڑھی واقع موتی گلی میں پیدا ہوئے۔ فارسی، اردو، اور عربی کی تعلیم گھر ہی پر اپنے والد ماجد نواب خواجہ وزیر بیگ خان مرحوم کے زیر نگرانی قابل اساتذہ مثل مولوی آقا سید حسین رضوی اردبیلی مرحوم سے پائی ایک عرصہ تک سلطان العلماء سناد الملک آقا سید علی شوستری اعلی اللہ مقامہ سے تحصیل علم کی آپ اپنے والد مرحوم کے بعد موروثی خدمت قلعہ داری قلعہ مظفر نگر عرف ملکھیڑ سے ممتاز اور آبائی اعزاز و مناصب سے بحال ہوئے اور اس وقت تک اپنے ہی جاگیرات کے انتظامات میں مشغول ہیں نہایت خوش خلق، ملنسار، پابند صوم و صلوٰۃ، متقی و پرہیزگار، لایق و قابل اور منتظم نواب ہیں۔ مقامات مقدسہ عراق، عرب وغیرہ سے مشرف ہو چکے ہیں آپ صلح کل پالیسی رکھتے ہیں آپ کی شادی ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۹ھ میں آقا مولوی مرزا مہدی خان صاحب کوکب مرحوم و مغفور سابق ناظم مردم شماری کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو دس اولادیں ہوئیں جن میں سے ایک صاحبزادی حین حیات میں ہیں۔

راجہ بھرو لعل صاحب

آپ راجہ اودے سنگھ آنجہانی کے بیوی زادہ فرزند اور راجہ گلاب سنگھ آنجہانی کے نبیرہ ہیں آپ کے دادا راجہ گلاب سنگھ آنجہانی مشہور و معروف معززین بلدہ سے تھے جنہوں نے بزمانہ مدار المہامی مہاراجہ چندولعل خدمت صوبہ داری اورنگ آباد کو باحسن الوجوہ انجام دی۔ نیز انہیں کا بسایا ہوا ایک محلہ (موسوم بہ کوچہ گلاب سنگھ) اندرون بلدہ قدیم حیدرآباد موجود ہے۔ آپ بہت بڑے صاحب ثروت و مالک ملک و املاک تھے اور آپ کے قبضہ میں وسیع جاگیرات تھیں لیکن بوجہ انقلاب زمانہ کل جائیداد باقی نہیں رہی۔ آپ کو بیوی کے علاوہ مختلف اقوام کی عورتوں سے اولادیں تھیں آپ کے بعد سنہ ۱۳[illegible]ف میں بعد تحقیقات انعامی جاگیرات اسوارم وغیرہ آپ کے بیوی زادہ فرزند راجہ اودے سنگھ آنجہانی کے نام بطور آل تمغہ دوامًا بحال ہوئے۔ آپ کو بھی علاوہ ہم قوم بیویوں کے مختلف اقوام کی عورتوں سے اولادیں تھیں۔ اس خاندان کو علاوہ جاگیرات کے حقوق برت حیدرآباد بھی حاصل ہیں۔ راجہ اودے سنگھ کا انتقال سنہ ۱۳۱۰ف میں ہوگیا اور بوجہ نابالغی

فرزندان ۱۳۱۲ف میں جاگیرات کورٹ کی نگرانی میں لے لئے گئے۔ اور بوجہ نزاع ورثاء زائد از ۲۵ سال یعنی ۱۳۳۸ف تک زیر نگرانی کورٹ رہے اور یہ اسٹیٹ کورٹ آف وارڈز میں اسٹیٹ اور دے سنگھ کے نام سے موسوم رہا۔ بعد تصفیہ آخر ۱۳۳۸ف میں باتباع فرمان خسروای ہمارے صاحب تذکرہ راجہ سرور لعل صاحب کے حق میں واگذاشت اور آپ ہی کے نام منتخبہ وراثت بھی اصلاحاً منظور ہوا۔ راجہ صاحب عموماً بنظر بہبودی رعایاء اپنی

جاگیر میں قیام فرمار ہتے ہیں اور ہر وقت آپ کے مدِ نظر رعایا ہی کی فلاح وبہبودی رہتی ہے۔ آپکا حسنِ انتظام ایسا ہے کہ اسٹیٹ کو آپ کے قبضہ میں آکر سات سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اب تک کسی حصہ دار کی جانب سے عدم حصہ رسی کا شکوہ ہے اور نہ کسی رعایا کی شکایت۔ جاگیرات میں بفضلِ خدا بالکل امن وامان قائم ہے۔ آپ کے حسنِ انتظام کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے آپ رعایا پرور بامروت نیک طینت بلند ہمت بہی خواہ

ملک ومالک، رحمدل، مردم شناس المختصر یہ کہ بہمہ صفت موصوف راجہ ہیں وہ تمام خوبیاں جو ایک راجہ میں ہونی چاہیئے آپ میں موجود ہیں

سمتان

بابِ سوم

دیگر سمستان کی تاریخ اس کے حصۂ دوم میں ملاحظہ فرمائیے

سمستان جٹپول

یہ سمستان نہایت قدیم اور قریب ایک ہزار سال سے اس خاندان کے قبض وتصرف میں ہے۔ اوراس وقت اس کا رقبہ ۶۲۵ مربع میل ہے اور آمدنی سالانہ پانچ لاکھ روپیہ ہے اور ۱ہزار روپیہ سالانہ سرکار میں پیش کش داخل ہوا کرتی ہے۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ بھتیال نائڈو ہیں بھتیال نائڈو بڑے جری اور بہادر شخص تھے انہوں نے پرتاب رودر مہاراج کے ناناکاکتی گھنپتی چکرورتی کا بڑی بڑی مہمات اور حادثات عظیم میں نہایت دلیری وسعدی سے ساتھ دیا۔ اور آخر دم تک معاون و مددگار رہے جس کے صلہ میں چکرورتی نے خوش ہوکر ملک موروثی میں اضافہ کیا۔ اور خطاب سرفراز فرمائے۔ یہی انکی شہرت کا باعث ہوا۔ ایک دفعہ پلّ مرّی کے جنگ میں بھتیال (دیو) سے مقابلہ ہوا۔ جو نہایت خوفناک صورت میں آیا تھا۔ تو انہوں نے اُس پر حملہ کیا۔ اس لئے کاکتی مہاراجہ نے بھتیال نائڈو خطاب دیا نائڈو کے معنی سپہ سالار یا سرعسکر کے ہیں۔ اور بھتیال نائڈو نے موضع آشنگل ضلع نلگنڈہ میں مستقل طور پر

سکونت اختیار کی۔

جب کاکتی گھنپتی چکرورتی کا انتقال ہوا اور اُن کی زوجہ (رانی ردرا دیوی) جانشین ہوئیں اور ایکہ سلانگر کو جواب ورنگل کے نام سے مشہور ہے مستقر قرار دیا تو دشمنوں نے موقع پاکر اُن پر چڑھائی کی۔ اُس وقت تک بھیتال نائڈو کا انتقال ہوگیا تھا۔ اُن کے فرزند پرساوتیا نائڈو نے رانی صاحبہ موصوفہ کی نہایت مستعدی سے مدد کی۔ میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرکے مغلوب کردیا۔ نمایاں فتح حاصل کی جس کے صلہ میں رانی صاحبہ نے اُن کو (کاکتی راجھستاپنا چاریہ) (ابھجہ بلہ بھیمہ) (گھرٹگہ نارایانا) کے معزز خطاب سرفراز کئے۔

جب پرتاب رودر مہاراج تخت نشین ہوے تو سنہ ۱۲۹۴ء تک میں پرساوتیا نائڈو کے پوتے مسمیٰ یاچمہ نائڈو عرف واچانائڈو کو کنچی کے قریب مسمیان ویرا پانڈیہ وغیرہ پانچ پانڈیوں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا جن کو اُس نے میدان کارِ زار میں قتل کرکے فتح حاصل کی۔ اور راجہ صاحب نرکالہ کا ملک جو اُس کے ہاتھ سے چھین گیا تھا واپس دلا دیا۔ اس نمایاں فتح کے صلہ میں مہاراجہ موصوف نے خطابات (پنچہ پانڈیہ دلاوبھالہ) (کنچی کوالہ چورہ کارہ) (نرکالہ راے راجھستاپنہ چاریہ) سے سرفرازی دی۔ چنانچہ پانڈیوں کا تخت طلائی اور تاج کا زمرد جو غنیمت میں ہاتھ آیا تھا۔ اس وقت تک وینکٹ گیری میں موجود ہے۔

یاچمہ نائڈو عرف واچانائڈو کا فرزند سنگھم نائڈو بہت بڑا شجیع و دلاور نکلا۔ اور مختلف جنگ و جدال میں فتح و نصرت حاصل کی۔ پرتاپ رُدر سے (۸۰) اسی نوازشات پائیں۔ اپنی عالی حوصلگی اور دلاوری کے باعث (ایتی ورالہ سنگمہ نائڈو) کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اپنے سالہ کو قید کرنے کی وجہ سے جلی پلی پر حملہ کرکے اُس کو محصور کرلیا۔ جس پر مالکان جلی پلی خوف زدہ ہوکر اُن کو فریب دیا۔ ایک نمرہی کو اُن کے پاس بھیجا جس نے موقع پاکر خنجر سے زخم لگاکر فرار ہوگیا۔ سنگمہ نائڈو کے دو فرزند تھے۔ اناپوتا نائڈو اور مادانائڈو۔ بوقت انتقال اُس نے اپنے

فرزندوں کو یہ وصیت کی کہ مالکانِ جلّی تپّی کے
خون سے کریا کرم ادا کریں - فرزندانِ مذکور نے
حسبِ وصیت ہذا خود اُن کو قتل کرکے کریا کرم
ادا کیا - چند رنبسی راجاؤں سے لڑکر فتح حاصل
کی - (اسٹومہ گلہ پرشس راما) (اسہا یاشورہ) خطابات
پائے - یہ ایک بہت عظیم الشان جنگ تھی جس
میں ایک سو راجایان اطراف باتفاق جمع ہوئے
تھے اور ۵ لاکھ ۶۰ ہزار لشکر ان کے ساتھ تھا -
انا پوتا نائڈو نے ساٹھ ہزار پیدل بیس ہزار سوار
دس ہزار قومی فوج (والیٹرز) اپنے بھائی ماد
نائڈو کی سپہ سالاری میں دے کر خود مقابلہ کیا -
اور سب کو تہ تیغ کرکے نمایاں فتح حاصل کی اور
ریاستہائے ورنگل و بھونگیر و نرسنگا پور میں اپنا
تسلط جمایا - انا پوتا نائڈو کا مستقر راجہ کنڈہ تھا اور
انہوں نے اپنے بھائی ماد نائڈو کو دیورکنڈہ کا
انتظام اپنی طرف سے تفویض کیا تھا - انا پوتا نائڈو
کے دو فرزند تھے (۱) دھرما نائڈو (۲) سنگھ بھوپال
راجہ صاحبان وینکٹ گیری - بوبلی - پٹھا پور - علاقہ
مدراس پریزیڈنسی اور راجہ صاحب جٹپول دھرما نائڈو
کی نسل سے ہیں - موجودہ راجہ صاحب انا پوتا نائڈو
کی بائیسویں پشت میں ہیں - اور ان سب معزز
سمستانات کا سلسلہ خاندان انا پوتا نائڈو پر جاکر
مل جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ جگناتھ
راؤ والئی سمستان نے اپنی لاولدی سے کسی غیر خاندان
سے متبنیٰ لینا نہ چاہا - بلکہ اپنے قدیم خاندان سے
متبنیٰ لے کر حقدار کو حق پہونچایا - اس سے اُن کی
کمال اصابت رائے کا پتہ چلتا ہے -

دھرما نائڈو کی چھٹی پشت کے پوتے

ماد نائڈو اس موروثی سمستان پر تنہا قابض تھے
ماد نائڈو کے فرزند کمارا ماد نائڈو عرف ملّا نائڈو
نے انہیں سمستانات پر قابض و متصرف رہکر راما
دیورائل مہا راجہ اناگندی (بیجانگر) سے
پرگنہ جٹپول کی سند بطور جاگیر حاصل کی - اور
ان کے پانچویں پشت کے پوتے مادھوراؤ ایک
بڑے ذی علم اور صاحبِ تصنیف راجہ تھے -
اور اُن میں انتظامی اور سیاسی قابلیت بھی اعلیٰ
درجہ کی تھی - انہوں نے ایک کتاب (چندری کا
پرنیم) بذاتِ خود تلنگی میں تصنیف کی ہے مادھوراؤ

نے ایک کتاب "اللہ بھو پالیم" نامی بلہ کوچی بالہ
سرسوتی مشہور شاعر سے اپنے باپ کے نام پر تصنیف
کروایا تھا جو طبع ہو چکی ہے۔ جٹپول میں مدنہ گوپال
سوامی کا عالی شان دیول۔ اور رلیشر کا دیول
اور منچال کٹہ میں مادھو سوامی کا دیول بصرفِ زر
کثیر تعمیر کروایا۔ اس وقت تک بھی یہ دیولیں اچھی
حالت میں ہیں روزانہ پوجا پاٹ کا انتظام ہے۔
اور جٹپول میں دیپا کھ ماس میں بڑی جاترا ہوتی
ہے۔

جب یہ ملک ریاست قطب شاہیہ میں شامل
ہوا تو مادھو راؤ کے فرزند نرسنگ راؤ نے سلطان
ابوالحسن تاناشاہ قطب شاہ سے ۱۰۸۶ھ میں سند
حاصل کی۔ اس میں صراحت ہے کہ "تمہارے باپ
مادھو راؤ کے قبض و تصرف میں جو قدیم سمستان جٹپول و
پھوٹ مواضع بمکاسہ وسگور و کوتہ کوٹہ و نیڑول
تھے۔ وہ بدستور سابق تمہارے قبض و تصرف
میں دیئے گئے۔

اس کے علاوہ دوسرا فرمان ۱۰۸۷ھ
میں بدیں حکم صادر ہوا کہ تمہارے نام جتنے سمستانات
ہیں تمہارے نام قرار دے کر تول کلغی۔ سرپیچ
کڑے۔ ہار۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ پالکی۔ نقروی طلائی
کٹار۔ عطا کئے جاتے ہیں۔

یہ تمام علاقہ جات عہد نواب نظام علی خان
بہادر غفران مآب آصف جاہ ثانی تک اسی خاندان
کے قبض و تصرف میں رہے۔ نواب آصف جاہ
بہادر مغفرت مآب نے ۱۱۵۱ف میں مادھو راؤ
مذکور کے پوتے مادھو راؤ خورد کے نام ان سمستانات
کی سند عطا فرمائی۔ اور ۱۱۸۱ف میں باری گڑپل
راؤ فرزند مادھو راؤ کو غفران مآب آصف جاہ
ثانی نے منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و
فیل و علم و نقارہ و خطاب راجگی و بہادری و
خلعت سہ پارہ وغیرہ عطا فرمایا۔ ان کے بعد حکومت
محض رانی صاحبوں کے قبض و تصرف میں تھی۔

ان مخدرات کے عہد حکومت میں بعض
مفسدوں اور اقربا پرداروں نے بدنظمی پیدا کر دی
صرف سمستان جٹپول پر اُن کا قبضہ قائم رہا۔ باقی
سمستانات اطراف پر دوسرے راجاؤں نے قبضہ
کر لیا۔ رانی صاحبوں کے بعد راما راؤ کلان بیٹی لنگال

ورانتاً اس سمستان پر قابض ہوئے۔ جو مادھوراؤ آخر الذکر کے حقیقی بھائی کی نسل سے تھے۔ بعد ازاں راماراؤ کلاں کے فرزند جگناتھ راؤ سنہ ۱۱۹۱ف میں مالک ومختار سمستان ہوئے جن کے بعد وینکٹ لچھاراؤ بہادر اولی ان کے جانشین ہوئے۔ انہوں نے سنہ ۱۲۴۱ف میں ایک پارچہ الماس وزنی ۵ تولہ آٹھ ماشہ پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل میں نذر گزرانا جس کے صلہ میں بارگاہ خسروی سے منصب سہ ہزاری نوبت ونقارہ و خطاب راجگی وبہادری وفیل وخلعت وسند بالمقطعہ سمستان جٹپول برقم ہعـــ ہزار مع پرگنہ کودل عطا ہوئے۔ اور راجہ صاحب موصوف نے کولاپور کو اپنا مستقر بنایا۔ اب تک یہی قصبہ دارالقیام ہے۔ دیول امریشور سوامی کی تعمیر کرائی۔ یکم میں ایک بڑا تالاب بنایا۔

لچھاراؤ اولی اپنے مذہب کے زیادہ پابند تھے۔ اُن کی طبیعت میں فیاضی راست بازی ایثار وسخاوت اور خدا ترسی ودیعت تھی۔

جب راجہ وینکٹ لچھاراؤ بہادر اولی کیلئے باش ہوئے۔ تو اون کے فرزند وینکٹ جگناتھ راؤ بہادر حکمراں ہوئے۔ جن کی عہد حکومت سنہ ۱۲۶۰ف سے سنہ ۱۲۹۳ف تک رہی۔ وینکٹ جگناتھ راؤ بہادر بڑے شجیع اور دلاور راجہ تھے۔ اور سواری اسپ میں مشہور ومعروف تھے۔ وینکٹ جگناتھ راؤ بہادر کے بعد اون کے فرزند وینکٹ لچھاراؤ بہادر ثانی اون کے جانشین ہوئے جن کو سرکار سے خطاب راجگی وبہادری وخلعت وسرپیچ ہار وغیرہ سرفراز ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۰۵ف میں اختیارات عدالتی صدر عدالت عطا کئے گئے۔ اور بتقریب جشن چہل سالہ جوبلی مبارک غفران مکان علیہ الرحمہ خطاب نظام نواز ونت بہادر مع منصب سرفراز ہوا۔ دارالسلطنہ حیدرآباد میں جو شاہی دربار اور تقاریب ہوتے ہیں اون میں منجانب سرکار مدعو کئے جاتے ہیں۔

ذریعہ فرمان مبارک دربار گہربار میں نشست کی عزت بھی دی گئی ہے۔ آپ کا عہد عدل والنصاف کا عہد رہا ہے آپ نے محکمہ جات مال وعدالت وکوتوالی وجنگلات وآبکاری وغیرہ

ہیں فشل سرکار عالی جدا جدا قائم فرما کر ان صیغوں پر
لایق اور دیانت دار عہدہ داروں کو مقرر فرمائے
اور رعایا کو معافیات و امداد و تقاوی و معافی
چوبینہ اور رعایت لگان میں ہر قسم کی آسانی کی۔
قصبہ کولاپور کی آبادی پر خاص توجہ فرما کر ہزار ہا
روپیہ کا چوبینہ معاف دے کر ترقی فرمائی جس کا
سلسلہ اب تک جاری ہے۔

آپ میں مذہبی تعصب بالکل نہ تھا قصبۂ
کولاپور میں مسلمانان کولاپور کے لئے ایک جامع
مسجد بصرف زر کثیر تعمیر کروائی جس میں روزانہ
بانگ وصلواۃ ہوتی ہے۔ اور نماز جمعہ ادا ہوتی
ہے۔ آپ نے کولاپور میں راماسوامی کا مندر ۱۳۱۱ف
میں اور امریشور سوامی کا دیول ۱۳۱۳ف میں
تعمیر فرمایا۔ اور سالانہ جاترا ہوتی ہے۔ آبادی
کے اندر سڑکوں کا خاص اہتمام فرمایا۔ اور ایک
بڑی سڑک کولاپور سے ریلوے لین میں ملنے
کی تعمیر کروائی۔

آپ کی علم دوستی بھی لایق تقلید تھی قصبۂ
کولاپور میں ایک مدرسہ قایم فرمایا۔ جس میں اردو
تلنگی، ریاضی اور انگریزی کی تعلیم مفت دی جاتی ہے

آپ کو شکار کا بہت شوق تھا۔ اپنے
عہد میں جملہ ۱۲۹ شیر اور تقریباً ۴۰۰ دیگر درندوں کو
شکار کیا۔ اس سے یہ ثبوت مل سکتا ہے کہ آج
تک ہندوستان بھر میں ایسا کوئی بہادر شکاری نہیں گذرا
آپ کی بڑی صاحبزادی نے بعمر ۹ سالہ ایک
شیر اور ۵ بوریچوں کا شکار فرمایا۔ اور آپ کی
چھوٹی صاحبزادی نے بعمر ۱۰ سالہ ایک بوریچہ
کو نشانۂ اجل بنا دیا۔

آپ نہایت خلیق، شجیع، فیاض، رحمدل، سیر
چشم راجہ تھے۔ کیوں نہ ہوں کہ راجہ ابن
راجہ تھے۔

آپ کو اولاد نرینہ نہ ہونے سے مہاراجہ
صاحب بہادر بوبلی کے پوتے وینکٹ راجگوپال
راؤ صاحب کو بمنظوری سرکار متبنیٰ لے کر اپنے
والد وینکٹ جگنا تھ راؤ کے نام سے موسوم فرمایا جن کی
عمر فی الوقت ۲۰ سالہ ہے۔ آپ اردو، تلنگی اور
انگریزی میں بہ سنیر کیمبرج ہیں۔

راجہ وینکٹ لچھا راؤ بہادر ثانی نے (۱۲۶۴)

سالہ عمر میں بگزاشت اپنی رانی وینکٹ رتنانبہ صاحبہ اور اپنے فرزند متبنیٰ وینکٹ جگناتھ راؤ صاحب بتاریخ ۱۱ خورداد ۱۳۳۷ف کو اس دنیائے فانی سے بیکنٹھ باش ہوئے - بنابراں حسب وصیت راجہ صاحب مرحوم ستان کا انتظام بعد تصدیق حسن انتظامات سمستان حسب سفارش عالیجناب کرنل لفٹنٹ سر رچرڈ ٹریچ سابق صدر المہام و عالیجناب ہز اکسلنسی راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای سابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی بارگاہ خسروی سے باستثنائے نگرانی کورٹ آف وارڈز یہ سمستان رانی صاحبہ کے تفویض ہوا ۔ رانی صاحبہ عالیہ اپنے شوہر راجہ صاحب مرحوم کے نقش قدم ہیں ۔ راجہ صاحب مرحوم نے جو جو تجاویز زمانہ آئندہ کے لئے رکھ چھوڑے تھے ۔ اُن تمام کو رانی صاحبہ نے اپنے ہاتھوں سے کر دکھایا ۔ آب نوشی کے لئے نل اندازی ۔ اور آبادی میں برقی روشنی ۔ طلبا کے وظائف تعلیمی میں ترقی اور مفلوک و معذوروں کے لئے ایک خیرات خانہ (جس میں روزانہ ایک صد نفوس فاقوں سے نجات پاتے ہیں) بصرف زر کثیر قائم فرمایا۔

رانی صاحبہ کو ذرائع آب پاشی و مالگزاری کی جانب خاص توجہ ہے ۔ اور اپنی رعایا پر خاص مہربانی ہے ۱۳۴۰ف لغایتہ بوجہ سقامت ہنگام زرِ مالگذاری میں معتدبہ رقم یعنے محاصل چوتھائی معاف فرما رہی ہیں ۔ اور رانی صاحبہ فیاض اور مخیر ہیں ۔

راجہ وینکٹ جگناتھ راؤ صاحب (حال) کو بھی شکار کا اور سواری اسپ کا بڑا شوق ہے اور اس نوجوانی میں ہی (۱۱) شیروں کا اور (۳۸۶) دیگر وحشی جانوروں کا شکار فرمایا ۔ آپ کی لیاقت مسلمہ ہے ۔ اس نوجوان راجہ صاحب کے اوصاف و اخلاق سے آج ہم کو زندہ ثبوت مل سکتا ہے کہ سنجیدگی و دلاوری و شجاعت کے آثار جو ان کے خاندان سے مسلسل چلے آرہے ہیں ۔ وہ تمام اسی راجہ صاحب کی ایک ذات میں نمایاں ہیں تخت نشینی مدت قلیل میں ہوجائیگی جس کی انتظاری رعایائے و ملازمین سمستان کو ہے



راجہ راجندر ا ریڈی صاحب



راجه وینکٹ درگا ریڈی آنجہانی سابق والی سمستان پاپنا پیٹھ

سمستانِ میدک

ممالک محروسہ سرکارِ عالی میں یوں تو بہت سے باجگزار سمستانات ہیں لیکن ان میں جو قدامت اور تفوق اس سمستان کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے سمستان کو نہیں ۔ اِس سمستان کی قدامت اگرچہ (۱۵۰) سال کی شمار کی جاتی ہے لیکن اس کا داخلہ ۱۸۰۰ء سے ملتا ہے اور اس کا سلسلہ قدامت عہدِ حکومت نواب میر قمر الدین چین قلیچ خاں مغفرت مآب اور نواب میر نظام علی خان غفران مآب و نواب میر سکندر علی خاں مغفرت منزل کے قبل سے چلا آرہا ہے ۔ اِس سمستان کے مورثوں نے بصرف زرِ کثیر و رقم خطیر ذاتی اپنے علاقہ کے بے چراغ دیہات اور بنجر زمینات کو اِس طرح آباد و سرسبز و شاداب کیا کہ مشکل سے ان کی نظیر دوسرے سمستانات میں ملے گی ملک و مالک کے ساتھ ان کی وفاداری، خیر سگالی، جاں نثاری مشہور ۔ یہی وجہ تھی کہ ہر وقت مورد الطافِ شاہان وقت اور حسنِ خدمات کے صلہ میں خطابات و عنایات سلطانی سے مفتخر و ممتاز ہوتے رہے ہیں اسی مشہور و معروف خاندان کی فرد ہماری صاحبہ تذکرہ رانی لچھما نما صاحبہ ہیں

جن کا شجرۂ خاندانی درج ذیل ہے۔

شجرۂ خاندانی

اس خاندان کے مورث اعلیٰ جناب ماچریڈی صاحب تھے جن کے فرزند لوسار یڈی اننت ریڈی اول پلار یڈی پنگاریڈی۔ کستار یڈی۔ راماز وجۂ کستا ریڈی۔ واننت ریڈی ثانی ہمشیرہ زادۂ کستاریڈی متبنیٰ نارسہوان ریڈی ثانی ہیں جنہوں نے اپنے دور میں کنٹے، تالاب، مساجد، دیول وغیرہ تعمیر کرائے اور گاؤں آباد کیے جس سے ہماری سرکار ابد قرار کا بے انتہا فائدہ ہوا اس سمستان کے والیان ذکور زمیندار۔ دیسائی سرکار میدک فرخندہ بنیاد وغیرہ ذیمرتبت، بادشاہ رس شرف پیشوائی وخطاب راجگی و بہادری اور والیان اناث خطابات رائے باگن ورائے سہون ورائے شیرزن سے مفتخر ومباہی اور اکثر مہمات میں ہمرکاب شاہان زمن رہکر اپنی وفاداری وجاں نثاری کا ثبوت دئے ہیں۔ چنانچہ اس صلۂ وفاداری میں لنگائی شنکرا زوجۂ نارسہوان ریڈی ثانی خطاب رائے باگن منصب چار ہزاری ودو ہزار سوار وعلم ونقارہ و پالکی جھالر دار سے اور راجہ سداسیو بہادر ولد راجا دیسائی متبنیٰ رائے باگن ۳۱؁ شاہ عالم میں چار ہزاری منصب و دو ہزار سوار وعلم و نقارہ و پالکی و عماری جھالر دار سے اور سیوما سیوا زوجۂ راجہ سداسیو ریڈی ۴۲؁ شاہ عالم میں دو ہزاری منصب ویکہزار سوار وعلم و نقارہ وخطاب رائے سہون سے اور وینکٹ رکائی کیشما ۵؁ شاہ عالم میں منصب دو ہزاری ویکہزار سوار وعلم ونقارہ وخطاب رائے شیرزن سے مفتخر تھے۔

راجہ وینکٹ رام گار یڈی آنجہانی

آپ رانی کیشما (رائے شیرزن) کی ہمشیر کے نواسے تھے۔ ۴ شعبان ۱۲۹۸؁ کو بعہد طفولیت آپ کی تبنیت منظور ہوئی۔ اور اسی سال خطاب راجہ بہادر اور منصب چار ہزاری و ہزار سوار وعلم و نقارہ سے بزمانۂ وزارت نواب تراب علی خان مختار الملک سرسالار جنگ اول مرحوم سرفرازی پائے۔ آپکی

کمسنی کی وجہ سے ۱۳۰۰ف سے ۱۳۰۸ف تک
سمستان زیر نگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف وارڈز
رہا۔ بزمانہ نگرانی سرکار آپ کی شادی رانی ونکٹ
لچھمائما صاحبہ دختر راما ریڈی صاحب آنجہانی دیسکھہ
اپور ضلع محبوب نگر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے
ایک دختر رانی شنکرما صاحبہ اس وقت موجود ہیں
جو آپ کی جائز وارث بولایت رانی لچھمائما صاحبہ
ذریعۂ فرمان واجب الاذعان قرار دی گئی ہیں۔

جب آپ (راجہ درگا ریڈی آنجہانی)
سن رشد کو پہنچے تو نگرانی سرکار برخاست اور
سمستان کے جملہ انتظامات آپ کے تفویض ہوئے
تقریباً ایک سال تک سمستان پر قابض، متصرف
اور نگراں ہوئے ہی تھے کہ دوسرے ہی سال
۲۹۔ اردی بہشت ۱۳۰۹ف کو بعارضۂ
چیچک عین عنفوان شباب میں راہی آنجہاں ہوئے
اور اپنے بعد دنیا میں ایک خورد سال دختر (رانی
شنکرما صاحبہ) اور ایک نوجوان سولہ سالہ بیوی
(جنابہ رانی لچھمائما صاحبہ) کو چھوڑ گئے۔ آپ کی
وفات کے بعد سے سمستان زیر نگرانی سرکار
(صیغہ کورٹ آف وارڈز) ہے۔

رانی ونکٹ لچھمائما صاحبہ

آپ راما ریڈی صاحب آنجہانی دیسکھہ اوپور
ضلع محبوب نگر کی دختر ہیں آپ کی شادی راجہ
ونکٹ درگا ریڈی صاحب آنجہانی سابق راجۂ
سمستان پاپنا پیٹھ سے ہوئی آپ سولہ سالہ تھیں
کہ آپ کے شوہر آپ کو داغ مفارقت دے گئے

آپ ایک اچھی تعلیم یافتہ رانی ہیں اردو،
انگریزی، تلنگی اور جملہ فنون خانہ داری و دستکاری
میں ماہر ہیں ۱۳۰۹ف سے بہ حیثیت ولیہ اپنے
سمستان کے کاروبار کی دیکھ بھال اور نگرانی
بموجب فرمان مشرف شدہ غرۂ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ
فرما رہی ہیں۔

۱۳۱۷ف میں آپ نے اپنی دختر
رانی شنکرما صاحبہ کی شادی راجہ ونکٹ رتناپ
ریڈی صاحب آنجہانی سے باجازت ملازمان
بارگاہ خسروی کی۔ اس شادی کے جملہ انتظامات
واہتمامات آپ کی نگرانی میں کورٹ کی جانب
سے اعلیٰ پیمانہ پر انجام پائے۔ اس شادی میں

عمائدین سلطنت بڑے بڑے جاگیرداران اور حکام عالی مقام شریک تھے۔

۱۳۲۸ف میں آپ کی درخواست پر واگذاشت سمستان کی کارروائی آغاز ہوئی تھی مگر آپ کے داماد راجہ وینکٹ پرتاب ریڈی آنجہانی کے دفعتاً عین عنفوان شباب میں انتقال کر جانے سے آپ کی درخواست اور خواہش پر کارروائی واگذاشت ملتوی رہی۔ اور سمستان میں کسی ذکور ہستی کا وجود باقی نہ رہنے سے آپ اور آپ کی دختر رانی شنکرما صاحبہ نے بلکہ اخذ تبنیت کی درخواست پیش کی جس پر بنظر عرضداشت سابق و فرمان مبارک وراثت بعد حصول آرائے مشیر قانونی و شاستری و انعقاد کمیٹی انتخاب تبنی محکمہ متعلقہ سے عرضداشت بارگاہ ملازمان حضرت اقدس اعلیٰ میں پیش ہوئی۔ جس پر فرمان مبارک مرقومہ ۳۰۔ رمضان ۱۳۲۹ھ شرف صدور لایا کہ:۔

"صدر اعظم کی رائے مناسب ہے حسبہ
درگا ریڈی متوفی کی بیوہ لچھما کو تبنی لینے
کی اجازت دی جاتی ہے۔"

اس فرمان مبارک کے شرف صدور لانے کے بعد آپ نے بحصول اجازت محکمہ مجاز حسب رواج خاندانی سمستان شاستراً نہایت تزک و احتشام کے ساتھ وسیع پیمانہ پر باحسن الوجوہ رسم تبنیت کو انجام دیا۔ اس تقریب میں سرمہاراجہ یمین السلطنت بہادر اور امرائے عظام و عمائدین سلطنت شریک تھے دوران کارروائی تبنیت میں متعدد فرمان واجب الاذعان شرف صدور لائے۔

من بعد کارروائی تبنیت محکمہ جات مجاز میں بہ تعمیل فرامین خسروی حسب ضابطہ تمام مدارج طے ہو جانے اور کمیٹی عطیات کے فیصلۂ آخر کے بعد بربناء عرضداشت بارگاہ جہاں پناہی سے فرمان مبارک مترشدہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ شرف صدور لایا کہ:۔

"رانی لچھما نے جس لڑکے راجہ چندر ریڈی
کو باداء رسوم مذہبی متبنیٰ کیا ہے اس کی
تبنیت معاش عطیہ سلطانی کے لئے باخذ
نذرانہ محاصل یکسالہ صوبہ دار میدک اور
کمیٹی عطیات کی رائے کے مطابق منظور کیجاتی ہے۔"

راجندرا ریڈی

آپ رانی لچھما صاحبہ کے متبنّیٰ فرزند اور مہارانی صاحبہ گدوال کے چھوٹے داماد ہیں ۱۳۲۹ھ میں آپ کی تبنیت منظور ہوئی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر تربیت اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اولاً آپ کو ریڈی بورڈنگ ہوس میں شریک کیا گیا ازاں بعد گرامر اسکول (جو حیدرآباد کا ایک اعلیٰ مدرسہ ہے اور جس میں اعیان، امراء و معزز جاگیرداران اور حکام عالی مقام کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں) میں شریک کئے گئے ہیں اس وقت جماعت سینئر کیمبرج میں زیر تعلیم ہیں۔ بوجہ ذہانت و ذکاوت و فراست و ذوق و شوق آپ کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں آپ کو فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں میں بھی مشق کرائی گئی ہے اور ان کھیلوں میں آپ نے نمایاں کامیابی اور نام حاصل کیا۔ فوجی تعلیم بھی آپ کو دی گئی ہے۔ نہایت قلیل مدت میں آپ نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے یہ سب آپ کے ذاتی شوق و شغف اور اپنی قابل والدۂ محترمہ کی خاص الخاص توجہ کا نتیجہ ہے آپ فطرتاً خوش سیرت واقع ہوئے ہیں۔ بزرگوں کا ادب، ماں کی عزت و حرمت ہمسروں سے اُنس، ملازمین سے مہربانی اور غریبوں سے ہمدردی کرنا آپ کا شعار رہے اور یہی عمدہ عادتیں اور خصائل حمیدہ آپ کے اقبالمند راجہ ہونے کا پتہ دے رہے ہیں۔ آپ کے جملہ تعلیمی اخراجات منظورہ کورٹ آف وارڈز ہیں۔ حسب تصفیہ کارروائی تبنیت و فرامین خداوندی آپ کو آئندہ مالک و وارث سمستان قرار دیا گیا ہے۔

آپ کی شادی ۱۳۴۴ف میں عالیجنابہ مہارانی صاحبہ سمستان گدوال کی چھوٹی صاحبزادی سے بمقام بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی اور تمام رسومات باحسن الوجوہ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انجام پائے۔ شادی میں حیدرآباد کے قریب قریب تمام رؤساء و امرائے عظام و حکام عالی مقام و جاگیرداران و زمینداران سیٹھ ساہوکار مدعو تھے اس شادی کے جملہ اخراجات کورٹ آف وارڈز ہی سے منظور ہوئے چنانچہ

اس مزاوجت کو علازمان حضرت اقدس واعلیٰ
نے بنظر پسندیدگی ملاحظہ فرمایا جیسا کہ فرمان مبارک
مترشدہ ۲۳۔ رجب ۱۳۵۲ھ مندرجۂ ذیل سطور
سے ظاہر ہے:۔

"مہارانی گدوال کا ارادہ ہے کہ چھوٹی
حقیقی لڑکی کو رانی سمستان پاپنا پٹیہ کے
متبنیٰ سے بیاہی جائے جس کو بیوہ رانی
سمستان پاپنا پٹیہ متبنیٰ لینا چاہتی ہے
جیسا کہ اُن کی بڑی دختر دوم کنڈہ کے
راجہ کے فرزند کلاں سے بیاہی گئی ہے
اور اس تجویز کو میں اچھی نظر سے دیکھتا ہوں"

آپ (رانی لچھاماصاحبہ) ایک فرلیس و
دانا، عقلمند، ہوشیار، دیرینہ اور وسیع معلومات
رکھنے والی، باحوصلہ، سلیم الطبع، خوش سلیقہ، تعلیم یافتہ
صائب الرائے، بلند مرتبہ، رحمدل، مردم شناس
فیاض، ہمدرد، نیک طینت، خجستہ خصلت، شریفانہ
سیرت، باعفت اور پردہ نشین رانی ہیں چنانچہ
کئی ایک فرامین میں ظل اللہ نے آپ کی قابلیت
اور خوش بختی کا بدیں الفاظ اظہار فرمایا ہے کہ:۔

"اس سمستان کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ
سے کرایا جائے جیسا کہ متوفی راجہ شیوراج
کے اسٹیٹ کے متعلق انتظام ہوا ہے
یعنی رانی سمستان پاپنا پٹیہ جو کہ ایک قابل
عورت ہے اس کو بہ حیثیت پریسیڈنٹ کمیٹی کا
کام کرنے کی اجازت دی جاتی ہے"

ہر سال آپ کو تقریب زنانی سالگرہ
خسروی میں حضوری کی عزت اور پیش سازی نذر
مبارک کا شرف بھی حاصل ہوتا رہتا ہے جیسا کہ
فرمان واجب الاذعان اعلیٰحضرت بندگانعالی سے ظاہر ہے

"میری سالگرہ کی تقریب میں حسب استدعاء
سمستان پاپنا پٹیہ کی رانی کو میں نے مدعو
کیا تھا۔ بایں وجہ کہ اس تقریب میں انکو
شریک ہونے اور میری والدہ صاحبہ قبلہ
سے ملنے کی آرزو تھی جہاں تک میرا
خیال ہے میں نے جیسا کہ سنا تھا اس
ضعیفہ کو ایک نیک بخت عورت پایا
اور مجھے توقع ہے کہ اس سمستان
سے متعلق جو تہنیت کی کارروائی محکمۂ متعلقہ

میں چل رہی ہے اُس پر کونسل کافی غور و
خوض کرے گی تاکہ اُن کے حق میں انصاف
ہو کیونکہ یہ محض اپنے سمستان کی بقا چاہتی ہے
نہ کہ اپنے لئے کوئی جلبِ منفعت"۔

آپ ۱۳۰۹ف سے سمستان کے اہم
معاملات، امور انتظامی وغیرہ باحسن وجوہ انجام دے
رہی ہیں چنانچہ آپ کی عقلمندی و ہوشیاری،
دیرینہ اور وسیع معلومات، حسن انتظام اور تدبر و
سیاست کی بدولت آج یہ سمستان نہ صرف بار
قرضہ سے محفوظ ہے بلکہ حیدرآباد کے سارے
سمستانوں سے زیادہ مرفہ الحال اور سرمایہ دار
ہے۔ آپکی خاص توجہ اور نگرانی سے یہ سمستان
آج لاکھوں روپیوں کی جائیداد اور پرامیسری
نوٹس کا دارا ہے جس کے کرایہ اور منافع کی معتدبہ
آمدنی سالانہ سمستان کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے

رسوم و سیریات بموجب اسناد عطیہ شاہی
از جاگیرات سالانہ بے شمار آمدنی اسٹیٹ کا ذریعہ
ہے جس کے وصول پر بھی لاکھوں کا بقایا بذمہ
جاگیرات ابھی اسٹیٹ کا وصول طلب ہے۔ کورٹ
آف وارڈز کے حسن انتظام و توجہ خاص سے
توقع ہے کہ اس کے سالانہ وصول اور بقایا،
کامل کے حاصل ہونے پر اسٹیٹ کی آمدنی اور
مرفہ الحالی میں بھی ترقی بے اندازہ ہوگی۔ یوں
تو اس سمستان کی ابتدائی معاش تقریباً [illegible]
کی تھی لیکن بحالت موجودہ مجموعی معاش از قسم
مقطعہ جات بہمہ ابواب رسوم نقدی۔ رسوم سیریات
اراضیات۔ میراثی۔ دشبند۔ کلرنی۔ سرکلرنی۔ دیہکی
سرودیکھی۔ اوطان۔ دیسپانڈیہ۔ سردیسپانڈیہ
پٹیلگی۔ پٹواری گری وغیرہ علاقہ خالصہ و صرفخاص
مبارک پائیگاہ و جاگیرات میں بمقدار تخمیناً [illegible]
کا شمار واقع ہے۔

الحاصل اسٹیٹ کی حالت موجودہ کے مدنظر
مالی حالت غیر مقروض و سرمایہ داری و والیان
سمستان کی نیکنامی و حسن انتظام و کارگزاری ضرور
لائق تحسین ہے جس کا اعتراف بے جا نہ ہوگا۔
اور والیان سمستان مثل رانیاں سابق و روایات
قدیمہ مستحق سرفرازی عزت خطابات ہیں چنانچہ
والیان سمستان اس عہد میمنت مہد سلطانی میں

اپنے سابقہ مورثان اعلیٰ کے نقش قدم پہ عمل پیرا رہکر عزو وقار کو قائم رکھتے ہوئے زیر سایۂ
عاطفت ہمایونی اپنی وفادارانہ و جاں نثارانہ زندگی امن و
چین کے ساتھ بسر کر رہے ہیں



رانی شنکرما صاحبہ والی سمستان پاپنا پیٹھہ
سنہ ۱۳۱۷ف مین بوقت عروسی



راجه پرتاب ریڈی آنجہانی داماد راجه درگاریڈی آنجہانی
سابق والی سمستان پاپنا پیٹھ

سمستان پاپنا پیٹھ

یہ سمستان بہت قدیم ہے اس کے مورث ایک زمانہ دراز تک اپنی زمینداری دیہات واقع پرگنہ جات میں جو ویران اور بنجر تھے اپنے ذاتی صرفہ سے تالاب اور کنٹہ تعمیر کروا کے ذرائع آبپاشی میں بڑی بڑی سہولتیں بہم پہنچائے اور بہت سے قصبہ جات آباد کئے جس کی وجہ سے اس وقت ہماری سرکار کو لاکھوں روپے کی آمدنی ہے۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں سلاطین قطبیہ نے اکثر مواضع بنام سیری ورسوم دیسکھی سردیسکھی وغیرہ عطا فرما کر اسناد بالقطعگی سرفراز فرمائے اور ان اسناد کی تجدید بعہد محمد جلال الدین اکبر بادشاہ و محمد محی الدین عالمگیر بادشاہ (اورنگ زیب غازی) ہوئی۔

بصلۂ وفاداری احسن خدمت جاں نثاری

اس سمستان کے والیان ہمیشہ مورد الطاف خسروانہ رہے ہیں۔ علی الخصوص اس خاندان کے اناث مثل ذکور کے خطابات و عنایات شاہی سے سرفراز اور اکثر مہمات شدید میں فرمانرواؤں کے ساتھ ساتھ رہکر اپنی وفاداری اور جاں نثاری کا ثبوت دئے ہیں۔ خاص کر رکاماں (رانئے شیرزن)

زوجہ ہیم دت نے بعہد نواب میر نظام علی خان بہادر آصف ثانی (غفران مآب) جنوبی ہند کی مشہور لڑائی کھرلہ جنگ مرہٹہ میں مرہٹوں کے مقابلہ میں وہ داد شجاعت دی کہ غفران مآب نے انکی کامیابی پر خوش ہو کر بعد والیسی انہیں خطابات و اعزازات و مناصب جلیلہ ہاتھی عماری علم نقارہ وغیرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بارگاہ غفران مآب میں آپ کو باریابی کا شرف بخشا گیا۔

رانی لنگاما عرف شنکر با رائے باگن آپ نرسہوان ریڈی دوم کی بیوی تھیں جو اپنے شوہر کے بعد والیہ سمستان مقرر ہوئیں۔ بعہد حضرت غفران مآب رائے باگن کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئیں۔ اور حضرت غفران مآب نے آپ کو اپنے خانہ زادیوں میں داخل فرما کر مناصب جلیلہ عماری نوبت علم ونقارہ واسناد بالقطعگی وغیرہ سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور ہمیشہ حضوری دربار اور باریابی کا شرف آپ کو حاصل رہا۔

راجہ اسیو ریڈی آنجہانی

آپ رانی لنگاما عرف شنکر با رائے باگن) کے ہمشیر زادہ تھے۔ رانی موصوف نے آپ کو فرزندی میں لیا تھا اور آپ والئی سمستان ہوئے۔ دربار میں آپ کو بڑا اعزاز حاصل تھا۔ اور غفران مآب کے حکم سے نواب سیف الملک عرف الی میاں فرزند نواب ارسطوجاہ مرحوم مدار المہام وقت آپ کے استقبال کے لئے باغ قدسیہ تک گئے تھے اور اس سے قبل آپ کا استقبال غازی الملک کیا کرتے تھے اس سے آپ کے وقار اور اعزاز کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ لاولد دنیا سے کوچ کئے اور آپ کے بعد سمستان آپ کی زوجہ کلاں رانی پاروتما صاحبہ کے زیر انتظام رہا۔ انہوں نے اپنے خواہر زادہ راجہ نرسہوان ریڈی آنجہانی کو متبنی لیا۔ یہ بھی لاولد دنیا سے سدھارے ان کے بعد سمستان کے انتظامات رانی کیساما صاحبہ (رانی شیرزن) کے تفویض ہوئے۔ یہ رانی صاحبہ راجہ نرسہوان ریڈی آنجہانی کی زوجہ تھیں۔ انہوں نے اپنے بہن کے لڑکے راجہ درگا ریڈی صاحب آنجہانی کو متبنی لیا۔ جن کی تبنیت

بعہد وزارت نواب تراب علی خان مختار الملک سر سالار جنگ اولی سرکار سے منظور ہوئی راجہ درگا ریڈی آنجہانی آپ رانی کیساما صاحبہ (رائے ستیرن) کی ہمشیرہ کے نواسے تھے۔ ۴ شعبان ۱۲۹۰ ھ کو بعہد طفولیت آپ کی تبنیت منظور ہوئی۔ اور بوجہ کمسنی ۱۳۰۰ ف سے ۱۳۰۸ ف تک سمستان زیر نگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف وارڈز رہا۔ بزمانہ نگرانی سرکار آپ کی شادی رانی وینکٹ لچھاما صاحبہ دختر راما ریڈی صاحب آنجہانی دیسکھ اپنور ضلع محبوب نگر سے ہوئی۔ ان سے آپ کو ایک دختر رانی شنکرما صاحبہ ہوئیں جو اس وقت سمستان کی منظورہ وارث اور صحیح حقدار ہیں۔

جب آپ (راجہ درگا ریڈی صاحب آنجہانی) سن رشد کو پہنچے نگرانی سرکار برخاست اور سمستان کے جملہ انتظامات آپ کے تفویض ہوئے۔ تقریباً ایک سال تک سمستان پر قابض، متصرف اور نگران ہوئے ہی تھے کہ دوسرے ہی سال ۲۹ اُردی بہشت ۱۳۰۹ ف کو بعارضہ چیچک عین عنفوان شباب میں ایک نوجوان ۱۶ سالہ بیوی (اجنابہ رانی لچھاما صاحبہ) اور ایک خورد سال دختر (اجنابہ رانی شنکرما صاحبہ) کو چھوڑ کر راہی آنجہانی ہوئے۔

رانی شنکرما صاحبہ آپ راجہ درگا ریڈی صاحب آنجہانی کی اکلوتی دختر، سمستان پانیا پیٹھ کی منظورہ جائز وارث اور صحیح حقدار ہیں ۱۳۰۷ ف میں پیدا ہوئیں۔ صرف ڈیڑھ سال کی تھیں کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنی چاہنے والی اور مہربان تعلیمیافتہ والدہ محترمہ (اجنابہ رانی وینکٹ لچھاما صاحبہ) کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر اردو، انگریزی، تلنگی، اور زنانہ جملہ فنون خانہ داری وغیرہ خصوصاً دستکاری میں اچھی مہارت حاصل کی۔ ازاں بعد زنانہ ہائی اسکول نامپلی میں شریک ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اور ایک عرصۂ دراز تک اپنی والدہ محترمہ کے زیر ہدایات سمستان کے کاروبار کی دیکھ بھال فرما کر ایک بڑی حد تک اس کے انتظام کی قابلیت پیدا کی ہیں۔

راجہ درگا ریڈی آنجہانی کی وفات کے بعد حسب ضابطہ کارروائی وراثت تکمیل پا کر

بارگاہِ حضرت غفران مکانؒ میں عرضداشت گذرانی
گئی جس پر پیشگاہ حضرت غفران مکانؒ سے ذریعہ
فرمان واجب الاذعان مترشدہ غرہ ربیع الاول
۱۳۲۱ھ یہ حکم محکم شرف صدور لایا کہ -

"وراثت دختر درگا ریڈی کے نام منظور
کی جائے اور اس دختر کے بطن سے جو لڑکا
پیدا ہوگا وہ اپنی ماں کے بعد سمستان کا مستحق
سمجھا جائیگا - بشرطیکہ درگا ریڈی کی دختر
کی شادی کسی لڑکے سے منظوری سرکار ہو
اور لڑکی حسب قاعدہ سن رشد کو پہنچنے تک
بیوۂ راجہ درگا ریڈی ہی اس کی ولیہ جائز
سمجھی جائے"

اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل ذریعۂ
جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جزو اول جلد (۳۵) بابتہ
۱۳۱۳ف نشان (۱۱م) مورخہ ۱۶ - آذر ۱۳۱۳ف
کی گئی -

شرط مندرجہ بالا کی تعمیل میں ۱۳۱۷ف میں
آپ کی شادی آپ کے حقیقی ممیرے بھائی راجہ
وینکٹ پرتاب ریڈی صاحب آنجہانی سے باجازت
ملازمانِ بارگاہ خسروی ہوئی - شادی کے جملہ انتظامات
واہتمامات کورٹ کی جانب سے اعلیٰ پیمانہ پر انجام
پائے - آپ کی شادی کی تقریب میں ہز اکسلنسی راجہ
راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر شاد یمین السلطنت
پیشکار و صدر اعظم بابِ حکومت سرکار عالی بالقابہم
شریک تھے - اس موقع کا جو فوٹو لیا گیا تھا وہ سرِ
تذکرۂ ہذا ہے تصویر میں ہماری معزز صاحبۂ تذکرہ
ہز اکسلنسی بالقابہم اور ریذیڈنٹ گھاسٹ صاحب کے
درمیان جلوہ افروز ہیں اور آپ کے آنجہانی
شوہر دوسری طرف کے صوفہ پر متمکن ہیں -

آپ کے شوہر کی تعلیم و تربیت بہ حیثیت
شوہر وارڈ ہونے کے سرکاری طور پر زیرنگرانی
کورٹ آف وارڈز اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی - اور تمام
لوازمات سمستان واعزازات وپیش کشی نذور
اور شرف باریابی حضور اقدس و اعلیٰ کا آپ کو فخر
حاصل تھا -

۱۳۲۸ف میں رانی نکرما صاحبہ کی
درخواست پر واگذاشت سمستان کی کارروائی
آپ کے حق میں آغاز ہوئی اور بعض مصالح

کی بنا پر نگرانی برخاست کرنے کا مسئلہ حسب فرمان
خسروی مترشدہ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۳۹ف ملتوی
رکھا گیا۔

بضمن واگذاشت عام اسٹیٹ ہائے زیر
نگرانی کورٹ دوبارہ کارروائی واگذاشت آغاز
ہوئی اور سمستان ہذا کی کارروائی ابھی زیر دوران
ہی تھی کہ اس اثنا میں آپ کے شوہر راجہ وینکٹ
پرتاب ریڈی صاحب آنجہانی کا بمقام الٰہ آباد
بعارضہ ہیضہ ۵۔ اردی بہشت ۱۳۳۶ف کو دفعتاً
انتقال ہوگیا اور آپ کی درخواست پر کارروائی
واگذاشت سمستان ملتوی رکھی گئی۔

چونکہ آپ دولت اولاد سے محروم ہیں اسلئے
آپ نے اپنے دیور جناب ناگا ریڈی صاحب کے فرزند اکبر راسر سری نواس ریڈی

معمر ۱ سالہ جو آپ ہی کے خاندان سے ہیں اور
جو اس وقت گورنمنٹ ہائی اسکول چادرگھاٹ
کے جماعت چہارم میں زیر تعلیم ہیں ،) کو اپنی فرزندی
میں لیا۔ آپ کا یہ فرزند متبنیٰ نہایت ذہین چالاک
اور تیز فہم ہے ان کی تبنیت کی منظوری کی کارروائی
محکمۂ مجاز میں دائر اور ایک عرصہ سے زیر دوران ہے

ہماری معزز صاحبۂ تذکرہ ایک اعلیٰ
تعلیم یافتہ رانی ہونے کے علاوہ مذہب اور
پردہ کی بڑی پابند ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ
آپ میں انتظامی مادہ قدرت نے ودیعت کیا
آپ کے حسن انتظام وتدبر وفراست وسخاوت
ولیاقت کا شہرہ بہت دور دور تک ہے۔ آپ
نہایت ہی خوش خلق، مردم شناس، غریب پرور
منصف مزاج، دریا دل، علم دوست، بلند ہمت اور پابند وضع قدیم رانی ہیں۔
امیر ہو یا غریب بچہ ہو یا بوڑھا سب کے ساتھ آپ کا یکساں برتاؤ ہے غرور وتکبر
آپ میں نام کو نہیں الغرض آپ ہر ایک خوبی کے حامل ہیں۔ جہاں تک
آپ کی تعریف کی جائے کم ہے۔



راجه جرڈی تپ راج نائك شرزا بهادر آنجهانی



راجہ جرٹی سومپا نائک شرزا بہادر
والی سمستان کرکنٹہ

سمستان گرکنٹہ

منجملہ سمستانات ممالک محروسہ سرکار عالی کے یہ بھی ایک پیشکش گزار سمستان ہے۔ یہ تعلقہ لنگسگور ضلع رائچور میں واقع ہے دریائے کرشنا اس کے مغربی جانب سے داخل ہو کر سمت شمال مشرق بہتا ہے۔ اس کا رقبہ (۲۱۰) مربع میل ہے اور اس میں (۳۴) مواضعات ہیں۔ اس کی مردم شماری (۲۰۱۹۲) اور اس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ ہے جس میں سے سالانہ آٹھ ہزار روپیہ بطور خراج سرکار کو ادا ہوتے ہیں۔

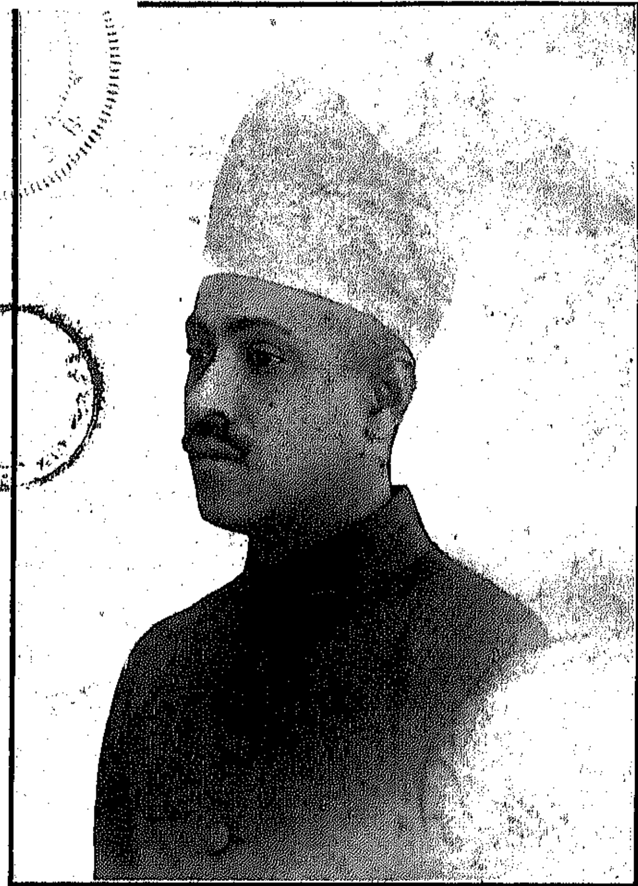
اس کے حکمرانوں میں سے ایک جڑی لنگ نائک دیسائی تھے جو سنہ ۱۶۲۰ء م سنہ ۱۰۳۵ھ میں بعہد محمد عادل شاہ سلطان بیجاپور جاگیر سے مفتخر فرمائے گئے۔ آپ نے بادشاہ وقت کی اچھی خدمات انجام دیں اور اکثر مہموں میں آپ کو بادشاہ کے دشمنوں پر کامیابی حاصل رہی۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند اکبر راجہ جڑی سومیا نائک جو بڑے بہادر اور جری تھے سمستان کے والی ہوئے۔ ایک مرتبہ ایک مہم میں اپنے دشمنوں کو ہاتھی پر سوار دیکھکر آپ بھی فوراً ہاتھی پر سوار ہوئے اور دشمن کے بالمقابل پہنچکر اس کو پھرتی سے قتل

کر ڈالا چونکہ آپ نہایت شجیع اور بہادر تھے شمشیر
بہادر (بہادر شیر) کے خطاب سے مفتخر فرمائے
گئے۔ اور اکثر مواقع پر آپ نے بہترین خدمات
انجام دیں۔ اس کے صلہ میں آپ کو بارگاہ سلطان
بیجاپور سے مزید جاگیرات عطا فرمائی گئیں۔

راجہ جڑی سوتیا نائک کے انتقال کے بعد
۱۶۹۷ء میں ان کے فرزند راجہ جڑی لنگ
نائک (دوم) جاگیرات سے سرفراز ہوئے اور
یہ بھی ۱۸۴۲ء تک سمستان کے کاروبار انجام
دیتے رہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند لنگ
نائک شمشیر بہادر (سوم) والی سمستان ہوئے
اور ۱۶ سال تک سمستان کی دیکھ بھال کرتے رہے
آپ ۱۸۵۸ء میں لاولد دنیائے فانی سے
کوچ کر گئے۔ آپ کے بعد رانی کاماتا صاحبہ بطور
سرکار نگرانکار سمستان مقرر ہوئیں اور باجازت
سرکار اپنے دیور کے بیٹے کو جو راجہ جڑی سومپا
نائک شمشیر بہادر کے نام سے موسوم تھے اور
آئندہ چلکر والی سمستان ہوئے متبنیٰ لیا۔ اس لڑکے
کی نابالغی کی وجہ سے رانی صاحبہ نے سمستان
کی دیکھ بھال خود کی اور سن بلوغ کو پہنچکر ۱۸۱۷ء
میں سمستان کی زمام حکومت راجہ موصوف نے
اپنے ہاتھ میں لی۔ آپ نے استدعا کر کے انتظام
سمستان کے لئے ایک عہدہ دار سرکار عالی کی
خدمات بحیثیت ناظم حاصل کئے۔ اور ان کی
امداد سے سمستان کے انتظامات باحسن وجوہ
انجام دیتے رہے۔ ۱۸۹۲ء میں یہ بھی راہی
آنجہانی ہوئے اور اپنے بعد کوئی اولاد ذکور
نہ چھوڑی ان کی وفات کے بعد سمستان شریک
خالصہ ہوگیا لیکن حضرت غفران مکانؒ نے
براہ خسروانہ اس کو پھر ان کے خاندان کو عطا
فرما دیا اور ۲۴ تیر ۱۳۰۲ف میں سمستان واگذاشت
ہوگیا اور رانی گوراما صاحبہ اس کی نگرانکار
مقرر ہوئیں جو ۱۸۱۳ء سے ۱۹۰۸ء تک
سمستان کی نگرانی کرتی رہیں۔ رانی گوراما صاحبہ
نے اپنے نواسے تپ راج کو متبنیٰ لیا اور
۱۴۔ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو تبنیت سرکار
سے منظور ہوئی۔ اور حسب الحکم سرکار راجہ
جڑی سومپا نائک شمشیر بہادر سے موسوم ہوئے

رانی صاحبہ نے بتاریخ ۳۔ فروری ۱۳۲۳ف
کو انتقال کیا۔ (اور آپ) موجودہ راجہ صاحب
کی نابالغی کی وجہ سے سمستان زیر نگرانی سرکار
(کورٹ آف وارڈز) لے لیا گیا۔ موجودہ راجہ صاحب
کی عمر اس وقت ۲۷ سال کی ہے آپکو زیر نگرانی سرکار
بحیثیت وارڈ ہونیکے اچھی تعلیم دیگئی اور ۱۳۔ فروری
۱۳۴۳ف میں سمستان واگذاشت ہوا آپ بذات خود سمستان
کے کاروبار کو باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک
تعلیمیافتہ راجہ ہیں جو مڈل کے امتحان میں کامیاب ہیں
تمامی مقدمات کی سماعت آپ بذات خود کرتے ہیں۔

گر گنٹہ میں ایک پولیس افسر ایک چھوٹے سے
عملہ کے ساتھ انتظام سمستان کے لئے متعین ہے
آباد و مواضعات سمستان میں ٹھانہ جات
ہیں۔ رعایا سمستان آپ کے زیر سایہ نہایت
خوش وخرم ہے۔ کیوں نہ ہو راجہ صاحب
علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے بڑی بڑی
خوبیوں کے حامل رحمدل غریب پرور دادگستر
رعایا نواز نہایت خلیق اور ملنسار ہر دلعزیز
راجہ ہیں مختصر یہ کہ وہ تمام خوبیاں جو ایک اعلیٰ
و والی سمستان میں ہونی چاہیئے وہ ان کی ذات
ستودہ صفات میں موجود ہیں۔



راجہ چیلم رام لنگا ریڈی صاحب
والی سمستان سرناپلی



رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ آنجہانی
(سابق والیہ سمستان سرناپلی)

سمستان سرناپلی

سرکار عالیہ آصفیہ کے زیر حکومت اس وقت جو جو سمستان ہیں منجملہ اُن کے یہ سمستان ایک قدیم سمستان ہے جو صدہا سال سے نیکنامی میں مشہور و معروف و معزز و ممتاز چلا آرہا ہے یہ ساری عزت فرق شاہان سلف کی عطا کردہ ہے اس سمستان کے پانسو سال قبل کے واقعات مفصل ضبط تحریر میں اس لئے نہیں لائے جا سکتے کہ بعض وجوہ کی بنا پر اُس زمانہ کے تاریخی واقعات کا ذخر سلامت نہ رہ سکا پس ابتدائی حالات کو قطع نظر کر کے جس قدر داخلہ جات قابل تحریر میں اونہیں ہم یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں قبل اس کے کہ ہم سمستان کے حالات کو ضبط تحریر میں لائیں ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ضلعبندی سے قبل انتظام مالگزاری اور قیام سیاست وغیرہ کا انتظام سرکار عالی کی جانب سے اکثر زمینداروں کے تفویض رہا۔ چنانچہ اس سمستان کو بھی سرکار عالی کی جانب سے انتظام مالگزاری وسیاست کا اعزاز عطا ہوا تھا۔ سرکار کی خیر خواہی کے لحاظ سے توفیر زراعت اور آمدنی کی ترقی کے لئے تعلقہ وضلع اندور (نظام آباد) میں اس سمستان

کی جانب سے بڑے بڑے اور مضبوط و مستحکم تالاب
تعمیر ہوے کہ جواب تک موجود اور اپنی اصلی حالت
پر قائم ہیں جن سے اس وقت ہماری سرکار لکھو
کہا روپیہ کا فائدہ حاصل کر رہی ہے - پہلے زمانہ
میں روہیلوں وغیرہ کی جیسی لوٹ مار تھی وہ ناظرین
سے مخفی نہیں کہ ان لٹیروں کی وجہ سے دکن کی
عزیز رعایا کو کیسی کیسی مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنی پڑتی
تھیں مگر اس پر بھی ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد
صانہا اللہ عن الشرور والفتن کے لئے اس سمستان
نے جو وفادارانہ خدمات انجام دئے ہیں وہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے یادگار ہیں۔

عہد نواب آصف جاہ (مغفرت مآب)

بفرمان واجب الاذعان متر شدہ
بست و سوم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۰ھ یہ سلسلہ
حقوق آبائی (جو سلاطین تیموریہ کے زمانہ میں اس
سمستان کو حاصل تھے) مسمی چنار یڈی آنجہانی
اس سمستان کی قائم مقامی سے مفتخر اور ماہی مراتب
(جس پر حروف مایہ الامتیاز اورنگ زیب کندہ
دمزین ہیں) عماری - پالکی - چنور - نشان - ڈنکہ
دو مشعل روز روشن سے ممتاز فرمائے گئے - چنا
ریڈی صاحب کے انتقال کے بعد ان کے
فرزند راجہ رگھپت ریڈی بہت کمسن تھے
اس لئے چیلم لنگا بائی صاحبہ (زوجہ چنار یڈی
صاحب آنجہانی) کو حسب الحکم نواب عزت بیگ
عمدۃ الملک مدار المہام وقت سنہ ۲ و ۳۴ جلوس
میں اور ان کے بعد رگھپت ریڈی صاحب
کو یہ سمستان عطا ہوا - بعد انتقال راجہ صاحب
موصوف ان کے فرزند چنار یڈی صاحب
حسب فرمان واجب الاذعان متر شدہ ۱۲
محرم الحرام سنہ ۱۲۴۰ھ وارث سمستان قرار پائے
اور ان کے بعد ان کے فرزند راجہ رام ریڈی
صاحب اور ان کے بعد ان کے فرزند رگھوناتھ
ریڈی صاحب اور ان کے بعد ان کی زوجہ
لنگا ئی صاحبہ (چنار یڈی صاحب فرزند کی کمسنی
کی وجہ) سمستان کے کاروبار کو نہایت خوش
اسلوبی سے انجام دیتی رہیں - اور ان کے انتقال
کے بعد حسب تحریر مہری مادھوراؤ صاحب آصفجاہی

مورخہ ۵ شعبان المعظم ۱۱۵۲ھ چنا ریڈی صاحب
اور ان کے بعد ان کے فرزند راجہ ونکا ریڈی
صاحب والی سمستان مقرر ہوئے۔

عہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر و عہد امیر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی (غفران مآب)

راجہ ونکا ریڈی صاحب کے انتقال
کے بعد حسب وثیقہ مہری شاہ نواز خان بہادر
مورخہ ۷ رجب المرجب ۱۱۶۸ھ چیلیم راجہ رام
صاحب وارث وجانشین قرار پائے چیلیم راجہ
رام صاحب کے انتقال پر ان کی مادر محترمہ
چیلیم منائی صاحبہ نے نواب میر نظام علی خان بہادر
کے حضور میں معروضہ پیش کیا کہ آئندہ وارث
ان کے چھوٹے فرزند چیلیم چنا ریڈی کو قرار دیکر
سالم معاش ان کے نام بحال کی جائے۔ اس
معروضہ کو شرف قبولیت بخشا جاکر ذریعہ سند
مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۸۴ھ حضرت غفران
مآب نے جملہ معاش چیلیم چنا ریڈی صاحب کے
نام بحال کرکے اون کو وارث وجانشین اور
والی سمستان قرار دیا بعد انتقال چیلیم چنا ریڈی
صاحب بربناء وثیقہ تحریری نواب غلام سید خان
سہراب جنگ معین الدولہ مشیر الملک اعظم الامراء
مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۰۳ھ انتما صاحبہ
(زوجہ چنا ریڈی صاحب) والیہ سمستان مقرر ہوئیں
جنہوں نے مع اپنی جمعیت کے جنگ کہرلہ وفتح
قلعہ بادامی کے وقت نواب میر نظام علی خان بہادر
آصف جاہ ثانی (غفران مآب) کے معرکۃ الآرا
سفر اور مقابلہ نواب احتشام جنگ ظفر الدولہ
رئیس دھونسہ نرل میں ہمرکاب رہکر اور داد شجاعت
دیکر دلی ارادت وخلوص کو ثابت کر دکہایا۔
اور سند خوشنودی حاصل فرمائی۔

بعد انتقال انتما صاحبہ راجہ رام صاحب
ثانی فرزند چیلیم چنا ریڈی صاحب آنجہانی اس
سمستان کے وارث ہوئے جنہوں نے انسداد
مظالم وقیام امن میں اپنی جان عزیز سے بھی دریغ
نہ کی۔

عہد نواب اسکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث و نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع و نواب افضل الدولہ بہادر آصفجاہ خامس

بعد انتقال راجہ رام صاحب چیلم جانکا بائی صاحبہ (زوجۂ راجہ رام صاحب آنجہانی) کو بربناء اسناد و فرامین شاہان سلف راجہ چندو لعل مدار المہام وقت نے بتاریخ ۱۵۔ رجب المرجب سنہ ۱۲۳۸ھ سند سے سرفراز فرمایا۔ بنا برعلیہ یہ بدستور مالک و قابض متصرف سمستان رہیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند رگھپت ریڈی صاحب اور ان کے بعد (بوجہ صغر سنی پرتاب ریڈی صاحب) ان کی زوجہ چیلم بنگاری صاحبہ کے یہ سمستان زیر انتظام رہا۔ اور ان کے انتقال کے بعد پرتاب ریڈی صاحب والی سمستان نے مہام انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ اور انہیں کو کچھ عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ بتاریخ ۲۶۔ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۴ھ بمقام کوچارم (جاگیر علاقہ سرسالار جنگ مرحوم اول) داعی اجل کو لبیک کہا۔

عہد اعلیٰحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر آصفجاہ سادس غفران مکان

بعد انتقال پرتاب ریڈی صاحب رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ سمستان کی وارث قرار دی گئیں۔ اور بلحاظ اعزاز قدیم خاندانی منجانب سرکار ادائی مراسم تعزیت سے عزت افزائی فرمائی گئی۔ چنانچہ حسب الحکم نواب سرسالار جنگ مختار الملک مرحوم بتوسط مولوی سلطان محی الدین صاحب مرحوم اول تعلقدار اندور (ضلع نظام آباد) بتاریخ ۲۷۔ ذی قعدہ سنہ ۱۲۹۴ھ رانی صاحبہ کو رسم تعزیت میں شال سبز عطا ہوا۔ سابقہ حسن خدمات اور بقائے وقار و نعمت عطایائے شاہان سلف کے مدنظر راجہ پرتاب ریڈی آنجہانی کے انتقال کے بعد جب رانی چیلم جانکی بائی صاحبہ کی وراثت و قائم مقامی کا مسئلہ درپیش ہوا تو ذریعہ مراسلہ نشان (۲۴۵) مورخہ ۹۔ فروردی سنہ ۱۲۹۰ف مجریہ محکمہ سرکار عالی موسومہ محکمہ صدر المہام مال و مراسلہ نشان (۲۲) واقع ۱۳۔

آذر ۱۲۹۸ف موسومہ محکمہ صوبہ دار صاحب صوبہ
محمد آباد و بیدر یہ حکم نافذ ہوا کہ ان کی وراثت کے
لئے کارروائی منظوری تخنۂ وراثت کی ضرورت
نہیں۔ جو علی العموم اہل معاش کی منظوری وراثت
کے لئے لازمی ہے۔ اس استثناء کے تشکریہ
میں چیلیم جانکا بائی صاحبہ نے سمستان کی انتظامی
امور کو جس خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اپنی
اعلیٰ انتظامی قابلیت کو ثابت کر دکھایا اوس کے
خود مقامی حکام ونیز ڈنلاپ صاحب بہادر سابق
معتمد مالگزاری سرکار عالی معترف رہے ہیں اور
بتقریب دربار چہل سالہ جوبلی ۱۳۲۲ھ میں آنکو
رانی کا خطاب منصب یکہزاری۔ پانصد سوار
و علم سے مفتخر و ممتاز فرمایا گیا۔ رانی چیلیم جانکا
بائی صاحبہ کے امور خیر و کار ہائے رفاہ عام
قابل ستائش و یادگار رہیں۔ چنانچہ آپ نے قصبۂ
اندور (نظام آباد) میں بصرف کثیر و رقم خطیر
آبرسانی کے نل عوام الناس کی تکلیف کو محسوس
کرتے ہوئے آبادی بھر میں نصب کروائے
ہیں۔ آپ کی ہمدردی اور فیاضی کا پورا پورا ثبوت
اسپیچ مندرجہ ذیل سے ملتا ہے:۔

اسپیچ مہاراجہ سر یمین السلطنۃ مدارالمہام سرکار عالی

ایک یہ امر نہایت ہی قدر کے لایق کہ
وہ رعایا میں سے چیلیم جانکا بائی جو ایک نہایت
ہی شریف خاندان اور معزز زمیندار ہیں اور جن کا
خاندان شاہان سلف کا مورد الطاف رہا ہے
اور آج کے روز اس مبارک عہد ظل سبحانی
میں مراحم خسروانہ کے زیر سایہ عاطفت بسر کر رہی
ہیں ان کا وجود اس ضلع کے لئے نہایت مغتنمات
سے ہے۔ فیاضی اور رعایا کی ہمدردی میں اس
ضلع پر اپنی آپ نظیر ہیں۔ میں ان کے کاموں
کی جو مفید ضلع اندور اور رعایا ہیں دل سے
قدر کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے اس
دورہ کی رپورٹ میں جو پیشگاہ خداوندی ظل سبحانی
مدظلہم العالی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرونگا
زیادہ تر لایق تحسین یہ امر ہے کہ اپنے اسٹیٹ
کی لایق منتظمہ ہیں۔ دوسرے سمستان بھی اگر ان کی

پیروی کریں گے تو ضرور نیک نام رہیں گے۔

عہد میمنت مہد اعلیٰحضرت حضور پرنور تاجدار دکن و برار آصفجاہ سابع خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

چیلم رام لنگا ریڈی صاحب۔ رانی چیلم جانکا
بائی صاحبہ چونکہ لاولد تھیں اس لئے اپنے بھائی
اگیونت ریڈی صاحب کو متبنیٰ لے کر نارسہوان
ریڈی صاحب زمیندار چنچولی (ضلع محبوب نگر) کی
دختر مسماۃ منگما صاحبہ کو بیاہ کر لائی تھیں چونکہ اگیونت
ریڈی کا انتقال رانی صاحبہ کی زندگی ہی میں ہوگیا
تھا اس لئے ان کی بیوہ بہو مسماۃ منگما صاحبہ نے
شوہری اجازت کی بنا پر اپنی خوشی اور اپنی خوشدامن
رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ کے مشورہ سے اپنے حقیقی
دیور بچگا ریڈی صاحب مقدم مالی موضع چیلم تعلقہ
یلا ریڈی ضلع نظام آباد کے فرزند (حال والی ریاست)
کا انتخاب کرکے مسٹر ڈنلاپ صدر المہام مال کے پاس
پیش کیا۔ بعد پسندیدگی صاحب موصوف متبنیٰ کا نامزد
کرکے کارروائی تہنیت عمل میں لائی گئی۔ اور متبنیٰ
لینے کی اجازت ذریعہ مراسلہ محکمہ معتمدی مالگزاری
سرکار عالی نشان (۶۱۹۵۶) واقع ۱۹ بہمن ۱۳۱۶ف
سرکار سے عطا ہوئی۔ اور حسب فرمان مبارک
بموجب مراسلہ محکمہ معتمدی سرکار عالی صیغہ مالگزاری
مثبتہ نشان (۴۰) واقع یکم دے ۱۳۲۱ف نشان
مثل (۱۱/۳) ع ۱۳۱۵ف باخذ نذرانہ
(۳۹۶۹۹) منظوری تہنیت صادر ہوئی۔
مراسم تقریب تہنیت بتاریخ ۲۲۔ فروردی ۱۳۲۵ف
روز پنجشنبہ بمقام مستان سرناپلی ادا کئے گئے۔
جس میں اکثر عہدہ داران و زمینداران و ساہوکاران
وغیرہ مدعو تھے۔ چیلم رام لنگا ریڈی صاحب نے
بزمانہ حیات رانی صاحبہ آنجہانی متعدد مدارس
میں تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں مسٹر ویکفیلڈ صدر ناظم
مال کی زیر نگرانی جاگیردار بورڈنگ میں زیر تعلیم رہے
بعد ازاں حسب خواہش راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی
سابق کوتوال بلدہ ریڈی بورڈنگ ہاؤس میں بھی
کچھ عرصہ تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ
میں آپ کو رانی صاحبہ کے شدید علالت کی خبر
پہنچی اور آپ اس خبر دہشت اثر کے سنتے ہی
سرناپلی روانہ ہوگئے۔ آپ اثناء راہ ہی میں

تھے کہ رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔
رانی صاحبہ کا انتقال بتاریخ ۱۸ اشہریور ۱۳۲۹ف ہوا اور آپ ۱۹ اشہریور ۱۳۲۹ف کو ان کے جانشین ہوئے اور کارروائی وراثت آغاز کردیگئی بالاخر فرمان خسروی جہاں پناہی مرقومہ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ منظوری وراثت کی نسبت شرف صدور لایا۔ آپ تلنگی۔ مرہٹی۔ اردو فارسی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں لیکن بوجہ انتقال رانی صاحبہ انگریزی تعلیم ناکافی رہی۔ آپ کی شادی سیجی راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب سابق کوتوال بلدہ مہاراجہ بہادر سمستان ونپرتی کی دختر رانی جانما صاحبہ سے بتاریخ ۱۸ اخورداد ۱۳۲۵ف روز شنبہ بمقام سمستان سرناپلی بڑے دھوم دھام سے ہوئی جس میں طرفین کے معزز مہمان۔ راجہ، مہاراجہ دیسکھ دیسپانڈیہ، زمیندار، عہدہ داران جلیل القدر، ساہوکاران، وکلاء وغیرہ مدعو تھے۔ دربار شاہی میں بزمرۂ راجگان والی سمستان سرناپلی کی ساتویں کرسی ہے والی سمستان کو قدیم سے پالکی، عماری، ماہی مراتب، چتر، چنور، ڈنکہ، نشان، دو مشعل روز روشن کے اعزاز حاصل ہیں اور سب سے بڑی اعزازی متبرک و نادر چیز شہنشاہان مغلیہ دارالسلطنت دہلی کی جانب سے عطا شدہ علم مبارک ہے جس کے اطراف حاشیہ پر عربی آیات۔ درمیانی حصہ میں نقوش تعویذ مرتسم ہیں والی سمستان اس نشان مبارک کی بہت قدر و احترام فرماتے ہیں۔ بروز دسہرہ جس وقت یہ علم مبارک نکالا جاتا ہے تو تمام جمعیت ساتھ رہتی ہے اور پہلے پہل فاتحہ دے کر نشان مبارک کے سامنے دو بکرے ذبح کئے جاکر جمعیت میں ان کا گوشت تبرکاً تقسیم کردیا جاتا ہے۔ اور علم بردار کے سر پہ سیلہ پگڑی باندھ دیجاتی ہے اور سلنگن کی سواری کے وقت یہ علم ہاتھی پر سب سے آگے رہتا ہے۔

اوصاف واخلاق

آپ نہایت خوش اخلاق، سادہ مزاج، فیاض، رحمدل، ہمدرد، ملنسار، بے تعصب، مہمان نواز، شریف شناس، عالی ہمت، غرباء پرور، نیک طینت، علم دوست راجہ ہیں۔ آپ بلا تعصب مذہبی

حسب روایات اپنے بزرگوں کے فاتحہ محرم و یازدہم شریف ماہانہ وسالانہ ادا فرماتے ہیں بزرگان دین سے آپ کو خاص عقیدت ہے مساجد کے موذنوں پیش اماموں کی تنخواہیں اور اخراجات ضروری بھی سمتان سے ادا فرماتے ہیں۔ آپ کا دسترخوان نہایت وسیع ہے۔ آپ تنہا کبھی کھانا تناول فرمانا پسند نہیں کرتے ہمیشہ آپ کی تمنا ہی رہتی ہے کہ کھانے میں اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی شریک رہے۔ آپ کو خیرو خیرات سے بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ محتاجین و مساکین اندھے لنگڑے، معذوروں کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ سادھو سنت۔ فقیر۔ فقرا کے لئے سدابرت جاری اور ہر حاجتمند کے لئے آپ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ کوئی سائل آپ کے در دولت سے محروم واپس نہیں جاتا۔ ماتحتین کے ساتھ آپ کے خاص رعایات مرعی ہیں عموماً اپنے ماتحت ملازمین کے ساتھ نہایت عزت و خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں خصوصاً قدیم و متدین ملازمین کی بہت قدر کرتے ہیں۔ تنخواہ ناماہ مثل سرکار عالی کے تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ کو مذہبی اور مقدس تیرتھ گاہوں کی زیارت اور سیر و سیاحت کا بیحد شوق ہے۔ ہندوستان کی قریب قریب تمام بڑی بڑی تیرتھ گاہوں کی زیارت کی سعادت آپ حاصل کر چکے ہیں۔

آپ کو اپنے مالک مجازی حضور پرنور اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ سے سچی عقیدت ہے۔ ملک و مالک کی بہی خواہی آپ کا شیوہ اور ان پر جان نثار کرنا اپنے بزرگوں کی طرح باعث عزت سمجھتے ہیں۔

آپ کو تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی سابق نہا راجہ صاحب ونپرتی کی صاحبزادی رانی جانما صاحبہ کے بطن سے ہیں جن کو اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم دیجارہی ہے۔ سری رام بھوپال (جو آئندہ جانشین و والی سمتان ہونگے) اپنے منجھلے بھائی رگھورام بھوپال کے ساتھ بشپ کاٹن اسکول بنگلور میں تعلیم پارہے ہیں چھوٹے صاحبزادہ راما بھوپال کرنل اسکول ڈیرہ دون (یو۔پی) میں تعلیم کی غرض سے بھجوائے گئے ہیں

تینوں صاحبزادے ذاتی علمی شوق و ذوق رکھتے ہیں۔ امید کہ اپنے والدین کے زیر سایہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے ملک و مالک کے اعلیٰ خدمات انجام دیں گے۔ آپ کو تعلیم نسوان سے بھی بڑی دلچسپی ہے چنانچہ آپ نے اپنی صاحبزادی صاحبہ کو بھی بغرض تعلیم گرامر اسکول میں شریک فرمایا ہے جہاں وہ اس وقت اعلیٰ تعلیم حاصل فرما رہی ہیں آپ کو گھوڑے کی سواری میں بھی اچھی خاصی مشق حاصل ہے۔

آپ کو اپنے سمستان کی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے آپ کی رعایا پروری کی بڑی شہرت ہے۔ اپنی رعایا سے محبت اور ہمدردی کرنا آپ اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں مثل ہماری فیاض گورنمنٹ کے سالانہ ہزارہا روپیہ کی معافیات کرتے ہیں مزید اس کے اپنی عزیز رعایا کی سہولت کے مد نظر ہر قسم کی امداد کرتے ہیں رعایا کو رمق برابر تکلیف ہونی آپ کو پسند نہیں۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ دادخواہ آپ کے اجلاس پر بغیر کسی سعی و سفارش کے پہنچ جاتا ہے غرض کہ آپ مثل اپنے بزرگوں کے سمستان کے کاروبار نہایت عمدگی سے انجام دے رہے ہیں آپ کی تاریخ ولادت ۲۰ جمادی الاول ۱۲۸۷ھ ہے اس وقت آپ کی عمر ۵۰ سال کی ہے اور آپ کو قابض سمستان ہو کر اٹھارہ سال ہوتے ہیں واضح باد کہ ریاست حیدرآباد میں یہ سمستان اسرنا پلی بھی معزز۔ ممتاز اور پیش کش گزار سمستانوں میں سے ہے

اس تذکرہ کے جملہ فوٹوز حیدرآباد پرنٹنگ ورکس نظام شاہی روڈ میں پرنٹ ہوئے
اور اصل کتاب مکتبۂ ابراہیمیہ مشین پریس اسٹیشن روڈ نامپلی میں
باہتمام سید لطف علی الماس مہتمم
و بانتظام آقا شیخ محمد علی بریری منتظم
طبع ہوئی

نقل مراسلہ از دفتر مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ

مورخہ ۱۷ اسفندار ۱۳۴۵ ف

نشان (۵۱۰)

مقدمہ

درخواست سید عباس حسین صاحب (صمصام) ارسالی نسبت حالات خاندانی معہ تصاویر از طبقہ جاگیرداران

منجانب نواب محمد فیاض الدین خاں معتمد مجلس

بخدمت شریف جاگیرداران صاحبان سرکار آصفیہ

مولوی سید عباس حسین صاحب (صمصام) ایک کتاب موسومہ "یادگار سلور جوبلی مبارک" تیار کر رہے ہیں۔ صاحب موصوف ملکی نوجوان اور شریف الخاندان ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اس کتاب میں تمام حیدرآباد کے جاگیرداروں کے حالات درج کریں اس لئے مجھے امید قوی ہے کہ آپ حضرات، صاحب موصوف کو اپنے حالات خاندانی اور تصاویر دے کر مدد فرمائیں گے فقط

سرشرح دستخط

نواب محمد فیاض الدینخاں بہادر

معتمد مجلس

(نقل مطابق اصل ہے)

تذکرہ

یادگارِ سلور جوبلی

کو

ادارۂ مشیر عالم جنتری نے بتقریب میمنت و مسعود جشن سیمین حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ تالیف کر کے نواب مہدی جنگ بہادر بالقابہم کی خاص سرپرستی میں شائع کرنے کا ارادہ کیا اور کارکنان ادارہ کی لگاتار برسوں کی کوشش و تگ و دو و اجرائی مراسلہ سفارشی مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ نشان (۱۰ ھ) مورخہ ۱۷ ار اسفندار ۱۳۴۵ف (جس کی نقل صفحہ ۲۷۹ پر بغرض ملاحظہ درج ہے) کے باوجود اکثر و بیشتر جاگیرداران و والیان سمستان نے کوئی توجہ نہیں فرمائی جس کی وجہ سے پیش نظر جلد کو ایک حصہ کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ معدودے چند نے اپنے حالات خاندانی و تصاویر سے ادارۂ ہذا کو جو افتخار بخشا ہے اُن کا ادارہ کی جانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اگر اس خدمت کے مد نظر دیگر جاگیرداران و والیان سمستان بھی اپنے اپنے خاندانی حالات اور تصاویر سے جلد از جلد سرفرازی بخشیں تو اس کے حصۂ دوم (جو زیر طبع ہے) میں درج کر کے پبلک کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں گے۔ واضح باد کہ ادارۂ مشیر عالم جنتری اپنی ہر اشاعت کو ایک جامع صورت میں پیش کرنا اور ملک کے مشاہیر کی ایسی خدمت انجام دینا چاہتا ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے یادگار رہنے کے علاوہ مفید و کارآمد ثابت ہو اُمید کہ آپ اپنی پہلی فرصت میں اپنے حالات و تصاویر ادارۂ ہذا پر روانہ فرما کر ادارہ کو اس ارادہ میں کامیاب ہونے کا موقع دیں گے۔

صمصام شیرازی

دفتر مشیر عالم جنتری
۴۶۔۳۰۔ اندرون دروازہ چادرگھاٹ حیدرآباد دکن

ناظرین کرام

مشیر عالم جعفری کا ضرور مطالعہ فرمائیے

ملنے کا واحد مرکز

قیمت ۲؍

"دفتر مشیر عالم جعفری"

۲۰-۳-۴۶ اندرون دروازہ چادر گھاٹ

حیدرآباد دکن

[illegible]

وہ دیدہ دلیر ادارہ [illegible] محفوظ ہیں کوئی صاحب اسکا ترجمہ کسی زبان میں نہ فرمائیں

اور نہ جزواً و کلاً اسکی عبارت کا نیا بیان فرما کر بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائیں [illegible]

[illegible]

صمصام شیرازی

تذکرہ [illegible]

[illegible]